COMMENTARY ON SECOND THESSALONIANS

BY

REV. J. J. LUCAS

تھسلنیکیوں کے دوسرے خط کی تفسیر

من تصنیف

ج۔ ج۔ لوکس



PUBLISHED BY

THE MILTON STEWART EVANGELISTIC FUND

1927

CamScanner

COMMENTARY ON SECOND THESSALONIANS

BY

REV. J. J. LUCAS

تھسلنیکیوں کے دوسرے خط کی تفسیر

من تصنیف

جے-جے-لوکس



PUBLISHED BY

THE MILTON STEWART EVANGELISTIC FUND

1927

فہرست مضامین

دیباچہ

یہ خط جو تسلنیقی شہر کے مسیحیوں کے نام لکھا گیا پولوس رسول کا دوسرا خط کہلاتا ہے اور سبب یہ کہ پیشتر اس نے اسی کلیسیا کو ایک اور خط لکھا تھا۔ جس کی طرف وہ اس خط میں اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے "پس اے بھائیو ثابت قدم رہو اور جن روائتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعے تعلیم پائی ہے اُسپر قائم رہو (۲: ۱۵) اس سے اغلب ہے کہ اسنے نہ صرف زبانی اُنہیں تعلیم دی بلکہ خط کے ذریعے لکھ کر بھی۔ جس تعلیم کی طرف وہ اس دوسرے خط میں اشارہ کرتا ہے اس کا مفصل بیان اسکے پہلے خط میں پایا جاتا ہے جو اس نے اس کلیسیا کو لکھا۔ پھر اس خط کے آخر میں وہ یہ بھی کہتا ہے "میں پولوس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ ہر خط میں میرا یہی نشان ہے۔ میں اسی طرح لکھتا ہوں"۔ (دیکھو ۳: ۱۷) اس کے پہلے خط میں اُسکے دستخط کا نشان نہیں ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس وقت اُسنے پہلا خط لکھا اس نے آخر میں اپنے ہی ہاتھ سے دستخط کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ورنہ وہ پہلے خط میں بھی اپنے ہی ہاتھ سے ضرور دستخط کرتا۔ اسی خط میں وہ یہ بھی لکھتا ہے "اے بھائیو! ہم

اپنے خداوند یسوع مسیح کے آنے اور اس کے پاس اپنے جمع ہونے کی بابت تم سے درخواست کرتے ہیں " (۲: ۱) اپنے پہلے خط میں مسیح کی دوبارہ آمد اور اس وقت بادلوں پر اس کے پاس اس کے پیروں کے جمع ہونے کی بابت اس نے بہت تعلیم دی جس کی طرف وہ اس دوسرے خط میں اشارہ کرتا ہے صاف ظاہر ہے کہ جس خط میں مسیحیوں کے مسیح کے پاس جمع ہونے کا مفصّل بیان وہ کرتا ہے وہ پہلا خط ہے اور جس خط میں وہ صرف اشارةً اس تعلیم کا ذکر کرتا ہے وہ دوسرا خط ہے۔ پھر پہلے خط میں پولوس تسلنیقی مسیحیوں کے ایمان کی ابتدائی حالت کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے "اس لئے کہ ہماری خوشخبری تمہارے پاس نہ فقط لفظی طور پر پہنچی بلکہ قدرت اور روح القدس اور پورے اعتقاد کے ساتھ بھی چنانچہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہاری خاطر تم میں کیسے بن گئے تھے۔ اور تم کلام کو بڑی مصیبت میں روح القدس کی خوشخبری کے ساتھ قبول کر کے ہماری اور خداوند کی مانند بنے یہاں تک مقدونیہ اور اخیاہ میں خداوند کے کلام کا چرچا پھیلا ہے۔ بلکہ تمہارا ایمان جو خدا پر ہے ہر جگہ ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ ہمارے کہنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اس لئے کہ وہ آپ ہمارا ذکر کرتے ہیں کہ تمہارے پاس آنا کیسا ہوا اور تم بتوں سے پھر کر خدا کی طرف رجوع ہوئے تاکہ زندہ اور حقیقی خدا کی بندگی کرو۔ ا۔ تسلنیقی ۱: ۵-۹

اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ پولوس نے کس غرض اور کس مقصد سے تسلنیقی مسیحیوں کو یہ دوسرا خط لکھ بھیجا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے خط میں اُس نے

یہ تعلیم دی تھی کہ خداوند یسوع پھر آویگا۔ غریبی اور پست حالی کی صورت میں نہیں بلکہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ۔ اُس نے انکو یہ تسلی بخش بات سنائی تھی کہ جو مسیح کے ہیں۔ چاہے وہ نیند کی سی صورت میں سوئے ہوئے ہوں یا زمین پر زندہ ہوں وہ سب مسیح کے آتے وقت بادلوں پہ اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اسطرح وہ ہمیشہ خداوند کیساتھ رہیں گے۔" اور فرمایا "پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو" ۱ تسلینیقی ۴: ۱۶-۱۸

پولوس نے پہلے خط میں مسیح کے پھر آنے کی نسبت یہ آگاہی کی بات بھی لکھی تھی کہ "خداوند کا دن اسطرح آنے والا ہے جسطرح رات کو چور آتا ہے جس وقت لوگ کہتے ہوں گے کہ سلامتی اور امن ہے اُس وقت اُن پر ناگہاں ہلاکت آئے گی اور وہ ہرگز نہ بچیں گے۔ لیکن تم اے بھائیو تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دن چور کی طرح تم پر آپڑے۔ کیونکہ تم سب نور کے فرزند اور دن کے فرزند ہو۔ ہم نہ رات کے ہیں نہ تاریکی کے۔ پس اوروں کی طرح سو نہ رہیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار رہیں۔ کیونکہ جو سوتے ہیں رات ہی کو سوتے ہیں اور جو متوالے ہوتے ہیں۔ رات ہی کو ہم جو دن کے ہیں ایمان اور محبت کا بکتر لگا کر اور نجات کی امید کا خود پہن کر ہوشیار رہیں۔ کیونکہ خدا نے تمہیں غضب کیلئے نہیں بلکہ اسلئے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات حاصل کریں۔ ۱ تسلنیقی ۵: ۲-۹ اور ۲ تسلنیقی ۱: ۷-۱۰ و ۲: ۱-۸

پہلے خط کی ان آیات سے ظاہر ہے کہ پولوس نے مسیح کی دوسری آمد کی نسبت

تسلی اور آگاہی کی باتیں۔ دونوں اپنے پہلے خط میں لکھی تھیں)۔ دوسرے خط کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ بعضوں نے مسیح کی دوسری آمد کی نسبت پولوس کی تعلیم یا تو سمجھی نہیں اور یا الٹی سمجھ کر یہ جھوٹی خبر پھیلائی تھی کہ خداوند یسوع مسیح کا دن آ پہنچا ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ بیشک جس دن کی خبر پولوس رسول نے زبانی طور پر اور نیز خط کے ذریعے تمہیں دی وہ اب آن پہنچا ہے۔ اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ پولوس کی طرف سے ایک خط آیا ہے جس میں یہی بات صاف طور پر یا اشارۃً لکھی ہوئی ہے۔ پولوس نے یہ خبر پا کر فوراً یہ دوسرا خط لکھ بھیجا کہ بھائیو میں نے نہ زبانی اور نہ کسی خط کے ذریعے کوئی ایسی خبر دی اور جو لوگ اس سے تمہاری عقل کو پریشان کرتے ہیں فریبی ہیں۔ کسی طرح سے اُن کے فریب میں نہ آنا۔ کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا۔ جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص یعنے ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو" ۲ تسلنیقی ۲: ۳۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو جھوٹی تعلیم مسیح دوبارہ آنے کی نسبت پھیل گئی تھی اور پھیلتی جاتی تھی۔ اس کو دور دفع کرنے کو پولوس نے تسلنیقی مسیحیوں کو یہ دوسرا خط لکھ بھیجا۔ وہ بتلاتا ہے کہ برگشتگی کی تاثیرات اسی وقت تک ہونگی اور جاری رہیں گی جب تک کہ مسیح پھر نہ آوے۔ وہ اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لے گا۔ (۲ تسلنیقی ۱: ۶-۸) مگر اس خط میں یہ خوشی کی خبر بھی ہے کہ بری تاثیرات کا ایک روکنے والا ہے اور

جب تک کہ یہ ایک روکنے والا دنیا سے ہو رہا کیا جاوے وہ ان سب بڑی تاثیرات کو روکے رہے گا۔ جو عجیب روکنے والا ہے اسکا بیان اِس تفسیر کے ۲ باب ۶-۱۲ آیات میں پایا جاتا ہے۔

میں نے ڈاکٹر جیمیس ڈینی صاحب کی تفسیر سے جو انگریزی میں چھاپی گئی ہے بہت فائدہ اٹھا کر اور اس سے بہت باتیں نکال کر اس تفسیر میں درج کی ہیں میں ڈاکٹر ڈینی صاحب کا بہت شکر گذار ہوں۔ مگر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ تفسیر ڈاکٹر ڈینی صاحب کا ترجمہ یا خلاصہ ہے۔ مین نے اس خط کی ہر ایک آیت کے مضمون اور معنوں پر سوچ سوچکر اور ہندوستان کی کلیسیا کے حالات پر غور کر کے اس مقصد سے یہ تفسیر لکھی ہے کہ جو تعلیم اور نصیحت پولوس نے تسلینقی مسیحیوں کو دی۔ وہ میرے مسیحی بھائیوں کے لئے بھی مفید ہو۔

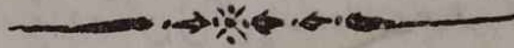
اس خط میں رسولی کلیسیا کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اُس کلیسیا کے بہت ممبران محنت کش نومرید تھے جو مسیح کے پیرو ہونے کے سبب ستائے جاتے اور ظلم اُٹھاتے تھے۔ جیساکہ ہندوستان کے دیہاتی مسیحی بڑے ذات والوں اور زمینداروں اور مالداروں کے ہاتھ سے طرح طرح ستائے اور دبائے جاتے ہیں۔ میرے اُن مظلوم اور دکھیا مسیحی بھائی بہنوں کی تسلی اور تعلیم کے لئے میں نے پولوس کے اس خط کی تفسیر لکھی ہے۔ لکھتے لکھتے اکثر گویا اپنے گاؤں کے مسیحی بھائیوں کو مدنظر رکھ کر اُن کا خیال کیا کرتا تھا اور گویا وہ میری نظر کے سامنے پھرتے رہتے تھے

اور راہنمی کے لئے میں یہ تفسیر لکھتا گیا۔ اور اب اس تفسیر کو ختم کر کے شکر گذاری اور محبّت کے ساتھ میں اسے اُن کے ہاتھوں میں رکھ دیتا ہوں۔ اس امید اور دُعا کے ساتھ کہ اے میرے مظلوم اور محنت کش بھائی بہنو اب خداوند جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو ہمیشہ اور ہر طرح سے اطمینان بخشے۔

ج۔ بے۔ لوکس

الہ آباد

۲۵ر مارچ سنہ ۱۹۲۵ء



پولوس رسول کے دوسرے خط پر جو تسلنیکیوں کو لکھا گیا۔ سوالات

(۱) باب ۱: ۱-۴ آیات

(۱)۔ مسیحی کلیسیا سے کیا مراد ہے؟ ۱-

(۲)۔ جو ہوشنگی اور تعلق مسیح اور اس کی کلیسیا میں ہے اس کو ظاہر کرنے کیلئے کئی ایک مثالیں دو۔ ۷-۸

(۳)۔ پولوس رسول نے تسلنیکی کلیسیا کے مسیحیوں میں نئی زندگی کی کون سی چار نشانیاں پائیں؟ ۸

(۴)۔ اُس نے اُن کے لئے کیا دُعا کی؟ ۸

(۵)۔ فضل سے کیا مراد ہے؟ ۸-۹

(۶)۔ فضل اور اطمینان کن معنوں میں خداوند یسوع مسیح میں چھپے ہوئے ہیں اور اس میں سے کس طرح صادر ہوتے ہیں؟ ۹-

(۷)۔ وہ شکر گذاری کی دعا بتلاؤ جو پولوس کی اور جو تیسری اور چوتھی آئتوں میں پائی جاتی ہے۔ ۹-

۸۔ ایمان کی خوراک کیا ہے؟ ۹-

ب

۹۔ موسیٰ کا ایمان کس وسیلے سے مضبوط بنا رہا۔ ۱۰۔

۱۰۔ پولوس کو وہ کونسا ثبوت ملا جس کے سبب اسے یقین حاصل ہوا کہ تسلنیقی مسیحی اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں؟ ۱۰۔

۱۱۔ روح القدس کا سب سے پہلا پھل کیا ہے؟ ۱۰۔ ۱۱۔

۱۲۔ مسیح کے شاگرد ہونے کے خاص نشان کیا ہیں؟ ۱۱۔

۱۳۔ تسلنیقی مسیحیوں میں پولوس نے نئی اور اندرونی زندگی کا کونسا پھل دیکھا اور پہچانا؟ ۱۱۔

۱۴۔ ہم ان آیتوں میں پڑھتے ہیں کہ دوسری کلیسیاؤں کے روبرو پولوس نے تسلنیقی مسیحیوں کی تعریف کی بلکہ اُن پر فخر بھی کیا۔ اس نے اُن میں کونسی بات دیکھی تھی جس کے سبب اس نے اُن کی اس قدر تعریف کی اور انہیں دوسرے مسیحیوں کے لئے نمونہ پیش کیا؟ ۱۲۔

۱۵۔ تم کون سی باتیں ثبوت میں پیش کرو گے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ تسلنیقی مسیحیوں کی روشنی اب تک چمک رہی ہے۔ ۱۳۔

۱۶۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ پولوس کے زمانے میں شہر تسلنیقی میں عالیشان مکانات موجود تھے اور بڑے بڑے علما بھی تھے۔ بتلاؤ یہ کیا سبب ہے کہ اپنے اس خط میں وہ اُنکا مطلق اشارہ تک نہیں کرتا؟ ۱۴۔

۱۷۔ وہ کون سی رشتہ داری ہے جو سب سے اعلےٰ عمدہ اور پائدار ہے؟ ۱۴۔

۱۸۔ اس خط میں شروع سے آخر تک کس خاص بات کا بیان پایا جاتا ہے؟ ۱۴

۱۹۔ پولوس۔سلوانس اور طمطاؤس نے اپنے تسلنیقی بھائی بہنوں کے لئے کون سی برکتیں مانگیں؟ اور جو زمینی۔خاندانی اور سفارشی برکتیں انہوں نے مانگیں اُن کا ذکر کرو۔ ۱۵۔

۲۰۔ چھوٹے چھوٹے گناہ جو مسیح کے پیرؤں کے دل یا بدن یا روح میں گھس جاتے ہیں وہ کس جانور کی مانند ہیں؟ ۱۵۔

۲۱۔ اِس جانور کو مار ڈالنے اور اُس سے بچے رہنے کے طریقے بیان کرو۔ ۱۵

۲۲۔ بزرگ یوحنا رسول نے اپنے پیارے شاگرد گیس کے لئے کون سی خاص برکت چاہی؟ (دیکھو ۳ یوحنا: ۲ آیت) ۱۶۔

۲۳۔ جب سے تسلنیقی مسیحی خداوند یسوع کے شاگرد ہو گئے وہ کن کن نیک باتوں میں بڑھتے چلے گئے؟ ان کی پہلی حالت اور اب کی حالت کا مقابلہ کرو۔ ۱۷۔

۲۴۔ جب چھوٹا بچہ وزن یا سمجھ میں ذرا ذرا سی ترقی شروع ہی کرتا ہے تو وہ کون ہوتے ہیں جو پہلے پہل اس کی بڑھتی کو پہچانتے ہیں؟ اس میں کلیسیا کے بزرگوں کے لئے کیا ہدایت موجود ہے؟ ۱۸۔

۲۵۔ ہماری بدنی زندگی کا شمار اکثر کیا ہوتا ہے؟ اور تب بطور مقابلہ بتاؤ کہ مسیح کے شاگرد کی نئی زندگی کے برسوں کا شمار کتنا ہے؟ ۱۹۔۲۰۔

۲۶۔ اگر برس گذرتے چلے جائیں اور مسیح کا پیرو اپنے ایمان۔ محبت اور

صبر میں ترقی نہ کرے تو اس وجہ کیا ہو گی؟ ۲۱۔

۲۷۔ شہر تسلینقی کے مسیحیوں کی طرف بطور نمونہ اشارہ کرکے اُن کے غیر مسیحی پڑوسیوں سے پولوس کیا کہہ سکتا تھا؟ ۲۲ - ۲۴

۲۸۔ مسیح کی انجیل کے مبشر مثلاً پولوس - سلوانس اور طمطاوس کیلئے خوشی اور سبار کبادی کس بات میں پائی جاتی ہے؟ ۲۴- ۲۵۔

۲۹۔ انجیل کی منادی کی نوکری اور انجیل کی منادی کی خدمت میں کیا فرق ہے؟ ۲۹

۳۰۔ پولوس - سلوانس اور طمطاوس کے نمونے کے وسیلے سے روح القدس اس خط کے پڑھنے والوں سے آج کے دن کیا کہتا ہے؟ ۲۶- ۲۷۔

۳۱۔ اِن آئتوں کو پڑھنے والا اپنے دل سے کون سے سوالات کرے؟ ۲۷-۲۹

۳۲۔ اِن آئتوں کو پڑھنے سے دل میں کیا دعا پیدا ہوتی ہے؟ ۲۹

(۲) ۲ تسلینقی ۱ : ۵ - ۱۲

۱۔ پانچویں آئت کی تعلیم سے تسلینقی کلیسیا کے دکھیا مسیحیوں کو کیا تسلّی ملی؟ ۳۰

۲۔ خدا کی عدالت کس بات کا تقاضا کرتی ہے؟ ۳۰

۳۔ مسیح کی خاطر مصیبت اُٹھانے والا مسیحی سپاہی مصیبت سے کیا فائدہ حاصل کرتا ہے؟ ۳۱ - ۳۲۔

۴۔ مسیح کی خاطر مصیبت اُٹھانے والا مسیحی کب عزت اور جلال پاوے گا؟ ۲۹-۳۰-۳۱-۳۲

۵۔ مسیح کے نہ ماننے والوں کا خاص گناہ کیا ہے؟ ۳۳-

۶۔ یہودی اور یونانی ۔ مسیح کے نہ ماننے والے جب اعتراض کی راہ سے کہتے تھے کہ مسیحی یہ تعلیم تو دیتے ہیں کہ مسیح میں عجیب روشنی پائی جاتی ہے پر وہ نہ پولوس جیسے شخصوں میں نہ دوسرے مسیحیوں میں نظر آتی ہے ۔ تو اس اعتراض کا کیا جواب پولوس رسول نے دیا؟ ۳۴-۳۵-۳۶-

۷۔ پھر بعض لوگ اعتراض کی راہ سے یہ بھی کہتے تھے کہ جو شخص خدا کو نہ پہچانے اُس کو اس ناواقفیت کے سبب سزا نہ ملنی چاہیئے اور سزا ملے تو یہ بے انصافی ہے ۔ پولوس نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا؟ ۳۷-۳۸-

۸۔ ثابت کرو کہ ہر شخص چاہے وہ یہودی ہو جس کے پاس خدا کی لکھی ہوئی شریعت ہے یا وہ یونانی ہو جس کے باطن میں خدا کے احکام لکھے ہوئے ہیں ۔ دونو کے دونو خدا کی عدالت میں بے عذر ہیں۔ ۳۸-۳۹-

۹۔ اِس جہان کے خدا نے کس کس قسم کے پردوں سے مسیح کے نہ ماننے والوں کی عقلوں کو اندھا کر رکھا ہے؟ ۴۰-۴۱-

۱۰۔ ثابت کرو کہ جو شخص خداوند یسوع کے کفارے کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کو جھٹلاتا ہے ۔ ۴۱-۴۲

۱۱۔ ۸ و ۹ و ۱۰ آیات میں کن لوگوں کی ہلاکت کی پیشینگوئی صاف طور پر لکھی ہوتی ہے؟ ۴۲-۴۳-۴۴-۴۵

۱۲۔ اگر کوئی دریافت کیا چاہے کہ آیا میں خدا کے بلائے ہوؤں اور برگزیدوں میں سے ہوں کہ نہیں تو وہ ایسے سوال کا جواب کس طرح پا سکتا ہے؟ ۴۵

۱۳۔ ثابت کرو کہ کئی دفعہ دکھ اور مصیبت خدا کی ناراضگی کا نشان نہیں ہیں۔ ۴۶-۴۷

۱۴۔ جب خداوند یسوع جلال کے ساتھ آئیگا تو وہ اپنے تسلنیقی پیروؤں سے کیا کہیگا؟ ۴۸

۱۵۔ ثابت کرو کہ خدا اپنے طریقوں سے ظالموں کے ظلم کا بدلا کبھی کبھی لیتا ہے اب بھی اور آئندہ بھی لے گا۔ مثال اپنے جواب میں دو۔ ۴۹-۵۰

۱۶۔ ثابت کرو کہ صرف مسیح کی تعریف کرنا یا اس کا نام لینا کافی نہیں ہے۔ ۵۱

۱۷۔ آیات ۷ سے ۱۰ تک پولوس نے مسیح کے دوبارہ آنے کی خوشخبری سے کتنوں کو تسلّی بخشی اور کتنوں کو خوف دلایا۔ اس کا کچھ بیان کرو۔ ۵۱-۵۴

۱۸۔ پولوس کی جو دعائیں ۱۱ و ۱۲ آئتوں میں درج ہیں ان کا کچھ بیان کرو۔ ۵۴-۵۵

۱۹۔ اِن آئتوں کو پڑھکر کون سے چار سوالات پڑھنے والا اپنے دل سے کرے؟ ۵۵

۲۰۔ کون سی دعائیں اِن آئتوں کو پڑھ کر دل سے اُٹھتی ہیں؟ ۵۶

(۳) ۲ تسلنیقی ۲: ۱-۵

۱۔ کون سے دن سے روشنی میں پولوس رسول یہ خط لکھ رہا تھا؟ ۵۷

۲۔ جس وقت پولوس رسول یہ لکھ رہا تھا تسلنیقی مسیحیوں کا کیا حال تھا؟ ۵۷

۳۔ مسیح کی دوسری آمد کا دن اس کے پیروؤں کے لئے کیسا دن ہوگا؟ ۵۸

۴۔ تسلنیقی مسیحیوں کے درمیان مسیح کی دوسری آمد کی نسبت کون سی جھوٹی افواہ پھیل گئی تھی؟ ۵۸۔ ۵۹۔

۵۔ جس برگشتگی کی طرف پولوس ۳ و ۴ آیات میں اشارہ کرتا ہے اس کے صاف معنی لگانا کیوں بہت مشکل ہے؟ ۵۹۔

۶۔ اِن آیات میں اُس برگشتگی کے وقت پہچاننے کے لئے پولوس رسول چند نشانیاں بتلاتا ہے ان کا بیان کرو۔ ۵۹۔ ۶۰۔

۷۔ کس نے یہوواہ اسکریوتی کو یہ نام "ہلاکت کا فرزند" دیا؟ ۶۰۔ ۶۱۔

۸۔ پولوس اور تسلنیقی مسیحیوں کے سخت دشمن کون تھے؟ چار نظیریں بطور مثال پیش کرو۔ ۶۴۔ ۶۶۔

۹۔ یروشلیم کے یہودیوں نے مسیح کی سخت مخالفت کی۔ اس مخالفت کا کچھ بیان کرو۔ ۶۵

۱۰۔ مسیح کے خون کا بدلا کس قوم سے ہیبت ناک طور سے لیا جائے گا؟ ۶۶۔

۱۱۔ جس شخص کو پولوس اشارۃً "گناہ کا شخص کہتا ہے" وہ کون ہے ۶۷۔

۱۲۔ ثابت کرو کہ رومی کیتھولک پوپ "گناہ کا شخص" نہیں ہے۔ ۶۷۔ ۶۸

۱۳۔ جس تمثیل کے ذریعے سے مسیح نے ظاہر کیا کہ برگشتگی کا وقت اُس کی دوبارہ آمد تک بنا رہے گا۔ اُس تمثیل کا بیان کرو۔ ۶۸۔ ۶۹۔

۱۴۔ جو بیج شیطان آدمی کے دل میں بوتا ہے وہ کیا ہے؟ ۷۰۔ ۷۱۔

۱۵۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ خیر جب برگشتگی کی نشانیوں کا شروع ہوگا تب ہم مسیح

کے آنے کی راہ دیکھیں گے تو اس کا کیا جواب دیا جائے؟ ۷۲-۷۳-

۱۶- کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا دنیا میں بھلائی زیادہ ہوتی جاتی ہے یا برائی
اس کا کیا جواب ہے؟ ۷۴-

۱۷- مسیح کی دوسری آمد کی نسبت بشپ رائل صاحب کا کیا عقیدہ اور یقین تھا؟

۱۸- پولوس رسول نے اپنے شاگرد طمطاؤس کو بے دینی کے بڑھ جانے کی نسبت
کیا پیشنگوئی لکھ کر بھیجی؟ ۷۶-۷۷

۱۹- اِن آیات کو پڑھنے والا کون سے سوالات اپنے دل سے کرے؟ ۷۷-۷۸-

۲۰- اِن آیات پر غور کرنے سے کون سی دعا دل میں پیدا ہوتی ہے؟ ۷۸-

(۴) ۲ تسلینقی ۲: ۶-۱۲

۱- بتاؤ کہ اِن آیتوں میں پولوس رسول کس طرح اپنے آپ کو سمجھدار- تجربہ کار
روحانی کسان یا کاچھی کی طرح دکھاتا ہے؟ ۷۹-۸۰

۲- اِس زمانے کی بے دینی کی بڑھتی کب تک روکی جائے گی؟ ۸۰-

۳- بے دینی کا روکنے والا کون ہے یا کیا ہے؟ بتاؤ کہ اس کا کیا جواب
کلیسیا کے بہت سے بزرگوں اور معلّموں نے پہلی صدی میں دیا؟ ۸۱-

۴- ثابت کرو کہ برگشتگی جس کے روکنے والے کی طرف پولوس اشارہ کرتا
ہے وہ روح القدس ہے۔ ۸۲-۸۳-

۵۔ سوائے روکنے والے کے۔ روح القدس کے چند اور نام بتاؤ۔ ۸۳۔ ۸۶۔

۶۔ ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت کی وجہ بتاؤ۔ ۸۷۔ ۸۸

۷۔ ثابت کرو کہ خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد شخصی آمد ہوگی۔ ۸۹۔

۸۔ ثابت کرو کہ "جس گناہ کے شخص" کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے وہ شیطان کا پورا نقش ہوگا؟۔ ۸۹۔ ۹۰

۹۔ کس وقت کل یہودی قوم توبہ کرے گی؟۔ ۹۰۔ ۹۱۔

۱۰۔ یہودی قوم کے حاکموں نے مسیح کے ساتھ کیا بدسلوکی کی؟ ۹۱۔ ۹۲

۱۱۔ مسیح نے یروشلیم کی ہیکل کی بربادی کونسی پیشنگوئی کی اور بربادی کی کی حالت کب تک رہنے کی پیشنگوئی کی؟ ۹۴۔

۱۲۔ پولوس روزہ اور توبہ کے ساتھ مسیح کی طرف پھرا۔ ثابت کرو کہ اس کی توبہ یہودی قوم کی توبہ کی پیشنگوئی اور مثال تھی۔ ۹۵۔ ۹۶۔

۱۳۔ پولوس کس کی منادی سے اپنے گناہ سے قائل ہوا اور مسیح کا پیرو بن گیا؟ ۹۶

۱۴۔ خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد کے بعد یہودی قوم کی بحالی کا کچھ بیان کرو۔ ۹۷

۱۵۔ برے اور بے ایمان آدمیوں کی سب سے سخت سزا اس وقت کیا ہے؟ اور آئندہ میں کیا ہوگی؟ مثالیں جواب میں پیش کرو۔ ۹۸۔ ۹۹۔

۱۶۔ ان آیتوں سے پڑھنے والے کے دل میں کون سے سوالات اٹھتے ہیں؟ ۱۰۰۔ ۱۰۱

۱۷۔ ان آیتوں پر غور کرنے سے کونسی دعا دل سے اٹھتی ہے؟ ۱۰۲۔

(۵) ۲ تسلنیقی ۲: ۱۳-۱۷

۱۔ اِس باب کی تیسری آئت سے بارھویں آئت تک برگشتگی کے دنوں۔ گناہ کے شخص۔ شریر کے روکنے والے۔ مسیح کے ایمانداروں کے ہوا میں اُس سے ملنے۔ بے ایمانوں کی ہلاکت اور مسیح کے تجلّی اور جاہ و جلال سے آنے کی نسبت (ان چھ بڑے مضمونوں کی نسبت) جو تعلیمات اور پیشنگوئیاں لکھی ہوئی ہیں اُن کا بیان کرو ۱۰۲-۱۰۳

۲۔ پولوس نے ہلاک ہونے والوں کی یہ ہولناک تصویر کیوں کھینچی؟ ۱۰۴

۳۔ تیرھویں سے سترھویں آئت تک پولوس کن کی تصویر کھینچتا ہے؟ ۱۰۴،۱۰۵

۴۔ اِن آیات میں۔ مسیح کے ایمان داروں کی نسبت کو باتیں لکھی ہوئی ہیں وہ کون سی ہیں؟ ۱۰۴-۱۰۵

۵۔ پولوس نجات یافتہ لوگوں اور ہلاک ہونے والوں کی تصویر کھینچتا ہے تاکہ اُن کا مقابلہ کرے۔ وہ کیوں ایسا کرتا ہے؟۔ ۱۰۵۔

۶۔ اِن پانچ آیات میں پولوس کی تعلیم یا مختصر عقیدہ کن خاص چار باتوں کی نسبت پایا جاتا ہے؟ ۱۰۵

۷۔ خدا کی نسبت پولوس کا کیا عقیدہ تھا؟ ۱۰۵-۱۰۶

۸۔ مسیح " " " " " " " " " ؟ ۱۰۷-۱۰۸

۹۔ روح القدس " " " " " " " " ؟ ۱۰۸-۱۰۹

۱۰۔ انجیل کی خوشخبری کی نسبت پولوس کا کیا عقیدہ تھا؟ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔

۱۱۔ جن کے ذریعے سے انجیل کی خوشخبری تسلینقی مسیحیوں کو پہونچی اُن کی نسبت
پولوس کیا کہتا ہے؟ اس کے کہنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے اور ہمارے لئے
اس میں کیا نصیحت ہے؟ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔

۱۲۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو باتیں تسلینقی شہر کے یونانی عُلما کی سمجھ میں نہیں آئی
تھیں وہ گہری باتیں اُسی شہر کے غریب محنت کش مسیحیوں پر کھل گئیں
اِس بھید کی کنجی کیا تھی؟ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔

۱۳۔ پندرھویں آیت میں پولوس ایک اعتراض کا ذکر کرتا ہے۔ وہ اعتراض
کیا تھا اور اُس اعتراض کا وہ کیا جواب دیتا ہے؟ ۱۱۳۔

۱۴۔ بعض شخص اعتراض کرتے تھے کہ جو تعلیم پولوس رسول دیتا ہے اُس سے
بے پرواہی واقعہ ہونے کا امکان ہے؟ ایسے معترضوں کو پولوس نے
اس خط میں کیا جواب دیا؟۔ ۱۱۳۔ ۱۱۷۔

۱۵۔ پولوس کے عقیدے کی بنیاد صاف ظاہر ہے۔ اُس کے خدا اور مسیح سے
دعا کرنے پر موقوف تھی۔ وہ اِس بنیاد کی بابت کیا تعلیم اور ہدایت دیتا ہے؟ ۱۱۶

۱۶۔ پولوس کو اس کی دعائیں سنی جانے کی کیا اُمید تھی؟ ۱۱۸۔

۱۷۔ جب پولوس یہ خط لکھوا رہا تھا تو اِن آیتوں کو لکھتے ہوئے اس نے خط نویس
سے کیا کہا ہوگا؟۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔

۱۸- سولہویں اور سترہویں آیات میں اس کی ایک دعا موجود ہے۔ اُس کے
دس خطوں میں اسی قسم کی مختصر دعائیں پائیں جاتی ہیں۔ وہ سناؤ۔ ۱۱۹

۱۹- اس دعا میں پولوس نے خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح - دونوں کے نام
ایک ساتھ رکھ کر دعا کی۔ اُس کے ایسا کرنے سے کس سوال کا جواب ملتا ہے ۱۱۹

۲۰- پولوس نے اپنے تسلنیقی بھائیوں کے لئے دو خاص برکتیں مانگیں۔
وہ کون سی برکتیں تھیں؟ (دیکھو آیات ۱۶ و ۱۷) ۱۲۰

۲۱- کس کس دلیل سے یہ بات ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا نے تسلنیقی مسیحیوں
کی دعائیں سن لیں؟ ۱۲۰- ۱۲۱

۲۲- ان آیات میں پولوس ان غریب تسلنیقی نومرید مسیحیوں کو عجیب نام دیتا
ہے اور انہیں عجیب وعدے دیتا ہے۔ ثابت کرو کہ ان دنوں میں
بھی مسیح کے پیرو ایسے نام اور وعدے حاصل کر سکتے ہیں۔ ۱۲۱-۱۲۲-

۲۳- جو کلیسا کے پاسبان ہیں وہ ان آیات سے اپنے چھوٹے جھنڈ
کے لئے کون سی تسلی بخش باتیں نکال سکتے ہیں؟ ۱۲۲- ۱۲۳

۲۴- ان آیتوں سے مسیحی مبشر کو کیا کیا ہدایتیں ملتی ہیں۔ اُسے بیج ملا اور تلوار
ان سے وہ کیا کرے؟ ۱۲۳ - ۱۲۴

۲۵- کن ہتھیاروں سے پولوس نے شیطان کا مقابلہ کیا؟ ۱۲۴-۱۲۵-

۲۶- مسیح پر ایمان لانے سے پیشتر تسلنیقی شہر کے نومریدوں کی کیا حالت

تھی؟ وہ کونسا وسیلہ تھا جس سے اُن کی حالت بدل گئی؟ ۱۲۵-۱۲۶

۲۷۔ وہ کونسا ایک اکیلا اصل بنیادی وسیلہ ہے جس سے وہ شخص جو پاک ہوا چاہتا ہے پاک بن سکتا ہے؟ ۱۲۶

۲۸۔ اِن آیات کو پڑھنے سے کون سے سوالات دل میں اُٹھتے ہیں؟ ۱۲۷

۲۹۔ اِن آیات کو پڑھنے سے کون سی دعا دل سے اٹھتی ہے؟ ۱۲۸

(۶) ۲ تسلنیقی ۳: ۱-۵

۱۔ جو خاص تین برکتیں پولوس رسول چاہتا تھا کہ اس کے مسیحی بھائی اُس کے لئے دعائیں مانگیں۔ وہ کونسی تھیں؟ ان کا کچھ بیان کرو۔ ۱۲۹

۲۔ خداوند یسوع مسیح پولوس رسول کو کونسی باتیں یاد دلایا کرتا تھا؟ ۱۲۹

۳۔ اِن آیتوں میں تین دعائیں پائی جاتی ہیں جو پولوس نے اپنے لئے مانگیں اور دوسروں سے درخواست کی کہ اس کے لئے دعا مانگیں۔ ثابت کرو کہ یہ دعائیں سنی گئیں۔ ۱۳۰-۱۳۱

۴۔ تسلنیقی شہر کے کلیسیا کے شرکا کی تین خاصیتیں اور خوبیاں بتاؤ۔ ۱۳۹

۵۔ پولوس کہتا ہے کہ خداوند یسوع کی انجیل تسلنیقی شہر کے مسیحیوں سے جلال اور رونق پاتی تھی۔ اس سے اس کی کیا مراد تھی۔ اس میں کونسی حیرت اور تعجب کی بات پائی جاتی ہے؟ ۱۳۱-۱۳۲

۶۔ خدا کے جلال کا نور کن تین جگھوں میں چمکتا ہے؟ ۱۳۲

۷۔ کن طریقوں سے پولوس کے ذریعے سے مسیح کا جلال چمکتا تھا؟ ۱۳۲-۱۳۳

۸۔ اگر مسیح کا پیرو غریب نوکر بھی ہو۔ تو کس طرح اُس سے مسیح کی تعلیم کو رونق پہنچ سکتی ہے؟ ۔ طیطس ۲: ۱۰ میں کیا لکھا ہے؟ ۱۳۴-

۹۔ مسیحی کی بدچلنی سے کیا خوفناک نتیجہ برپا ہوتا ہے؟ ۱۳۴-۱۳۵

۱۰۔ پولوس نے تسلنیقی مسیحیوں میں کون کون سے پھل دیکھ کر اُن سے درخواست کی کہ دعا کے ذریعے اس کی مدد کریں؟ ۱۳۵-

۱۱۔ جن کجرو آدمیوں سے بچے رہنے کے لئے پولوس نے دعا کی۔ وہ کون آدمی تھے؟ ۱۳۵-۱۳۶

۱۲۔ پولوس کے مخالفوں کی کجروی کی جڑ کیا تھی؟ ۱۳۷-۱۳۸

۱۳۔ پولوس کی رائے میں شہر تسلنیقی میں صرف دو قسم کے آدمی تھے۔ وہ کون تھے؟ ۱۳۸

۱۴۔ پولوس کا یقین تھا کہ خدا تسلنیقی مسیحیوں کو مضبوط کرے گا اور شریر (شیطان) سے محفوظ رکھے گا۔ اُس کا یہ یقین کن بنیادوں پر قائم تھا؟ ۱۳۹

۱۵۔ پولوس نے مسیح کے پیرؤں کے لئے جو تسلنیقی میں تھے دو خاص برکتیں چاہیں وہ کونسی تھیں؟ ۱۳۹-

۱۶۔ اِس تیسرے باب کی پہلی آیت سے پولوس رسول کی کامیابی اور پھلدار زندگی کا بھید تمہیں ملتا ہے۔ وہ بھید کیا تھا؟ ۱۴۰

۱۷۔ کلیسیا کے کون سے پاسبان مبارک ہیں اور کون سے بدنصیب؟ ۱۴۰۔

۱۸۔ پولوس کے مسیحی ہونے کے وقت سے لیکر عنقریب ۳۰ برس تک اس کا خاص مقصد اور حوصلہ کیا تھا؟ ۱۴۱۔ ۲۔ ۱۴۲۔

۱۹۔ روح القدس پولوس کے نمونہ سے ان دنوں میں کلیسیا کے جوانوں سے کیا پکار پکار کر کہتا ہے؟ ۱۴۲۔

۲۰۔ پولوس رسول کے زمانے میں انجیل کی خوشخبری پھیلانے میں بہت سے کجرو اور برے آدمی مخالفت کرتے تھے۔ پولوس اور تسلنیقی مسیحی کن ہتھیاروں سے اُن کا مقابلہ کرتے تھے؟ ۱۴۳۔

۲۱۔ ان آیتوں کا پڑھنے والا کونسے ۵ سوالات اپنے دل سے کرے؟ ۱۴۴۔

۲۲۔ اِن آیتوں پر غور کرنے سے کون سی دعا دل میں اُٹھتی ہے؟ ۱۴۵۔

(۷) ۲ تسلنیقی ۳: ۶ - ۱۵

۱۔ پولوس رسول نے اپنے پہلے خط میں تسلنیقی مسیحیوں کو کیا نصیحت کی تھی؟ اور کیا حکم دیا تھا؟ سناؤ۔ وہ ۱ تسلنیقی ۴: ۱۱ و ۱۲ آیات میں کیا کہتا ہے؟ ۱۴۶۔

۲۔ جب پولوس نے یہ خبر سنی کہ تسلنیقی کلیسیا کے بعض شرکاء نے اُس کی نصیحت نہیں مانی تو اس نے کون سی تین باتوں سے کنارہ کیا اور کونسی

تین باتیں وہ عمل میں لایا؟ ۱۴۶-۱۴۷-

۳- اگر کوئی کہے کہ پولوس یہ حکم بہت سخت تھا تو تم پولوس کے وکیل ہو کر اس اعتراض کیا جواب دو گے؟- ۱۴۷- ۱۴۸-

۴- دو ایک مثالوں سے ظاہر کرو کہ مسیحی کا بے قاعدہ چلنا کیا ہے؟ ۱۴۸-

۵- شہر تسلنیقی کے بعض مسیحیوں میں یہ نقص تھا کہ وہ محنت کرنے میں سست ہو گئے تھے اور اوروں کی روٹی مفت کھاتے تھے - وہ اپنی سستی کا عذر اور سبب بتلاتے تھے؟ ۱۴۹-

۶- پولوس نے اِن سست شخصوں اور اوروں کی مفت روٹی کھانے والوں سے کیا کہا؟ ۱۵۰

۷- اگر کوئی پوچھے کہ پولوس کے ایسے سخت حکم دینے کی کیا ضرورت تھی تو مثالیں دے کر ایسی ضرورت کو ظاہر کرو- ۱۵۱-

۸- مسیحیوں کی آپس کی شرکت کس بات پر موقوف ہے؟ ۱۵۱-

۹- بے قاعدہ چلنے والوں اور اوروں کے کام میں دخل دینے والے مسیحیوں کو تنبیہ دینا خاص کر کس کا فرض ہے؟ ۱۵۱-۱۵۲-

۱۰- پولوس نصیحت کرنے والے کو کیا نصیحت کرتا ہے؟ ۱۵۲-

۱۱- پولوس رسول نے کس کے نام میں یہ حکم دیا؟ ۱۵۳-

۱۲- کن دو خاص کاموں کو انجام دینے کے لئے روح اور انطاکیہ کی

کلیسیا کے بزرگوں نے پولوس اور برنباس مخصوص کرکے غیر مسیحیوں کے پاس بھیجا؟ ۱۵۵-

۱۳- اگر یہ پوچھا جائے کہ کیا آج کل بھی کسی آدمی کو یا کسی کلیسیا پنچ لوگوں کو اختیار رہے کہ مسیح کا نام لے کر کسی بے قاعدہ چلنے والے کو کلیسیا سے علٰحدہ کر دیں۔ تو اس کا کیا جواب دو گے؟ ۱۵۶-۱۵۷-

۱۴- ثابت کرو کہ مسیح نے خود کلیسیا کے پنچ لوگوں کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بے قاعدہ چلنے والوں کو جماعت سے نکال دیں اور انہیں غیر مسیحی کے برابر سمجھیں۔ ۱۵۸-

۱۵- یہودی لوگ محنت کشی کو کس نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ ۱۵۸-

۱۶- مسیح اور پولوس کی زندگی کے نمونہ سے محنت کشی کے بارے میں ہم کیا سبق سیکھتے ہیں؟ ۱۵۸-۱۵۹-

۱۷- جو لوگ گھر گھر پھر کر پڑوسیوں کے خاندانی معاملات میں دخل دیتے ہیں اور دست اندازی کرتے ہیں اُن کی زبان کن چیزوں کی مانند ہے؟ ۱۶۰-

۱۸- پنشن والوں کی اِس امر میں کیا آزمائش ہے؟ ۱۶۰- ۱۶۱-

۱۹- شہر تسلینیقی کی کلیسیا میں جو پولوس کی نصیحت اور حکم ماننے والے تھے وہ کیوں بیدل ہو گئے تھے؟ اور پولوس نے اُنہیں کیا تسلی اور دلاسا دیا ۱۶۱-۱۶۲

۲۰- اِن آئتوں کے پڑھنے والا کون سے سات سوالات اپنے آپ سے کرے؟ ۱۶۳

٢١- اِن آیتوں پر غور کرنے سے کون سی دُعا دل میں پیدا ہوتی ہے ؟

(٨) ٢ تسلنیقی ٣:١٦-١٨

١- خدا کا وہ نیا نام بتاؤ جو سولہویں آیت میں پایا جاتا ہے۔ ١٦٤-

٢- مسیح نے دنیا چھوڑتے وقت اپنے گھبرائے ہوئے شاگردوں کو کونسا تسلی بخش وعدہ دیا تھا؟ ١٦٤

٣- جب مسیح کے گھبرائے ہوئے شاگرد توما نے اُس سے کہا کہ خداوند ہم خدا باپ کے گھر کی راہ نہیں جانتے۔ تو مسیح نے کیا اطمینان بخش جواب دیا؟ ١٦٥

٤- تسلی اور اطمینان بخشنے کے لئے جو مددگار مسیح نے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد اپنے گھبرائے ہوئے شاگردوں کے پاس بھیج دیا اس کا کچھ بیان کرو؟ ١٦٦-١٦٧

٥- کس کے وسیلے سے خدا کی محبت کے چشمے کی ندی ہمارے دل کے اندر پہنچتی اور جاری رہتی ہے؟ ١٦٧-

٦- جس وقت پولوس تسلنیقی نومرید مسیحیوں کو اطمینان کی یہ باتیں لکھ رہا تھا کونسی چھ باتیں اُسے یاد آئیں؟ ١٦٨-

٧- جو دعا سولہویں آیت میں درج ہے اور جو پولوس نے اپنے تسلنیقی کے ستائے ہوئے بھائی بہنوں کے لئے کی وہ کیا تھی؟ ١٦٨-

٨- پولوس نے اپنے خط کی سچی پہچان کے لئے اُس کے آخر میں کیا نشان

لگایا اور کیوں لگایا؟ ۱۶۸-

۹- پولوس کے کن دو خطوں میں یہ نشان پایا جاتا ہے؟ ۱۶۹-

۱۰- جو خط پولوس نے گلتی مسیحیوں کو لکھ بھیجا - اُس میں اِس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اُس کا لکھنے وہ آپ خود تھا؟ ۱۶۹-

۱۱- جو پہلا خط پولوس نے تھسلنیکی مسیحیوں کو لکھ بھیجا اُس میں اس کا دستخط موجود ہے - تو اس کی وجہ بتاؤ کہ دوسرے خط میں اُس نے دستخط نہیں کیا؟ ۱۶۹-

۱۲- جو خط پولوس نے اپنے دوست فلیمون کو لکھ بھیجا - اُس نے اُسمیں اپنے ہاتھ سے کیا لکھا؟ (دیکھو آیت ۹) - اُس نے کس کے ہاتھ سے خط بھیجا؟ ۱۷۰-

۱۳- ثابت کرو کہ شہر افسس - شہر فلپی اور شہر روم کے مسیحیوں کو جو خط پولوس نے لکھ بھیجے وہ اس کے اپنے لکھے ہوئے تھے؟ ۱۷۰-

۱۴- ثابت کرو کہ جو خط پولوس نے اپنے پیارے شاگردوں طمطاؤس اور طیطس کو لکھ بھیجے اُن کا لکھنے والا وہ آپ خود تھا؟ ۱۷۰-

۱۵- ہمارے پاس پولوس کے کتنے خطوط ہیں؟ کیا مسیح کی کلیسیا نے کبھی شک کیا کہ یہ اُس کے لکھے ہوئے نہیں ہیں؟ ۱۷۱

۱۶- حالانکہ بعض تسلنیکی مسیحی بے قاعدہ چلنے والے تھے - تو بھی پولوس نے اپنی آخری دعا میں اُن کے لئے کیا برکت چاہی؟ ۱۷۱-۱۷۲

۱۷- پولوس - سلوانس اور طمطاؤس کے شہر تسلنیکی میں آنے سے پیشتر

اِن نو مریدیوں کی حالت کیا تھی ؟ اور اِن تینوں کی گواہی تعلیم اور حکم اور نمونے سے اُن کی حالت میں کیا فرق آگیا؟ ۱۷۲۔

۱۸۔ پولوس کا یہ خط شروع سے آخر تک کس جڑ کا پھل تھا؟ ۱۷۳

۱۹۔ پولوس کی جو دعائیں اِس خط میں درج ہیں سو سناؤ؟ ۱۷۳۔

۲۰۔ ۱۹۰۰ برس گذر گئے اور تو بھی پولوس رسول کے خط اب تک تازہ اور تاثیر بخش ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ۱۷۴۔

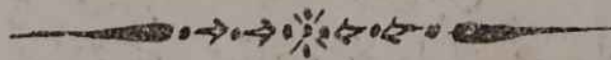
۲۱۔ پولوس کے اِس خط کے وسیلے سے روح القدس آج کے دن بھی اس کے پڑھنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ ۱۷۵۔

۲۲۔ اِن تین آئتوں ہیں یعنی سولھویں سے اٹھارویں آیات میں اطمینان کے چشمے کی کون سی تین خوبیوں کا ذکر پایا جاتا ہے؟ ۱۷۶۔

۲۳۔ اِس خط کے پڑھنے والے کیلئے اِس خط میں کیا خاص پیغام موجود ہے؟ ۱۷۷۔

۲۴۔ کون سے سوالات اِن تین آئتوں کا پڑھنے والا اپنے دل سے کرے؟ ۱۷۷، ۱۷۸

۲۵۔ اِن آئتوں کے پڑھنے سے دل میں کون سی دعا پیدا ہوتی ہے؟ ۱۷۸۔



تھسلنیکیوں کے نام پولس رسول کا دوسرا خط

۱: ۱-۴

پولس اور سلوانس اور تیمتھیس کی طرف سے تھسلنیکیوں کی کلیسیا کے نام جو ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح میں ہے۔ فضل اور اطمینان خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں حاصل ہوتا رہے۔

اے بھائیو۔ تمہارے بارے میں ہر وقت خدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے اور یہ اس لئے مناسب ہے کہ تمہارا ایمان بہت بڑھتا جاتا ہے۔ اور تم سب کی محبت آپس میں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہم آپ خدا کی کلیسیاؤں میں تم پر فخر کرتے ہیں کہ جتنے ظلم اور مصیبتیں تم اُٹھاتے ہو اُن سب میں تمہارا صبر اور ایمان ظاہر ہوتا ہے۔

تھسلنیکیوں کے نام پولوس رسول کا دوسرا خط ۱:۱-۱۲

دعائے خیر و شکریہ

اگر کوئی پوچھے کہ مسیحی کلیسیا سے کیا مراد ہے تو پہلی آیت میں اس کا جواب صاف موجود ہے۔ مسیحی کلیسیا سے وہ مرد اور عورتیں مراد ہیں جنکی زندگی خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح میں اس طرح چھپی ہوئی ہے جیسا آم کے درخت کی ڈالیاں درخت کی جڑ میں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ ڈالیاں اپنے آپ میں زندگی نہیں رکھتیں پر درخت کی جڑ سے زندگی حاصل کرتی رہتی ہیں اور اس کے تنے کے ذریعے پرورش پاتی ہیں۔ مسیحی کلیسیا کی جڑ خدا باپ ہے اور اس کا تنہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے کلیسیا کے حقیقی ممبران کو نئی پیدائش اور نئی زندگی ملی ہے۔ وہ پاک روح کی پیدائش اور روحانی زندگی کے سبب نئے انسان بن گئے ہیں۔ انہیں نیا دل۔ نئی طبیعت اور نیا مزاج مل گیا ہے۔ وہ خدا کو اپنا آسمانی باپ پہچانتے ہیں اور اس سے اکثر دعا کر کے یہ درخواست کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے باپ۔ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا یہ نام ہم سے پاک مانا جائے خدا کی روح کے طفیل رفتہ رفتہ وہ پاک بنتے جاتے ہیں۔ ہاں وہ اسکی ان دیکھی اور پر محبت روح پاک کے ذریعے اُس کی صورت اور سیرت پہ بنتے جاتے ہیں

جیساکہ بچہ پیدائش ہی سے اپنے باپ کی صورت پر رفتہ رفتہ بنتا جاتا ہے۔ وہ نور کے فرزند کہلاتے ہیں اور جیساکہ ہر ایک ستارہ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا سورج سے اپنی روشنی پاتا ہے اسی طرح ہر ایک شخص خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ چاہے تسلینقی شہر کا ہو یا کسی اور جگہ کا۔ وہ خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح سے پیوستگی رکھتا ہے اور جس طرح ستارہ سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اسیطرح وہ نور کا فرزند۔ ہاں خدا باپ کا فرزند کہلاتا ہے اور خداوند سے جو اس جہان کا نور ہے روشنی پاتا رہتا ہے۔ اسلئے پولوس رسول نے تسلینقی مسیحیوں کو خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نئی پیدائش، اندرونی زندگی اور آسمانی روشنی حاصل کرنے والے جانکر یہ خط لکھ بھیجا۔ اُسنے انمیں نئی زندگی کے چار خاص نشانات پائے اوّل تو یہ کہ انکی اندرونی زندگی خدا باپ میں چھپی ہوئی تھی اور اُسکا اظہار اور ثبوت یہ تھا کہ وہ مسیح کو خداوند جانکر اس کی تعریف اور بڑائی کرتے تھے۔ دوسرا نشان یہ تھا کہ اُنکا ایمان مضبوط ہوتا جاتا اور بڑھتا بھی جاتا تھا۔ تیسرا یہ کہ اُن کی آپس کی محبّت زیادہ ہوتی جاتی تھی اور چوتھا یہ کہ وہ صبر کیساتھ ظلم اور مصیبتیں اُٹھاتے تھے۔ جن لوگوں میں پولوس نے یہ چار نشانات دیکھے اُن کے لئے وہ خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح سے یہ دعا کرتا رہتا تھا کہ انہیں خدا فضل اور اطمینان کی بخشش عطا کرے۔

فضل سے وہ عجیب۔ لاثانی۔ لامحدود۔ عقل سے باہر محبّت مراد ہے

جو خدا نے ظاہر کی جب اس نے اپنے پیارے بیٹے خداوند یسوع مسیح کو گنہگاروں کے گناہوں کا بھاری بوجھ اٹھانے اور انہیں خدا کے حضور میں پہنچانے کے لئے اس دنیا میں بھیجا۔ اُس نے اُسے انسان کی صورت میں بھیجا تاکہ وہ جہان کے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا دے اور خدا کی حضوری سے یہاں تک دور کر دے کہ پھر اس کا پتہ اور نشان نہ ملے۔

پولوس تسلنیقی مسیحیوں سے یہ کہتا ہے کہ یہ فضل اور اطمینان، چھپی ہوئی برکتیں ہیں اور جسطرح پانی سوتے سے نکلتا ہے اُسی طرح یہ دلی اطمینان مسیح کیطرف سے ملتا ہے فضل اور اطمینان اُس سے اسی طرح صادر ہوتے ہیں جیسا پانی کی دریا ادریں سوتے سے نکلتی ہیں۔ اُسی سے دل لگانے اور اسی کو تاکتے رہنے سے دل کے اندر وہ سوتا پھوٹ نکلتا ہے جس سے نئی زندگی ندیاں جاری ہوتی ہیں۔(دیکھو یوحنا ۷: آیت ۳۶ و ۲۰)

تیسری اور چوتھی آیات میں پولوس کی شکر گذاری کی دعا کا ذکر ہے۔ وہ خدا کا شکر کرتا ہے کہ تسلنیقی مسیحیوں کا ایمان ترقی کرتا جاتا ہے۔ خوشی اور پاک زندگی خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے ایمان کی بدولت اُن کو ملتی ہے اُس کی بڑھتی اور ترقی اِس بات کا ثبوت ہے کہ انکا ایمان بڑھتا جاتا ہے۔ اس نئی اور پاک اندرونی زندگی کی خوراک خدا کا پاک کلام ہے۔ بغیر اس الٰہی کلام پر غور کرنے کے ایمان کی بڑھتی نہیں ہو سکتی۔ خدا کی باتیں ایمان کی خوراک ہیں۔ لکھا

ہے کہ موسیٰ اَن دیکھے کو گویا دیکھ دیکھکر ثابت قدم رہا (عبرانی ۱۱: ۲۷)۔ موسیٰ کی نگاہ دیکھی ہوئی چیزوں پر نہ تھی۔ مثلاً اس کی دولت۔ شان و شوکت اور آرام وغیرہ کا اُسے مطلق خیال نہ تھا۔ یہ چیزیں چند روزہ اور بے ٹھکانہ تھیں۔ برعکس اُس کی نگاہ اندیکھے خدا۔ اندیکھے خزانے اور اندیکھی بادشاہت پر تھی۔ اور یوں اِن بڑی حقیقتوں کو مدِ نظر رکھ کر اُس کا ایمان مضبوط ہو گیا اور بڑھتا گیا۔ پولوس نے تسلنیقی مسیحیوں کی خود انکاری دیکھکر اور انکی دعائیں سن سنکر کہ وہ اپنے اوپر فخر نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ خدا کی محبت اور مسیح کے فضل پر غور کرتے ہیں انکی تعریف کی۔ اُسکے لئے یہ انکے ایمان کی بڑھتی کا ثبوت تھا۔ اُن کی اندرونی زندگی کی بڑھتی کا ایک اور نشان تھا۔ نہ صرف خدا پر اور خداوند یسوع مسیح پر ان کا ایمان بڑھتا جاتا تھا بلکہ اُن کی آپس کی محبّت بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جس شخص کی بھائی بندی کی محبّت زیادہ اور زیادہ نہیں ہوتی جاتی ہے اسکی وجہ ضرور یہ ہے کہ اُسکی اندرونی زندگی جڑ میں کوئی نہ کوئی شیطانی کیڑا لگ گیا ہے۔ جیسا کسی درخت کی جڑ میں کوئی کیڑا لگجائے اور اس کی ڈالیوں تک کو بھی نقصان پہنچنے لگے اور اسکے پتّے بھی آہستہ آہستہ سوکھنے لگیں۔ اور ہوا اُنہیں اڑا لیجائے۔ اسیطرح جب مسیحی کے روزمرّہ چال چلن میں رنجش اور شیر گرم محبّت دکھلائی دینے لگے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی اندرونی زندگی میں کوئی گناہ چھپا ہوا ہے اور وہ گناہ مثل کیڑے کے اُسکی زندگی کو بے پھل۔ بدمزہ اور خراب کر دیتا ہے۔ اسکی محبّت بھی جاتی رہتی ہے۔ یہ محبت روح پاک کا پھل ہے۔ اگر یہ

پھل دکھلائی نہ دے یا بہت کم ہو تو خواہ مخواہ یہہ نتیجہ نکالنا پڑیگا کہ ایسا مسیحی خدا کے روح پاک کو رنجیدہ کر چکا ہے یا اُسنے اسکی دی ہوئی آواز نہیں سنی بلکہ برعکس اس کے جسم کی آواز سنی ہے اور اسی سبب سے رنجش - بیمروتی - بے پرواہی اور محبّت کا ٹھنڈا پن اُسمیں آجاتا ہے - مسیح نے خود فرمایا ہے " آپس کی محبّت سے میرے شاگرد پہچانے جائینگے " - میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبّت رکھو - کہ جیسے میں نے تم سے محبّت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو - اگر آپسمیں محبّت رکھو گے تو اس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو - یو: ۱۳: ۳۴ و ۳۵ - لہذا جب پولوس نے تسلینقی مسیحیوں میں یہ محبّت دیکھی اور کہ وہ بڑھتی بھی جاتی ہے تو وہ نہایت خوش ہوا اور اس نے خدا کا شکر کیا اور اس نے یہ درست نتیجہ نکالا کہ ایسے نتیجے جسم سے پیدا نہیں ہو سکتے - ایسے پھل کی جڑ خدا باپ اور خداوند یسوع میں قائم رہنے سے پیدا ہوتی ہے تسلینقی مسیحیوں کی نئی اور اندرونی زندگی کا ایک اور پھل یہ تھا کہ وہ ظلم اور مصیبتیں تو اُٹھاتے تھے پر وہ بیصبر اور نااُمید نہیں ہوئے تھے - بلکہ ایسی مصیبتوں سے صبر کا پھل پیدا ہوتا تھا - جسمیں مسیح کی سی نئی زندگی جاری نہیں ہے وہ جلد بیدل ہو کر اور گر پڑتا ہے اور صبر کے پتّے بھی مرجھا کر گر جاتے ہیں خداوند یسوع مسیح خود ایسے نومریدوں کیطرف اشارہ کرنے کے ایک تمثیل میں انکی تصویر کھینچتا ہے " دیکھو ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ راستے کے کنارے گرے اور پرندوں نے آکر انہیں چگ لیا اور کچھ پتھریلی جگہ پر گرے - جہاں انہیں بہت مٹّی نہ ملی اور گہری مٹّی نہ ملنے کے سبب جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو

جلگئے اور جڑ نہ ہونیکے سبب سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھکر انہیں دبالیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے۔ کچھ سو گنا۔ کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا۔ جسکے کان ہو وہ سن لے۔ بونے والیکی تمثیل سنو۔ جب کوئی بادشاہت کا کلام سنتا ہے اور سمجھتا نہیں تو جو اسکے دل میں بویا گیا تھا اُسے وہ شریر آکر چھین لیجاتا ہے۔ یہ وہ ہے جو راہ کے کنارے بویا گیا تھا اور جو پتھریلی زمین بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور اُسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتا ہے لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے۔ جب کلام کے سبب مصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاجاتا ہے۔

متی ۱۳: ۱-۹ و ۱۸-۲۱

جب تسلنیقی مسیحیوں پر اس سبب سے کہ وہ مسیح کے شاگرد ہو گئے تھے ظلم برپا ہوا تو انہوں نے ٹھوکر نہیں کھائی بلکہ برعکس اس کے ایسے ظلم کے طوفان کے سبب ایمان۔ محبّت اور صبر کی مضبوطی حاصل کر کے اور مسیح میں پیوستہ ہو کر وہ زیادہ زور آور ہو گئے۔ یہاں تک کہ پولوس نے دوسرے شہروں کے مسیحیوں کے سامنے انکی تعریف کی اور اس پر فخر کیا کہ دیکھو شہر تسلنیقی کے مسیحی مصیبت پر مصیبت، اور ظلم پر ظلم اُٹھاتے ہیں تو بھی مسیح کو نہیں چھوڑتے۔ وہ بیدل نہیں ہو جاتے۔ کڑکڑاتے نہیں بلکہ خوشی کے ساتھ صبر کرتے اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہ مصیبتیں اور ظلم شل کسان کے ہل کے ہیں جس سے اُن کے دلوں کی مٹی اور کانٹے اکھڑ کر اور ٹوٹ کر پھینکے جاتے ہیں۔ خدا کا روح اِن مصیبتوں کے وسیلے دلکو بیج کے لئے

کیلئے تیار کرتا ہے۔ اسی ثابت قدمی اور مصیبتوں کے درمیان تسلی اسبات کا ثبوت ہے کہ یہ سیح کے سچے پیرو ہیں کیا اُس نے خود اپنے شاگردوں سے نہیں کہا۔" جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کرینگے اور ستائینگے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہینگے تو تم مبارک ہوگے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا۔ کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اسلئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔ تم دنیا کے نور ہو۔ جو شہر پہاڑ کے اوپر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اور چراغ جلاکر پیمانہ کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں روشنی پہنچتی ہے۔ اسیطرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھکر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں۔ (متی ۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶)۔ کیا یہ سچ نہیں کہ تسلنیقی کے مسیحی ظلم اُٹھاکر ایسے بنگئے کہ انکی روشنی آدمیوں کے سامنے چمکی؟ بلکہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ نہ صرف اُس زمانے میں بلکہ اب ۱۹۰۰ برس کے بعد ہمارے سامنے اُسی طرح اُن کی روشنی چمکتی ہے اور ہم بھی ظلم اور مصیبت کے اندھیرے میں اُن کے نمونے سے روشنی پاتے ہیں۔

حاصل کلام

۱۔ پولوس کے زمانے میں تسلنیقی خوشنما شہر تھا اور بڑے بڑے مہاجن اور علما وہاں رہتے تھے۔ بڑے بڑے مکان وہاں موجود تھے۔ مگر پولوس سلوانس

اور طمطاؤس کے دلوں میں مہاجنوں۔ علما اور سکانات کا خیال تک نہ تھا
اور اس خط میں انکا مطلق ذکر تک نہیں پایا جاتا۔ خط کے شروع سے آخر
تک ایک چھوٹی سی جماعت کا بیان ہے جو تسلنیقی کی کلیسیا کہلاتی ہے۔ جسمیں
شاید سو سے کم مسیح کے پیرو موجود تھے اور وہ بھی غریب گمنام لوگ تھے۔ اس
چھوٹی کلیسیا کے ممبران اس شہر کے حکام اور علما کی نظر میں کوئی حقیقت
اور قدر نہ رکھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اکثر محنت کش لوگ تھے جو پسینہ بہا کر
رات و دن کام کر کے روزی کماتے تھے۔ کچھ بھی ہو۔ پولوس اور اسکے
ہم خدمت اِس چھوٹی جماعت کی غریبی یا محنت کشی اور دوسروں کی نظر
میں ان کی کم قدری کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس بات کو یاد کر کے
کہ یہ غریب محنت کش بے قدر تسلنیقی جو پہلے بیجان پتھروں کی مورتوں کی
پوجا کرتے تھے اب ایسی باتوں سے ہاتھ اٹھا کر خدا کی بندگی کرتے ہیں
اور خداوند یسوع مسیح کی حمد و ستائش کرتے ہیں۔ شکر گذاری اور خوشی
کے ساتھ پولوس اور اس کے ساتھی اُن کو یاد کرتے تھے جیسا کہ گھروں
میں بھائی بہن ایک دوسرے کا خیال کیا کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب
خواہ وہ پولوس رسول ہو یا اُس کے ہم خدمت مددگار سلوانس اور
طمطاوس ہوں یا کم قدر محنت کش نو مرید ہوں سب کے سب
ایک ہی بھائی برادری میں شریک تھے۔ ایسی روحانی رشتہ داری

سب سے اعلیٰ عمدہ اور پائدار ہے اور کیوں؟ اسلئے کہ ایسی برادری کی بنا اور بنیاد خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح میں چھپی ہوئی ہے (دیکھو آئت ا و ۲)

۲: پولوس اور اسکے ساتھیوں نے اپنے تسلنیقی بھائی بہنوں کے لئے خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کیطرف سے، خاص دنیاوی برکتیں نہیں چاہیں بلکہ صرف روحانی۔ یعنے فضل اور اطمینان کی برکتیں (دیکھو آئت ۲)۔ یہ برکتیں خدا کی بخشش ہیں جو خداوند یسوع مسیح کی بدولت اور اسکے وسیلے ہمیں پہنچتی ہیں۔ لہذا ہم اسی سے یہ برکتیں مانگیں۔ وہ ایسی برکتوں کے طلبگاروں کو بلا دریغ دیا کرتا ہے۔ پولوس اور اسکے ساتھیوں کو یہ یقین حاصل تھا کہ ہماری دعاؤں کے جواب میں یہ برکتیں ہمیں خدا سے ملی ہیں اور ملتی رہتی ہیں اسلئے وہ اپنے لئے اور اپنے مسیحی ہموطنوں اور کلیسیا کے شریکوں کیلئے یہ روحانی برکتیں خدا سے مانگا کرتے تھے وہ اس بات کے بھی قائل تھے کہ یہ برکتیں عمدہ سے عمدہ برکتیں ہیں اور کہ عین جسطرح صحت اور تندرستی سب سے عمدہ جسمانی برکت ہے۔ اسیطرح روح کی صحت بھی عمدہ سے عمدہ روحانی برکتوں کا سرتاج ہے۔ گناہ آدمی کی روح کو بگاڑتا ہے۔ وہ اسکی روح کا کیڑا ہے۔ اور جسطرح ننھے ننھے کیڑے آدمی کے جسم میں گھسکر اُس کے بدن کے کل اعضا اور انگلیوں تک کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اُسیطرح چھوٹے چھوٹے گناہ دل روح میں جگہ پاکر اس کو بگاڑتے اور رفتہ رفتہ ہلاک کر دیتے ہیں، اور جب تک روح کے یہ کیڑے تباہ نہ کئے جائیں تب تک دل کے اندروں ہرگز ہرگز حقیقی اطمینان نہیں آسکتا۔ پولوس اور اسکے ساتھیوں کو ایسے تباہ کنندہ کیڑوں کو ہلاک کرنے کی

دوائی کی خوشخبری ملگئی تھی اور اپنے شخصی تجربہ سے انہوں نے معلوم کرلیا تھا کہ یہ دوا درحقیقت نجات بخش ہے اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ دوا صرف خدا باپ اور خداوند یسوع کے فضل سے ملتی ہے لہذا انہوں نے تسلنیکی شہر میں پہلے پہل جو بات سنائی وہ یہی خوشخبری تھی اور جتنوں نے اسکو قبول کرکے تجربہ سے اسکا فائدہ محسوس کیا وہ ایک نئی جماعت یعنے کلیسیا میں شامل ہوگئے اور خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح میں نئی زندگی پاکیزہ گناہ کے کیڑوں پر غالب آتے اور روحانی صحت حاصل کرتے رہے پولوس اور اسکے ہمدستوں کی دعا اُن کیلئے یہ تھی کہ جو روحانی فضل اور اطمینان انہیں ملا تھا وہ انہیں برابر کثرت سے ملتا رہے اور وہ یوں گناہ کے کیڑوں سے بچتے رہیں اور کہ یوں ہی اُنکی روحانی صحت بنی رہیگی اور ترقی کرتی جائیگی۔ اگر کوئی مجھے سوال کرے کہ میں کونسی خاص برکت اپنے مسیحی بھائیوں کیلئے چاہتا اور خدا سے دعا مانگتا ہوں تو میرا جواب یہ ہے "فضل اور اطمینان خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کیطرف سے تمہیں حاصل ہوتا رہے" بزرگ یوحنا رسول نے اپنے پیارے شاگرد گیس کیلئے اسیطرح کی برکت چاہی اور دعا مانگی "اے پیارے میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ جسطرح تو روحانی ترقی کر رہا ہے اسیطرح تو سب باتوں میں ترقی کرے اور تندرست رہے" ۳یوحنا آیت ۲

۳۔ پولوس نے تسلنیکی مسیحی بھائی بہنوں میں یہ خاص خوبی دیکھی کہ جب سے وہ مسیح کے شاگرد بنگئے انکا حال بالکل بدل گیا اور کتنی نیک باتوں میں انہوں نے ترقی کی۔ پہلے تو انکا یہ حال تھا کہ وہ بیجان مورتوں کی پوجا کرتے تھے اور اب انکو چھوڑ چھاڑ کر زندہ خدا کی بندگی کرتے اور خداوند مسیح کی حمد و تعریف کرتے اور اسکی آمد ثانی کے منتظر رہنے لگے پہلے تو وہ آپسمیں جھگڑتے تھے اور اب آپسمیں صلح اور محبت سے رہتے تھے۔ پیشتر گھرانوں کی یہ کیفیت تھی کہ میاں بیوی ذرا ذرا سی بھول چوک اور چھوٹی چھوٹی غفلت کے سبب آپسمیں ایکدوسرے کو تند مزاجی دکھلاتے تھے

اور جھٹ بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے تھے۔ بڑے بھائی چھوٹے بھائی بہنوں کو کوستے اور سخت سست کہتے رہتے تھے۔ نادان غریب بیچارے نوکروں کا گھروں میں یہ حال تھا کہ اُن سے دن رات گالی گلوچ کے بغیر کوئی بات تک نہ کرتا تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ گھر کے پشو جانوروں۔ گائے بیل۔ گھوڑے خچروں تک کو صبح سے شام تک گالیاں پڑتی تھیں۔ اور اِس قدر دشنام دہی ہوتی تھی جس طرح لوگ گاجر مولی کھایا کرتے ہیں۔

جب اپنے ستانے والوں کے ہاتھ سے وہ ظلم اور مصیبت میں پڑ جاتے تھے تو اُن کے ایسے کٹر دشمن ہو جاتے تھے کہ دن رات اسی تدبیروں میں لگے رہتے تھے کہ کس طرح دل کھول کر بدلہ نکالیں۔ دلوں اور دماغوں میں آپس کی رنجش کی آگ بھڑکتی رہتی تھی اور انہیں کبھی یہ فکر دامنگیر نہ ہوتی تھی کہ اِس تپش کو کسی طرح بجھا ڈالیں۔ بلکہ دن رات وہ بدلا لینے ہی پر آمادہ رہتے تھے۔ اُٹھتے بیٹھتے دل و دماغ میں ہمیشہ یہ آواز گونجتی رہتی تھی۔ اُن کا ستہ توڑو۔ اُن کا ستیاناس کرو۔ حالانکہ یہ لوگ مسیح کے پیروکار تو ہو گئے تھے پر اب بھی انمیں سے بعض کا یہ حال تھا کہ ایک تو یہ کچھ کام کاج نہیں کرتے تھے بلکہ اوروں کے کام میں دخل دیتے تھے یہاں تک کہ بعض اوروں کی روٹی مفت کھاتے تھے (دیکھو باب ۳ آیت ۷۔ ۱۱ تک)

حالانکہ یہ تو ماننا پڑتا ہے کہ تسلینقی مسیحی اب تک بلوغیت تک نہیں پہنچے تھے بلکہ اُن میں اب تک بہت سی کمزوریاں پائی جاتی تھیں۔ تو بھی پولوس اپنے خط کو شروع کرتے ہوئے اُن کی کمزوریوں کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اُن کی چند ایک خوبیوں کو پیش نظر لاکر خدا کا شکر ... ۔ اُس کا ایسا ہی حال تھا جیسا کہ والدین کا ہوتا ہے۔ حالانکہ اُن کا چھوٹا پیارا بچہ قد و قامت اور وزن میں اور اپنی سوچ سمجھ میں حقیر ہوتا ہے تو بھی اس کو روز بروز ترقی کرتے دیکھ کر اُنہیں خوشی ہوتی ہے۔ اور وہ فخر کرتے ہیں۔ بلکہ شاید پڑوسیوں کی نظر میں ایک سال کے بعد بھی اُس نے جسم میں کوئی ترقی نہیں کی پر ماں باپ کی نظر اور ہی ہے وہ اُس کی تھوڑی سی تھوڑی ترقی کو پہچان لیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اب تو سب مان لیں گے کہ بچوں کی جسمانی قوت کی ترقی کا آنکھوں سے اندازہ لگانا کئی دفعہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اندرونی اور پاک مسیحی زندگی میں کسی کے ایمان۔ محبت اور صبر کا پہچاننا بھی مشکل ہے۔ البتہ پولوس جیسے شخص کا محبت بھری نگاہوں سے ایسی ترقی پہچان لینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اُس کا تو یہ حال یہ تھا کہ تسلینقی کے نومرید مسیحیوں کی زندگی میں اُسکی تیز آنکھیں اُن کی ترقی کے نشانات کو جھٹ پہچان لیتی تھیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُن کی ترقی کی تلاش کرتا تھا اور اُسے باعث فخر خوبیاں مل بھی جاتی تھیں۔ اس کتاب کے پڑھنے

والو۔ کلیسا کے بزرگو۔ پولوس کی سی محبت بھری نگاہوں سے کام لو۔
اپنے نومرید مسیحی بھائیوں اور بہنوں کو اُسی کی نظر سے دیکھو اس بات کے بارے
میں فکرمند نہ ہو کہ آیا وہ عالم فاضل ہیں کہ نہیں اور کہ آیا وہ ہر خطا اور برائی
سے کلیتہً پاک ہو گئے کہ نہیں بلکہ آیا یہ کہ جب سے وہ مسیح کے شاگرد ہوئے
انہوں نے ایمان۔ محبت اور صبر میں ترقی کی ہے یا نہیں۔ اُن کی کامیابیو
کو دیکھ کر خدا کا شکر کرو۔ خوشی مناؤ اور زیادہ ترقی کی امید رکھو۔ یقین
کرو کہ وہ جس نے انھیں یہ نئی زندگی بخشی ہے وہ ضرور طرح طرح کے وسیلو
سے انھیں سینچیگا اور بڑھا دے گا اور وقت بہ وقت قسم قسم کے پھل اُن
میں سے نمودار ہوں گے" اور مجھے اس بات کا بھروسا ہے کہ جس نے تم میں
نیک کام شروع کیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دن تک پورا کر دے گا" کیونکہ
جنہیں اُس نے پہلے سے جانا اُنہیں پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اُس کے بیٹے کے
ہمشکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹا ٹھہرے" فلپی ۱: ۶ اور رومی ۸: ۲۹
مسیح کے ہمشکل بننا کوئی چٹکی کا کام نہیں ہے۔ اس کام کے پورا ہونے
میں ہماری زندگی کے پچیس۔ پچاس اور ستر برس کیا ہیں؟ بلکہ آنے
والے عالم میں بھی اس عمل میں ترقی ہوتی رہے گی جب تک ہم بالکل مسیح
کی پاک اور جلالی صورت کے ہمشکل نہ بن جائیں۔ پولوس اور اس
ساتھی تسلنیقی کے مسیحی پیروکاروں میں ایمان۔ محبت اور صبر کی ابتدائی ترقی کو

دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ برابر یہ یقین رکھتے تھے کہ ان کی ترقی برابر ہوتی چلی جائے گی ایسا کہ اس پر کسی قسم کی حد لگانا ممکن نہیں۔ کہ وہ ابدالاباد تک درجہ بدرجہ مسیح کے ہمشکل بنتے چلے جائیں گے۔ بدنی ترقی کی تو حد ہوتی ہے۔ چالیس پچاس برس تک بدن بڑھتا جاتا ہے پر بعد ازاں بڑھاپا چلا آتا ہے۔ اور بدن کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ ہماری باطنی زندگی کا ہرگز یہ حال نہیں۔ وہ روز بروز ہمیشہ تک بڑھتی چلی جائے گی۔ مسیح یسوع میں ہمیں ہمیشہ کی زندگی مل گئی ہے۔ جسکا آغاز اُسوقت ہوتا ہے جب کوئی شخص مسیح پر ایمان لاتا ہے۔ اُس وقت سے لے کر موت تک بلکہ موت کی وادی کے پار ہمیشہ ہمیش تک اُس کی ترقی پر ترقی ہوتی رہے گی "اِس لئے ہم ہمت نہیں ہارتے۔ بلکہ گو ہماری ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے۔ پھر بھی ہماری باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے کیونکہ ہماری دم بھر کی ہلکی سی مصیبت ہمارے لئے از حد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی جاتی ہے۔ جس حال میں کہ ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں۔ بلکہ اندیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں۔ کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چندروزہ ہیں۔ مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں" ۲ کرنتھی ۴: ۱۶-۱۸

اگر اِس چندروزہ زندگی میں ابدی اور اندیکھی چیزوں کو ایمان کی آنکھوں سے دیکھتے رہنے سے ہماری باطنی انسانیت روز روز بڑھتی جاتی ہے تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ موت کے بعد جب ہم اُس کی بادشاہت اور خاص

حضوری میں پہنچ جائیں تو ہماری باطنی زندگی میں بدرجہا زیادہ ترقی نہ ہو۔ اے کاش کہ ہم اِس امر میں ہرگز شک نہ کریں۔ "جب میں بچہ تھا تو بچوں کی طرح بولتا تھا۔ بچوں کی سی طبیعت تھی۔ بچوں کی سی سمجھ تھی۔ لیکن جب جوان ہوا تو بچپن کی باتیں ترک کردیں۔ اب ہم کو آئینے میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس وقت روبرو دیکھیں گے۔ اِس وقت میرا علم ناقص ہے۔ مگر اُس وقت ایسے پورے طور پر پہچانوں گا جیسے میں پہچانا گیا ہوں۔" ا قرنتی ۱۳: ۱۱، ۱۲۔ "اور اے بھائیو میں تم سے اس طرح کلام نہ کر سکا جس طرح روحانیوں سے۔ بلکہ جیسے جسمانیوں سے اور اُن سے جو مسیح میں بچے ہیں۔ میں نے تمہیں دودھ پلایا اور کھانا نہ کھلایا۔ کیونکہ تم کو اُس کی برداشت نہ تھی بلکہ اب بھی برداشت نہیں۔ کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو۔ اس لئے کہ جب تم میں حسد اور جھگڑا ہے تو کیا جسمانی نہ ہوئے اور انسانی طریق پر نہ چلے؟" (ا قرنتی ۳: ۱-۳)

میرے مسیحی بھائیو اور بہنو! اپنی باطنی زندگی کی برابر جانچ کرتے رہو کہ جوں جوں سال گذرتے چلے جاتے ہیں تم ایمان۔ محبت اور صبر میں ترقی کرتے جاتے ہو یا نہیں۔ اور اگر تمہیں ترقی نظر نہیں آتی تو اِس کی وجہ ایک یہی ہے اور وہ یہ کہ ہماری زندگی کی جڑ خدا باپ اور خداوند یسوع کی زندگی میں لگی ہوئی نہیں ہے۔ اور اسی سبب سے ہمیں فضل اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا رہا۔ اور اگر بفضلِ خدا ان روحانی باتوں میں ہمیں کچھ ترقی نظر آتی ہے

تو مناسب ہے کہ ہم خدا کا شکر ادا کریں۔ یہ یاد رکھتے ہوئے کہ یہ محض اُس کے فضل ہی کا سبب ہے۔ ہم کبھی نہ بھولیں کہ جب کبھی کسی خاندان یا شہری یا دیہاتی کلیسا کے شرکاء کی باطنی زندگی میں ہمیں کچھ ترقی نظر آئے تو ہم پولوس اور اس کے ساتھیوں کے نیک نمونے پر خدا کا شکر کریں (دیکھو آیات ۲ و ۳)

۴۔ پولوس۔ سلوانس اور طمطاوس نے تسلیقی مسیحیوں کے ایمان۔ محبت اور صبر کو دیکھ کر نہ صرف خدا کا شکریہ ادا کیا بلکہ دوسرے شہر کے مسیحی بھائیوں اور بہنوں کے روبرو ان کی تعریف کی اور اُن کی توجہ تسلیقی مسیحی بھائیوں اور بہنوں کی طرف دلائی کہ حالانکہ ظلم اور مصیبتیں انہوں نے اٹھائیں پڑیں ایمان کو نہ چھوڑا بلکہ برعکس اس کے ان کا ایمان اور بھی بڑھ گیا اور علانیہ کھلم کھلا وہ مسیح کا اقرار کرتے رہے۔ اُن کا حال ایک درخت کے تنہ تھا جس کی جڑیں جب آندھی زور زور سے چلتی ہے تو زمین کے اندر ہی اندر کا پتھروں کو اور زیادہ زور سے پکڑ لیتی ہیں۔ اسی طرح جب زبردست ظالموں نے تسلیقی مسیحیوں کو گرانا چاہا اور کوشش کی کہ انہیں مسیح سے جدا کر دیں تو انہوں نے دل و جان سے مسیح کو اور بھی مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ان دیکھے مسیح کو دیکھ دیکھ کر اور اُس سے دعا کر کر کے وہ اپنے ایمان پر اور بھی ثابت قدم رہے

پولوس اور اسکے ساتھی بڑی دلیری سے شہر تسلیقی کے یہودی۔ یونانی اور رومی غیر مسیحیوں سے یہ کہہ سکتے تھے کہ دیکھو یہ مصیبت زدہ مظلوم

مسیحی طرح طرح سے مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔ گاؤں کے ظالموں نے ناحق اُن کو مارا۔ نمبردار اور چودھری نے اُن پر جھوٹا الزام لگایا۔ اُن کا مال ضبط کر لیا اور بیسیوں طریقوں سے انہیں دکھ پہنچایا اور یہ سب محض اس سبب سے کیا کہ وہ مسیح کو ماننا چھوڑ دیں۔ پر بتلاؤ! کیا انہوں نے اپنے مسیحی ایمان کا انکار کیا؟ بالکل نہیں۔ بلکہ یہ بتلاؤ کیا الٹ کر انہوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف بدلہ لینے کی کوئی بندش باندھی؟ انہوں نے یہ بھی نہیں کیا۔ کہ پلٹ کر انہیں گالی دیں؟ نہیں! برعکس اس کے انہوں نے اپنے دشمنوں کے لئے یہ دعا کی کہ اے خداوند انہیں معاف کر۔ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ یسوعی نسلیں رومیوں اور یونانیوں سے پوچھتے تھے کہ بتلاؤ! ان محنت کش مسیحیوں نے یہ معاف کرنے والی طبیعت اور نرم مزاجی کہاں سے پائی؟ کیا یہ مسیح کا سا مزاج نہیں؟ کیا مسیح کی روح اُن کے اندر ہو کر اُن کو مسیح کے یہ حکم یاد نہیں دلاتی "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے۔ اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے" متی ۵: ۴۴-۴۵

کیا ہی خوب یہ بات ہے جب مسیح کے پیرو ظالموں اور ستانے والوں

کے لئے برکت چاہتے اور اُن کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ ایسے پیروں کی گواہی میں بڑی تاثیر ہے۔ ایسے گواہ روح کی قدرت سے گواہی دے سکتے ہیں اور کوئی نہیں جو اُن کا مقابلہ کرے۔ اِسی وجہ سے پولوس اور اس کے ساتھیوں نے اِن تسلنیقی مسیحیوں کو دوسرے شہروں کے مسیحیوں کے لئے نمونہ پیش کیا۔ وہ غیر مسیحی یونانیوں اور رومیوں کا منہ بند کرنے کے لئے گواہ ٹھہرے۔ ایسے گواہوں کی گواہی کو کوئی ناقص اور تچھ نہیں ٹھہرا سکتا (دیکھو اعمال ۶:۷-۱۵)۔ کوئی تعجب نہیں کہ پولوس اور اس کے ساتھیوں نے ایسے گواہوں پر فخر کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ مسیح کی زندگی اس کی حضوری اور قدرت کے گواہ تھے۔ مبارک وہ ظلم! مبارک وہ مصیبت جس کے سبب مسیح کے لئے ایسے گواہ بنتے ہیں۔ اور وہ پھل کیا ہی مبارک ہے جو ظلم اور مصیبت کے آنے کے سبب بڑھتا اور زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ مبارک ہو تم مبشرو جن کو منادی اور محنت کے سبب ایسے پیرو اور گواہ مسیح کی طرف کھینچے جاتے اور کلیسا میں شامل کئے جاتے ہیں۔ خوش ہو اور خوشی مناؤ۔ کیونکہ ابدالآباد تک تمہاری اِس منادی اور محنت کے پھل تازہ اور خوشبودار بنے رہیں گے۔ جب پولوس اور اُس کے ساتھیوں نے اِن مسیحیوں کی ترقی کو دیکھا جو انہوں نے ایمان۔ محبت اور صبر میں کی تھی تو وہ اپنی محنت اور مشقت کو جو مسیح کی خوشخبری پہنچانے میں انہوں نے اٹھائی

تھی اور نیز اپنے سفر کے خطروں اور مشکلات کو بھول کر خدا کا شکریہ کرنے لگے کہ اُس نے اپنے فضل سے ہمیں اس مبارک اور جلالی خدمت کے لئے بلایا ہے اور ہمیں یہ خدمت بخشی ہے کہ ہم تسلنیقی مسیحیوں کو خوشخبری سنائیں جس کو قبول کرنے کے سبب یہ نتیجہ نکلا کہ وہ یہ نئی اور پاک اور ترقی پذیر زندگی حاصل کریں۔ پس حاصل کلام کیا؟ یہ کہ مسیح کے ایلچی ہو کر اس بشارت کا سنانا اور پھیلانا اور اُس کی کلیسا کی خدمت کرنا یہ سب سے اعلےٰ درجہ کی خدمت ہے۔ ایسی ہی خدمت پولوس۔ سلوانس اور طمطاؤس نے کی۔ بلکہ وہ اب بھی یہ خدمت کر رہے ہیں۔ جس حال کہ اس خط کے ذریعے سے اور اپنے زندہ نمونے سے وہ اب تک بشارت سناتے اور سنواتے ہیں انہوں نے اپنے زمانہ سے لیکر اب تک بہت سے ملکوں اور زبانوں میں مسیح کی خدمت کی ہے۔ ایک اور بات قابل غور ہے۔ جو مبشر آج پولوس اور اس کے ہمخدمتوں کے نمونہ پر انجیل سناتے ہیں اور جا بجا کلام کا بیج بوتے ہیں وہ اُن کے قائم مقام ہیں۔ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ تینوں آدمی جو عنقریب ۱۹۰۰ برس ہوئے ایک یونانی شہر تسلنیقی نام میں انجیل کی بشارت سناتے تھے اپنے نمونے کے ذریعہ آج ہم سے کلام کرتے ہیں اور اس طرح وہ آج زندہ ہیں اور ہر ملک کے جوان مسیحیوں سے کہتے ہیں کہ اے جوانو مسیح کی خدمت میں اپنی زندگی صرف

کرو۔ سُنو۔ سُنواؤ۔ پھیلاؤ۔ پھیلو۔ پھیلاؤ۔ اس کام کو نوکری نہ سمجھو۔ یہ اعلےٰ ترین الٰہی خدمت ہے۔ اور اگر تم کہیں اسے نوکری سمجھ بیٹھے تو تم نے بڑی رذیل نوکری اختیار کی۔ پر اگر تم اسے خدا باپ اور خداوند یسوع اور اس کی کلیسیا کی ترقی کی خدمت سمجھو۔ تو تم کیا ہی مبارک ہو۔ تمہاری خدمت بڑی دلپذیر خدمت ہے۔ اسمیں کتنی بڑی تسلّی ہے۔ مت کہو کہ پولوس اور اُس کے ساتھیوں کی زندگی ساٹھ یا ستّر یا اسّی برس ہوئی۔ اُن کی زندگی کے برسوں کا تم شمار نہیں لگا سکتے ۱۹۰۰ برس گذر چکے پر تو بھی کتنے ملکوں اور کتنی زبانوں میں آج نہایت تازہ بخش آواز سے وہ آج مسیح کے لئے گواہی دیتے رہتے ہیں۔ وہ ضعف عمری کو نہ پہنچے اور نہ وہ کبھی پہنچینگے۔ ناممکن ہے کہ اُن کی عمر کی پیمائش کی جا سکے۔ وہ ابد تک قائم رہیں گے اور درجہ بدرجہ طاقت سے طاقت اور جلال سے جلال تک بڑھتے چلے جائیں گے۔ پس کون ہے جو تسلیم نہ کرے گا کہ پولوس اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جوانی میں نہایت اعلےٰ خدمت اختیار کی اور وہ یہ کہ وہ ایک نئی۔ لازوال۔ بے مثال زندگی کی خوشخبری سنا دیں اور پھیلا دیں۔

اے اس خط کے پڑھنے والو۔ اِن تینوں شخصوں کے نمونہ پر غور کرتے ہوئے خدا کے روح کی آواز سنو۔ جو تم سے پوچھتی ہے کہ کیا تم کر

باندھو گے کہ مسیح کی خوشخبری سناؤ اور پھیلاؤ؟ کیا مناسب نہیں کہ تم مسیح کے ایلچی بنو؟ کیا مناسب نہیں کہ تم بخوشی تمام اس کے خادم بنجاؤ؟ جس کے کان ہوں وہ سن لے کہ پاک روح آج کے دن پولس سیلاس اور طمطاؤس کے نمونے کے ذریعے تم سے کیا کیا باتیں کہتا ہے۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

آیات۔ ا سے ۴ تک

۱۔ میری اندرونی اور اندیکھی زندگی کی جڑیں کہاں لگی ہوئی ہیں۔ اندیکھی چیزوں میں یا دنیادی باتوں میں؟

۲۔ میں آج خدا باپ اور خداوند یسوع کو اپنی جسمانی آنکھوں سے تو نہیں دیکھ سکتا۔ پر کیا اندرونی نظر سے اُن کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھ کر میں یہ کوشش کرتا رہتا ہوں کہ اُن کو پسند آؤں؟

۳۔ کیا میں اپنی اندرونی زندگی کی صحت اور ترقی کے بارے میں فکرمند رہتا ہوں۔ عین جس طرح میں اپنی جسمانی زندگی کی صحت کے بارے میں فکرمند ہوں اور اگر نہیں ہوں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

۴۔ کیا جب سے میں خداوند یسوع کا شاگرد بنا ہیں اپنی باطنی انسانیت اور اندیکھی زندگی میں اور اس کی صفات میں کوئی ترقی پاتا ہوں یا نہیں؟ کیا

میں اپنے گھر والوں اور گاؤں والوں کی طرف زیادہ اور زیادہ محبت دکھلاتا ہوں یا نہیں؟ کیا میں اپنے نوکروں کا زیادہ لحاظ اور خیال کرتا ہوں کہ نہیں؟ کیا میں ظلم اور مصیبت کے بیچ زیادہ اور زیادہ صبر ظاہر کرتا ہوں کہ نہیں؟

۵۔ کیا میں اپنے مسیحی بھائی بہنوں کے ایمان اور اُن کی آپس کی محبت اور ظلم اور مصیبت میں اُن کے صبر کو دیکھکر اور اُن کے بارے میں دوسروں سے سُن کر خوش ہوتا اور دل سے خدا کا شکر کرتا ہوں؟ یا میں فقط اُن کی کمزوریوں کا لحاظ کرتا رہتا ہوں اور اِس طرح ایک سیاہ پردہ بنا کر اپنی آنکھوں سے اُن کے ایمان۔ محبت اور صبر کی خوبیوں کو چھپا دیتا ہوں؟

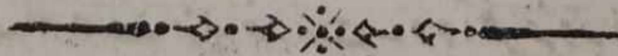
۶۔ کیا کلیسا کے بزرگ اور منّاد میرے پڑوسیوں۔ گاؤں والوں۔ جان پہچانوں کے سامنے مسیحی زندگی کی خوبیوں کو پیش کرتے ہوئے مجھے اپنے ثبوت میں بطور گواہ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہارا پڑوسی پہلے کس طرح کا آدمی تھا! اور جب سے یہ خداوند یسوع کا چیلا بن گیا اُس کی حالت کیا ہو گئی۔ غور کرو کہ پہلے یہ کس قسم کا مزاج رکھتا تھا اور اب اسکا مزاج کیسا ہے؟

۷۔ کیا میں خداوند یسوع کی خدمت کرنا باعث فخر سمجھتا ہوں؟ کیا میں اپنی خدمت کو پولوس۔ سلوانس اور طمطاوس کی سی

خدمت سمجھتا ہوں؟ کیا میں یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے خدا اپنے فضل سے مجھے بلا کر اپنے روح پاک کی معرفت تیاری بخش تاکہ میں مثل ان تیرے بندوں کے تیری جلالی خدمت میں اپنی زندگی بسر کروں؟ کیا میں اسوقت تیار ہوں کہ گھٹنے ٹیکوں اور اپنے خداوند یسوع کی اس خاص خدمت کے لئے اپنے آپ کو اُس کے حضور نذر کردوں اور اس سے یہ کہہ کر سنجید عہد باندھوں "میری زندگی تو لے، اپنی مہر اس پر دے۔ لے تو دن اور وقت بھی سب ہو ثنا تیری ہوا اے رب"

دُعا

اے خداوند یسوع مسیح جس طرح تو نے پولوس۔ سلوانس اور طمطاؤس کو بلا کر اپنا خادم بنایا۔ تو مجھے بھی بلا۔ اور اپنے پاک روح کے بس میں لاکر اپنا بندھوا بنا لے تاکہ تیرے مضبوط ہاتھ سے پکڑا جاکر میں تیری راہ اختیار کروں۔ اور جس طرح تو چاہے میں تیرا گواہ بن جاؤں اور ایسا گواہ کہ میری زندگی اور منہ کی گواہی سے بہتیرے تیرے پیرو ہو جائیں اور تجھ سے اندیکھی زندگی حاصل کر کے ابدالاباد تک ترقی پر ترقی کرتے جائیں۔



۲ تسلنیقی ۱: ۵-۱۲

مُصیبت زدوں کی مبارکبادی

اُوپر کی آیات میں پولوس رسول نے اپنے تسلنیقی بھائی بہنوں کی مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے خدا کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے کمال صبر سے اپنی مصیبتوں کی برداشت کی ایسا کہ اُن کے ایمان کی بھی ترقّی ہوئی اور اُن کی آپس کی محبّت بھی بڑھ گئی۔ اُن کی ہمّت جاتی نہیں رہی۔ برعکس اس کے اُن کے صبر۔ ایمان اور محبّت کے سبب دوسری کلیساؤں کے تئیں کا کو روحانی فائدہ پہنچا۔ یہاں تک کہ پولوس رسول نے اور کلیساؤں کے روبرو تسلنیقی مسیحیوں کی تعریف کی اور اس پر فخر کیا۔ اب پانچویں آیت میں وہ مصیبت کی ضروری سختیوں کا ذکر کرتا ہے اور وہ یہ (اوّل) کہ خدا عادل خدا ہے۔ وہ اِن مسیحیوں کو ستانے والوں کے مناسب وقت پر سزا دے گا۔ اسکی سچی عدالت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ظالم اپنے ظلم کے پھل بھگتیں اور جو کچھ کہ انہوں نے بویا ہے اسے کاٹیں۔ ظالم کا کیا مقدور ہے کہ وہ خدا کی عدالت کے سامنے کھڑا رہ سکے۔ سو ظالم اور مظلوم دونو یاد رکھیں کہ خدا منصف مزاج خدا ہے۔ وہ آخر ضرور انصاف کر کے بدلا دے گا۔ پس مظلوم صبر کرے اور ظالم بھی یاد رکھے کہ انصاف کا

۲ تھسلنیکیوں ۱: ۵- ۱۲-

یہ خدا کی سچی عدالت کا صاف نشان ہے۔ تاکہ تم خدا کی بادشاہت کے لائق ٹھیرو جس کے لئے تم دُکھ بھی اُٹھاتے ہو۔ کیونکہ خدا کے نزدیک یہ انصاف ہے کہ بدلے میں تمہارے مُصیبت دینے والوں کو مصیبت۔ اور تم مصیبت اُٹھانے والوں کو ہمارے ساتھ آرام دے۔ اُسوقت جبکہ خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا۔ اور جو خدا کو نہیں پہچانتے۔ اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا لیگا۔ وہ خداوند کے چہرے اور اُس کی قدرت کے جلال سے دور ہوکر ابدی ہلاکت کی سزا پائینگے۔ یہ اُس دِن ہوگا جبکہ وہ اپنے مقدّسوں میں جلال پانے اور سب ایمان لانے والوں کے سبب سے تعجب کا باعث ہونے کے لئے آئیگا۔ کیونکہ تم ہماری گواہی پر ایمان لائے۔ اسواسطے ہم تمہارے لئے ہر وقت دُعا بھی مانگتے رہتے ہیں کہ ہمارا خدا تمہیں اس بُلاوے کے لائق جانے۔ اور نیکی کی ہر ایک خواہش اور ایمان کے ہر ایک کام کو قدرت سے پُورا کرے۔ تاکہ ہمارے خدا اور خُداوند یسوع مسیح کے فضل کے موافق ہمارے خداوند یسوع کا نام تم میں جلال پائے اور تم اُس میں۔

خوفناک دن چلا آرہا ہے۔ بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو۔ جو باتیں سب لوگوں کے نزدیک اچھی ہیں اُن کی تدبیر کرو۔ جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں سے میل ملاپ رکھو۔ اے عزیزو۔ اپنا انتقام نہ لو۔ بلکہ غضب کو موقع دو۔ کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے۔ انتقام لینا میرا کام ہے۔ بدلا میں ہی دوں گا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اس کو کھانا کھلا اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائے گا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے ذریعے سے بدی پر غالب آؤ ۔ رومی ۱۲: ۱۷-۲۱

(دویم) ایک اور نتیجے کا اِس آیت میں ذکر ہے اور وہ یہ کہ مصیبتوں کے وسیلے مسیحی اور بھی زیادہ خداوند کی خدمت کے لائق اور تیار ہو جاتے ہیں اُن کا حال ایسا ہی ہے جیسا اُس سپاہی کا جو دکھ اُٹھانے کے سبب زیادہ بہادر بن جاتا ہے اُسے بہادری تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب وہ صبر سے دکھ اُٹھاوے۔ وہ سچّا بہادر تب ہی سمجھا جاتا ہے جب وہ بھوک اور پیاس۔ سردی اور گرمی۔ درد اور چوٹ سہتا ہے۔ راستے کی تکالیف اٹھاتا اور زخموں سے نہیں ڈرتا۔ پس مسیحی یاد رکھیں کہ خداوند یسوع کی خاطر دکھ اٹھانا اور زخم کھانا باعث عزّت و فخر ہے۔ پطرس اور یوحنّا نے یوں ہی کیا جب یہودی سرداروں نے انہیں پٹوایا اور یہ حکم

دے کر چھوڑ دو کہ یسوع کے نام پر منادی نہ کرنا۔ انہوں نے اس کی بات مانی۔ اور رسولوں کو پاس بلا کر اُن کو پٹوایا اور یہ حکم دے چھوڑ دیا کہ یسوع کا نام لے کر بات نہ کرنا۔ پس وہ عدالت سے اس بات پر خوش ہوکر چلے گئے کہ ہم اس نام کے واسطے بیعزت ہونے کے لایق تو ٹھہرے۔ اور وہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز سکھانے اور اِس بات کی خوش خبری دینے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے۔ اعمال ۵: ۴۰ - ۴۲

اِسی طریقے سے پطرس اور یوحنّا خدا کی بادشاہت پھیلانے اور مسیح کی خوشخبری سنانے کے لئے تیار اور لایق بنائے گئے۔ مسیح کی خاطر دکھ اُٹھانے والے کو یہ یقین حاصل ہے کہ اس کا دکھ ہمیشہ تک نہ رہے گا اور کہ اس کا زور چند روزہ اور محدود ہے۔ کہ وہ دن آئے گا جب دکھ کا خاتمہ ہوگا اور اُس کے بدلے اُسے ابدی اجر اور آرام ملے گا۔ (دیکھو آیات ۶ و ۷)

اگر کوئی پوچھے کہ وہ دن کب آئے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس دن خداوند یسوع آسمان سے اُترے گا۔ تو وہ اکیلا نہیں آئے گا بلکہ اُس کے ہمراہ فرشتگان کا ایک بڑا گروہ آئے گا۔ نہ صرف وہ بلکہ مبارک مقدسوں کی ایک بڑی جماعت بھی آئے گی۔ وہ سب جو پاک قیامت کے لایق ہیں اور جو زمانہ بہ زمانہ اُس کے لوگ ہوئے وہ سب اکٹھے ساتھ آئیں گے

چنانچہ اُس نے خود فرمایا " اس جہان کے فرزندوں میں تو بیاہ شادی ہوتی ہے
لیکن جو لوگ اس لائق ٹھہرینگے کہ اِس جہان کو حاصل کریں اور مُردوں میں سے جی
اُٹھیں۔ اُن میں بیاہ شادی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ پھر مرنے کے بھی نہیں۔ اس لئے
کہ فرشتوں کے برابر ہونگے اور قیامت کے فرزند ہوکر خدا کے بھی فرزند ہوں گے۔
لیکن اس بات کو کہ مُردے جی اُٹھتے ہیں موسٰی نے بھی جھاڑی کے ذکر میں
ظاہر کیا۔ چنانچہ وہ خداوند کو ابراہیم کا خدا اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا کہتا ہے۔
لیکن خدا مُردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے۔ کیونکہ اُس کے نزدیک سب
زندہ ہیں " لوقا ۲۰: ۳۴-۳۸

اسوقت ہم خداوند یسوع کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلئے بہتیرے ہیں جو اسکا خیال
نہیں کرتے اور اُسے بھول جاتے ہیں گویا کہ وہ ہے ہی نہیں اور نہ وہ بھی آئیگا۔
بعض کہتے ہیں کہ اُسے ہمیں دکھلاؤ۔ تب ہم اُسے مان لینگے۔ پطرس فرماتا ہے۔
" اور یہ جان لو کہ اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھے کرنیوالے آئینگے جو اپنی خواہش کے
موافق چلیں گے اور کہینگے کہ اُسکے آنیکا وعدہ کہاں گیا؟ کیونکہ جب سے باپ دادا سوئے
ہیں اسوقت سے سب کچھ ویسا ہی ہے " ۲ پطرس ۳: ۳-۴۔ خیر جو کچھ کسی کے
دل میں آئے سوچے اور کہے۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ وہ دن آنے والا ہے
جب ہر آنکھ مسیح کو آسمان پر سے اترتی دیکھیگی " دیکھو وہ بادلوں کیساتھ آنیوالا ہے
اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے " مکاشفات

۱۱:۷۔ "اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کیطرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اے گلیلی مردو۔ تم کیوں کھڑے آسمان کیطرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھا لیا گیا ہے اُسی طرح پھر آئے گا۔ جسطرح تم نے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" اعمال ۱:۱۰و۱۱

جب مسیح آویگا تو جتنے اُسکے ملنے والے نہونگے سزا کے لائق ٹھہرینگے۔ ان کا خاص گناہ یہ ہوگا کہ انہوں نے خدا کیطرف سے روشنی تو پائی پر جان بوجھکر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ جب پولوس کے نہ ماننے والوں نے پولوس سے کہا کہ "تیرا یہ حال ہے کہ تو سدا مسیح کی تعریف ہانکا کرتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ وہ جہان کا نور ہے اور کہ اسکی پہچان سے اُس کے ماننے والوں کے دل کے اندر ایسی روشنی چمکتی رہتی ہے جیسا سورج کی روشنی ہماری آنکھوں میں۔ پر یہ صرف تیرا کہنا ہی کہنا ہے۔ ہمیں تو تیرے خداوند میں کوئی ایسی روشنی نظر نہیں آتی۔ بلکہ نہ تجھ میں اور نہ تیرے قرنتی چیلوں میں ہمیں کوئی ایسی روشنی نظر آتی ہے۔ یہ سب محض تیرا دعوےٰ ہی دعویٰ ہے۔ اگر یسوع میں ایسی روشنی ہوتی جیسا تو کہتا ہے کہ ہے تو ہمیں یہ بتا کہ وہ ہمیں دکھلائی کیوں نہیں دیتی اور ہم پر چمکتی کیوں نہیں" پولوس نے یونانی مخالفوں کا یہ اعتراض سن کر اُنہیں جواب میں کہا کہ ہر ایک یونانی اور یہودی یاد رکھے کہ اس دنیا میں بنی آدم کا ایک سخت اندیکھا دشمن ہے جسکا نام "اس جہان کا خدا ہے"۔ اُس کے پاس طرح طرح کے پردے ہیں

جنہیں وہ آدمیوں کے دلوں اور عقلوں پر ڈالدیتا ہے اور اسطرح اُس روشنی کو
جو خداوند یسوع سے نکلتی ہے اُن پر چمکنے نہیں دیتا۔ مثلاً اِس جہاں کے خدانے مسیح
کے یہودی مخالفوں کے سامنے بزرگ موسیٰ نبی کو ایک پردہ بنا کر انہیں یہ سبق پڑھا
دیا کہ بس موسیٰ نبی ہی سے نجات ہے۔ جو قوانین موسیٰ نے روزہ رکھنے۔ خیرات دینے
پاک سبت کے ماننے کے بارے میں تمہیں دے دئے اُنہیں مانتے جاؤ اور جن
قربانیوں کے گذراننے کا حکم اُس نے دے دیا۔ اُنہیں ہی گذرانتے جاؤ اور جتنی عیدیں
وہ ٹھہرا گیا بس اُنہیں منایا کرو۔ جیسی عبادت گاہ کا نقشہ تمہیں بتلا گیا ویسی ہی عبادت
گاہ بنا کر دعا بندگی کرتے رہو اور تب ضرور بہ ضرور تم نجات پاؤ گے۔ یہودیوں نے یوں
ہی کیا وہ بھلا کب ایسا مان سکتے تھے کہ مسیح یسوع کا درجہ موسیٰ سے اعلےٰ اور بالا ہے
وہ ہرگز تیار نہیں تھے کہ یسوع مسیح کو جہان کا نور تسلیم کریں اور حضرت موسیٰ کو صرف چاند یا
ستارے کی مانند سمجھیں جو سورج کے نکلتے ہی مدھم پڑ جاتے ہیں۔ وہ بڑے زور سے
کہتے تھے کہ ہم تو موسیٰ ہی کے شاگرد بنے رہیں گے اور ہماری نجات اُسی طرح ہو جائے
گی۔ یسوع مسیح کی پیروی کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

یونانی عالموں نے بھی پولوس سے کہا کہ اَے پولوس۔ تو یسوع مسیح کی صلیبی موت
کا ذکر کیا کرتا ہے اور تو کہا کرتا ہے کہ اسکا خون جو صلیب پر بہایا گیا وہ گناہوں کے رٹانے
اور انکی معافی کیلئے بہایا گیا۔ اور کہ اس لہو کی ایسی قدر ہے اور اس میں ایسی قدرت
ہے کہ جو آدمی اپنے گناہوں کو اُس صلیب کے پاس لے جائے اور وہاں انکا اقرار کرے

اور یسح مصلوب سے معافی مانگے تو اُسے معافی ملے گی اور اس کے دل میں گناہ کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے گی اور اُسے ہر طرح کے گناہ سے باز رہنے کی قوت حاصل ہو گی۔ پر پولوس اگر تو سچ پوچھے تو ہماری دانست میں تیرا یہ دعوےٰ محض نادانی اور بیوقوفی ہے۔ تیری اس قسم کی باتیں ہمارے بزرگ علما کی تعلیم کے خلاف ہے۔ ہم یونانی ہیں اور سقراط اور افلاطون کے پیرو ہیں۔ ہماری سمجھ میں اُن کی فیلسوفی کی باتیں سچ ہیں اور قابل تسلیم ہیں۔ لہٰذا یسوع مسیح کی صلیبی موت کی جو باتیں جو تو بار بار کہا کرتا ہے اور ہمیں جتایا کرتا ہے کہ اُس سے گناہوں کی معافی ملتی ہے۔ سو ہمیں تو ایسی باتیں بالکل بیوقوفی معلوم دیتی ہیں اور ہم ہرگز ہرگز اُنہیں قبول نہیں کر سکتے۔ پولوس رسول نے ایسے معترضوں کو دو ایک جواب دئے اول تو یہ کہ یونانی عقلمندوں نے اپنی عقل کے وسیلے سے نہ تو خدا کو پہچانا اور نہ پایا ورنہ وہ خدا کیطرح طرح کی سونے چاندی کی مورتیں نہ بناتے اور نہ انہیں پوجتے۔ وہ کبھی ایک عجیب قربانگاہ بنا کر اُسے "نا معلوم خدا" کی بندگی کے لئے مخصوص نہ کرتے۔ اُس نے اتینی شہر میں یوں کلام کیا "اَے اتینی والو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی قربانگاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا کہ نا معلوم خدا کے لئے۔ پس جسکو تم بغیر معلوم کئے پوجتے ہو۔ میں تمکو اُسی کی خبر دیتا ہوں۔ جس خدا نے دنیا اور اُس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ

کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے۔ کیونکہ وہ تو خود سب زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے اعمال ۱۷: ۲۲-۲۵۔ یونانی علما خدا کی مختلف مورتیں بنوا کر اُن سے راضی نہ ہوئے اس لئے آخر کار انہوں نے مان لیا ہے کہ خدا کو ہم معلوم ہی نہیں کر سکتے۔ پس اس نامعلوم خدا کیلئے ایک خاص قربانگاہ بنوا کر اور بہتیری قربانگاہوں کے ساتھ اس نئی قربانگاہ پر بھی جا کر ہم پوجا کریں گے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس حال کہ انہوں نے خدا کو پہچانا نہیں لہذا اس میں ان کا کوئی گناہ نہ ٹھہرا اور وہ سزا کے بھی لائق نہ ٹھہرے اور اس سبب سے پولوس کا یہ کہنا کہ جو خدا کو نہیں پہچانتے وہ ابدی سزا پائیں گے (دیکھو آیات ۸ و ۹) بے انصافی ہے۔ تو ہمارا ایسے معترضوں کو یہ جواب ہے کہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ آدمی کے باطن میں ظاہر ہے۔ چنانچہ کلام میں یوں لکھا ہے "کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے۔ اسلئے کہ خدا نے اس کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اس کی اَن دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُنکو کچھ عذر باقی نہیں اس لئے کہ اگرچہ انہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اُس کی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور اُن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا گیا۔ وہ اپنے آپ کو

دانا جتا کر بیوقوف بنگئے اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا ۔

اس واسطے خدا نے اُن کے دلوں کی خواہش کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا کہ اُن کے بدن میں بے حرمت کئے جائیں ۔ اسلئے کہ انہوں نے خدا کی پہچان کو بدلکر جھوٹ بنا ڈالا اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اُس خالق کے جو ابد تک محمود ہے ۔ آمین ۔

اسی سبب سے خدا نے انکو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا ۔ یہاں تک کہ اُنکی عورتوں نے اپنے طبعی کام کو خلاف طبع کام سے بدل ڈالا ۔ اسیطرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت سے مست ہو گئے یعنی مردوں نے مردوں کیساتھ روسیاہی کے کام کرکے اپنے آپ میں گمراہی کے لائق بدلا پایا ۔

اور جسطرح انہوں نے خدا کا پہچاننا ناپسند کیا ۔ اسیطرح خدا نے بھی اُنکو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیا کہ نالائق حرکتیں کریں ۔ پس وہ ہر طرح کی ناراستی ۔ بدی ۔ لالچ ۔ بدخواہی سے بھر گئے اور حسد ۔ خونریزی ۔ جھگڑے ۔ مکاری ۔ بُغض سے معمور ہو گئے ۔ اور غیبت کرنیوالے ۔ بدگو خدا کی نظر میں نفرتی ۔ اوروں کے بےعزت کرنیوالے ۔ مغرور ۔ شیخی باز ۔ بدیوں کے بانی ۔ ماں باپ کے نافرمان ۔ بیوقوف ۔ عہد شکن ۔ طبعی محبت سے خالی ۔ بیرحم ہو گئے ۔ حالانکہ وہ خدا کا یہ حکم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنیوالے موت کی سزا کے لائق ہیں ۔ پھر بھی نہ فقط آپ ہی ایسے کام کرتے ہیں ۔ بلکہ اور کرنیوالوں سے بھی خوش ہوتے ہیں ۔

اے انسان۔ تو جو ایسے کام کرنے والوں پر الزام لگاتا ہے اور خود ہی کام کرتا ہے کیا یہ سمجھتا ہے کہ تو خدا کی عدالت سے بچ جائیگا۔ یا تو اس کی مہربانی اور تحمل اور صبر کی دولت کو ناچیز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ خدا کی مہربانی تجھ کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے؟ بلکہ تو اپنی سختی اور غیر تائب دل کے مطابق اُس قہر کے دن کیلئے اپنے واسطے غضب کما رہا ہے جسمیں خدا کی سچی عدالت ظاہر ہوگی۔ وہ ہر ایک کو اسکے کاموں کے موافق بدلا دیگا۔ جو نیکوکاری میں ثابت قدم رہ کر جلال اور عزت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں اُنکو ہمیشہ کی زندگی دیگا۔ مگر جو تفرقہ انداز حق کے نہ ماننے والے بلکہ ناراستی کے ماننے والے ہیں اُن پر غضب اور قہر ہوگا۔ اور مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئیگی۔ پہلے یہودی کی پھر یونانی کی۔ مگر جلال اور عزت اور سلامتی ہر ایک نیکوکار کو ملے گی۔ پہلے یہودی کو۔ پھر یونانی کو۔ کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔ اسلئے کہ جنہوں نے بغیر شریعت پائے گناہ کیا وہ بغیر شریعت کے ہلاک بھی ہونگے اور جنہوں نے شریعت کے ماتحت ہو کر گناہ کیا انکی سزا شریعت کے موافق ہوگی۔ کیونکہ شریعت کے سننے والے خدا کے نزدیک راستباز نہیں ہوتے۔ بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہرائے جائینگے۔ اسلئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں۔ تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دلوں پر لکھی ہوئی دکھاتی ہیں اور اُنکا دل بھی اُن باتوں کی گواہی دیتا ہے اور اُن کے باہمی خیالات یا تو اُن پر الزام لگاتے ہیں یا اُنکو معذور رکھتے ہیں (رومیوں ۱: ۱۹-۳۲ و ۲: ۹-۱۵)

ان سب باتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ چاہے آدمی یہودی ہو جس کے پاس

خدا کی لکھی ہوئی شریعت ہے یا یونانی ہو جس کے باطن میں خدا کے احکام لکھے ہوئے ہیں وہ دونوں کے دونو خدا کی عدالت میں بے عذر ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے جسقدر خدا کی پہچان کو حاصل کیا تھا انہوں نے اُسے نہ مانا اس سے غرض نہیں کہ انہیں تحریری شریعت ملی یا اُنکے دل کی تختی پر وہ ہی احکام لکھے گئے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ روشنی کو پہچان کر اُس میں چلنا تو درکنار انہوں نے بے دینی اور ناراستی کے کتنے پردوں کے ذریعے اُس روشنی کو چھپا ڈالا۔ کتنے ہی ایسے پردے ہیں جن سے اس جہان کے خدا نے اس روشنی کو جو خدا کی تحریری شریعت اور باطن میں موجود شریعت سے حاصل ہو سکتی ہے چھپا دیا ہے۔ یہاں تک کہ اُس نے خدا کی پہچان کی روشنی کو بھی جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے مل سکتی ہے چھپا دیا ہے۔ انجیل مقدس میں یہ روشنی صاف موجود ہے۔ مگر اِس جہاں کا خدا اپنے پیروں کے دلوں پر ایسا پردہ ڈالتا ہے اور اُن کی عقلوں کو یہاں تک اندھا کر دیتا ہے کہ وہ اُس کو بالائے طاق رکھ کر مٹّی یا پتھر کی مورتوں کو پوجتے اور اُنہیں سب سے افضل گردانتے ہیں۔ بلکہ مردہ پیر پیغمبروں۔ دیوی۔ دیوتاؤں۔ رشیوں۔ مُنیوں کو چڑھاوا چڑھاتے پھرتے ہیں۔ اُنہیں ذرا خیال نہیں آتا کہ جب وہ مردہ ہی ہیں تو اُن سے نجات کیونکر مل سکتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب اِس دنیا کے خدا کے کرتب ہیں اُسی نے یہ خرابی برپا کی ہے اور اپنے چیلے چانٹوں کی آنکھیں اس طور پر موند دی ہیں کہ وہ مسیح کو جو خدا کی قدرت ہے اور اس کے جلال کی خوشخبری یعنی

انجیل کی روشنی کو اپنے اندر ذرا بھی داخل نہیں ہونے دیتے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے چمکتا ہے اُن پر چمکنے لگے (۲ قرنتی ۴: ۳-۶)۔ کیا خدا کے نزدیک یہ انصاف نہیں ہے کہ وہ ایسے بے عذر برگشتوں کو سزا دے؟ جب خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے ظاہر ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ اُس کے نا ماننے والوں کو سزا نہ ملے۔ پولوس اسکا صاف اظہار آٹھویں اور نویں آیات میں کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ بیشک جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا لیگا۔ وہ خداوند کے چہرے اور اس کی قدرت کے جلال سے دور ہو کر ابدی ہلاکت کی سزا پا دینگے (دیکھو آیات ۸ و ۹) بیشک یہ خوفناک اور ہیبت ناک الفاظ ہیں۔ خدا ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہر ایک توبہ کر کے نجات پائے۔ اسی لئے اُس نے اپنے پیارے بیٹے خداوند یسوع مسیح کو اس دنیا میں بھیجا کہ وہ ہم گنہگاروں کے بدلے اپنی جان دے اور ہمارے گناہوں کا کفارہ بنے۔ اب جو شخص مسیح کے کفّارے کو قبول نہیں کرتا وہ خدا سے گویا یوں کہتا ہے کہ اے خدا میں تیار نہیں ہوں کہ مسیح کے کفارے کا ذرا بھی لحاظ کروں اور اُس کی صلیبی موت کو اپنے گناہوں کا معاوضہ قبول کروں۔ ایسا کفّارہ میرے نزدیک نادانی اور بیوقوفی ہے۔ مسیح یسوع میں مجھے خدا کے جلال کی کوئی خاص روشنی نظر نہیں آتی۔ فلاں فلاں پیغمبر یا دیوی دیوتا کو اسکا اہم پایہ

بلکہ افضل جانتا ہوں۔ موسیٰ ۔ محمدؐ ۔ رام ۔ کرشن ۔ بدھ ۔ نانک یا کبیر میرے نزدیک
اُس کے جیسے یا اُس سے بہتر اور بزرگ تر ہیں۔ ایسا کہنے والا جو دل میں آئے
سو کہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا کہنا خدا کو جھٹلاتا ہے۔ مسیح کو فریبی قرار دینا ہے۔ اُس کے
رسولوں کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ یا تو انہوں نے خود دھوکا کھایا یا وہ پرلے درجے کے
دھوکا باز تھے۔ اب کوئی بتلائے کہ کیا یہ چھوٹی بات ہے کہ کوئی خدا کو جھٹلائے۔ یا مسیح کو
فریبی قرار دے۔ یا کتاب مقدس کی باتوں کو باطل ٹھہرا کر ہنسی میں اُڑا دے؟ کیا یہ
کوئی چھوٹی موٹی بات ہے؟ کیا آخر کار جب مسیح پھر آویگا تو کہنے والے اور کرنے والے
اُس کے چہرے کے جلال سے دو پھینک دئے جائینگے؟

اُن میں جو انجیل کو کتاب مقدس جان کر اس کی گواہی قبول کرتے
اور دل و جان سے مسیح کو پیار کرتے ہیں اور اُن میں جو مسیح کو صرف ایک
مردہ نبی سمجھتے ایسا کہ اُسکی تعلیم کو منسوخ قرار دیتے آسمان و زمین کا فرق ہے
ہاں زندگی اور موت کا فرق ہے۔ جتنے مسیح کے بارے میں انجیل کی
گواہی کو رد کرتے ہیں آخر کار ہلاکت کو پہونچیں گے وہ ایسی تاریکی میں
جا پہونچیں گے جہاں کبھی ستارہ نہیں چمکتا اور جہاں کبھی پو نہیں پھٹی
دیکھو آیت ۹

خدا کے چہرے کے جلال سے (آیت ۹) کامل مبارک حالی مراد
ہے۔ اُس جلال میں دخل پانا پوری خوشی اور کامل مبارک حالی کو

پہونچتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "تیرے حضور میں خوشیوں سے سیری ہے۔ تیرے دہنے ہاتھ میں ابدتک خوشیاں ہیں (زبور ۱۶: ۱۱ و زبور ۱۷۔ آخری آیت) جو لوگ خداوند کے چہرے کا جلال دیکھیں گے۔ اُن کی مبارک بادی کا بیان آسانی محاوروں میں مکاشفات کی کتاب میں یوں دکھلایا گیا ہے:۔ پھر اُس نے مجھے بلور کی طرح چمکتا ہوا آبِ حیات کا ایک دریا دکھایا۔ جو خدا اور برّے کے تخت سے نکل کر اُس شہر کی سڑک کے بیچ میں بہتا تھا۔ اور دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا۔ اُس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا تھا اور اُس میں درخت کے پتّوں سے قوموں کو شفا ہوتی تھی۔ اور پھر نہ لعنت نہ ہوگی۔ اور خدا اور برّے کا تخت اُس شہر میں ہوگا۔ اور اس کے بندے اُس کی عبادت کریں گے۔ اور وہ اُس کا منہ دیکھیں گے۔ اور اس کا نام اُن کے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا۔ اور پھر رات نہ ہوگی۔ اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہ ہوں گے کیونکہ خداوند خدا اُن کو روشن کرے گا۔ اور وہ ابدالآباد بادشاہی کریں گے۔ (مکاشفات ۲۲: ۱-۵) جو لوگ مسیح کے سچّے پیرو ہیں وہ سب بڑے چھوٹے اس بادشاہت میں دخل پاویں گے۔ اُس دن مقدّسوں کی قیامت ہوگی۔ چنانچہ ہم یوں پڑھتے ہیں "مبارک

اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دوسری موت کا کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔" عزیزو ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں۔ اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے۔ کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔ اور جو کوئی اُس سے یہ امید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔ (مکاشفات ۲۰: ۶ و ا یوحنا ۳: ۲ و ۳)

جن لوگوں نے انجیل کی خوشخبری سن کر اُسے نہیں مانا وہ اس سلری خوش حالی اور مبارک حالی سے اپنے آپ کو محروم کر لیں گے۔ وہ باہر کے اندھیرے کی طرف ابھی سے جا رہے ہیں۔ انہیں آگاہی ملتی رہتی ہے کہ ایسی سرکشی کا انجام سزا ہے (جیسا آیات ۸ و ۹ اور ۱۰ سے صاف ظاہر ہے) تو بھی وہ ایسی گواہی کا کوئی خیال نہیں کرتے بلکہ اُسے ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں۔ لہٰذا وہ بے عذر ہیں۔ اُن کا منہ اُس وقت بند ہو جائے گا۔ اپنے بونے کے موافق اُس عدالت کے دن وہ کاٹیں گے۔

گیارھویں اور بارھویں آیات میں پولوس اپنے تسلنیکی مسیحی بھائیوں

اور بہنوں سے کہتا ہے کہ میں ہر وقت تمہارے لئے دعا مانگتا رہتا ہوں۔ میری اوّل دُعا تو یہ ہے کہ جس بلاوے کے لئے خدا نے تمہیں بلایا ہے تم اُس کے لایق چال چلو۔ خدا نے تمہیں بلایا ہے کہ تم پاک بنو۔ ایک دوسرے سے محبّت رکھو اور اُن کی بادشاہت کو پھیلاؤ۔ اگر کوئی دریافت کیا چاہے کہ آیا میں خدا کے بلائے ہوؤں اور برگزیدوں میں ہوں یا نہیں تو اُسے صاف جواب اپنے دل سے اور اپنے روزمرّہ کے چال وچلن سے مل جائے گا۔ خدا کے بُلائے ہوؤں کے دل نہ صرف خدا کی طرف بلکہ اپنے پڑوسیوں کی طرف صاف ہیں۔ اُن کے اندر ایک ایسا دل ہے جو محبّت سے بھرا ہے اور معاف کرنے کو ہمیشہ تیّار ہے۔ اور اگر اُن کا دل ایسا نہیں تو یقیناً یہ حال ہے کہ خدا کے روح سے انہیں تبدیلی نہیں ملی۔ اُن کا دل وہی پرانہ دل ہے جس سے ہر طرح کی برائیاں نکلتی رہتی ہیں۔ ہر مسیحی اس کسوٹی پر اپنے بلاوے کو جانچ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ آیا میرے دل کی خواہشات نیک اور پاک ہیں یا نہیں؟۔ آیا دُکھ اور مصیبت کے وقت میں صبر کرتا اور ثابت قدم رہتا ہوں کہ نہیں۔ پولوس نے اپنے تسلینقی مسیحی بھائیوں اور بہنوں کے لئے یہ دعا بھی کی

کہ خدا اُن کی نیک خواہشوں کو پورا کرے۔ اور کہ مسیح کا نام اُن کے ایمان اور ہر کام سے جلال پاوے اور کہ وہ خود مسیح میں ثابت قدم ہو کر اُس کا سا جلال حاصل کریں اور اس میں قائم رہتے ہوئے جلال کا پہلا پھل پاویں۔ کیا ہی عجیب اور کیا ہی عجیب اور کیا ہی خوشی کا پیغام ہے کہ مسیح کا نام جو سب ناموں سے افضل اور بزرگ تر ہے غریب اور محنت کش مسیحیوں سے جلال پا سکتا ہے اور کیسی ہی بڑی ترغیب وہ یہ بات ہے کہ غریب محنت کش لوگ مسیح کی فرمانبرداری کر کے نہ صرف اُس کے آنے والے جلال میں شریک ہوں گے بلکہ اس زمانے میں بھی اُس جلال کے پہلے پھل پا سکتے ہیں (دیکھو آیت ۱۲)

حاصل کلام

۱۔ دکھ اور مصیبتیں ہمیشہ خدا کی ناراضی کا نشان نہیں ہیں۔ یہ تسلینکی مسیحی خداوند یسوع مسیح کے فرمانبردار

ہو کر اُس کی خاطر طرح طرح ستائے گئے پر پولوس نے اُنہیں یہ تسلی بخش خط لکھا اور کہا کہ تم اِن دکھوں کے سبب خدا کی بادشاہت کی خدمت اور جلال کے لئے تیار کئے جا رہے ہو۔ اس بادشاہت کے پھیلانے کے لئے دکھ اُٹھانا جیسا تم اُٹھاتے ہو جلال پانے کی راہ ہے۔ تسلینقی بھائیو! صبر کرو۔ جب مسیح کی بادشاہت تمام روئے زمین پر مسلط ہو گی اور جب ہر ایک گھٹنا اُس کے سامنے ٹکے گا اور ہر ایک زبان اُسے خداوند کہے گی اور اُس کی تعریف کرے گی تب تم کو مسیح اپنے جلال کے تخت کے سامنے بلا کر اپنے سب پاک فرشتگاں اور ہر ملک کے مسیحیوں کے سامنے ہاں خدا باپ کے سامنے یوں کہے گا۔ "اے تسلینقیو! تم نے میری خاطر اور میری انجیل اور بادشاہت کے پھیلانے کی خاطر بڑا دکھ اٹھایا پر تم نے میرا نام لینا ترک نہیں کیا۔ جب ظالموں نے ظلم کر کے تمہارا مال ضبط کر لیا اور تم میرے فضل کے تخت کے سامنے رو رو کر مدد مانگتے تھے کہ اے خداوند ہمیں اِن دکھوں کے برداشت کرنے کی طاقت دے تو اُس

وقت خود میں نے تمہاری دُعائیں اور تمہارے آنسو سنہری قربانگاہ پر چڑھائے اور تم کو طاقت دی۔ تم وہ ہو جنہوں نے میری بادشاہت کی پست حالی میں مجھے اپنا بادشاہ مان لیا۔ اب میری بادشاہت کی سرفرازی کا وقت آگیا۔ میں تمہیں اپنی بادشاہت میں پانچ پانچ اور دس دس شہروں کے اوپر بادشاہی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تم میری بادشاہت کی خوشی اور جلال میں شریک ہو (لوقا ۱۹: ۱۱-۱۹)

۲۔ مسیح کے مخالفوں اور اُس کے لوگوں کے ستانے والوں کی اُمید کہ ہم سے بدلہ نہ لیا جائے گا سراسر باطل ہے۔ خدا نے مظلوم تسلنیقی مسیحیوں کو اپنے رسول پولوس کے وسیلے سے کہلا بھیجا کہ خدا کے نزدیک یہ انصاف ہے کہ تمہیں مصیبت دینے والوں کو بدلے میں مصیبت دے (دیکھو آیت ۶) خدا اِن مظلوم اور مصیبت زدہ مسیحیوں کے ساتھ گویا عہد باندھتا ہے کہ تم صبر کرو۔ تم بدلہ لینے کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لو۔ یہ میرا کام ہے اور میں طرح طرح سے اِن ظالموں کے ظلم کا بدلہ لونگا جب فرعون بادشاہ اور مصری حاکموں نے بنی اسرائیل کو ناحق

دکھ دیا۔ کیا میں نے آخر لال سمندر میں ان کو ہلاک کر کے اُن سے بدلا نہیں لیا۔ (دیکھو خروج کی کتاب۔ ۱۴ باب) کیا جب ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا اور یوحنا کے بھائی کو تلوار سے قتل کر دیا اور جب دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند آئی ہے تو پطرس کو بھی گرفتار نہیں کر لیا اور قید نہیں کر دیا اور نگہبانی کیلئے چار سپاہیوں کو پہرے پر نہیں رکھا۔ اس ارادے سے کہ اُس کو جان سے مار ڈالے تو کیا میں نے آخر بدلا نہیں لیا؟ کیا ہمیں یاد نہیں کہ تھوڑے دنوں کے بعد جب وہی ہیرودیس شاہانہ پوشاک پہن کر لوگوں سے کلام کرتا تھا تو میرے فرشتے نے اُسے ایسا مارا کہ وہ کیڑے پڑ کر مر گیا؟ (دیکھو اعمال ۱۲: ۱-۲۳) خدا اپنے وقت پر اپنا انصاف ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے مظلوم اور ستائے ہوئے بندوں کا انصاف کرتا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے جو اے عزیزو" اپنا انتقام نہ لو۔ بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے۔ انتقام لینا میرا کام ہے۔ بدلا میں ہی دوں گا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اُس کو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائے گا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے ذریعہ بدی پر غالب آؤ"۔ (رومی ۱۲: ۱۹-۲۱)

۳۔ خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہ ماننا سخت گناہ ہے۔ اسی سبب سے پولوس اُس کے نہ ماننے والوں کو صاف صاف طور پر آگاہ کرتا ہے۔ کہ جو انجیل کو

نہیں جانتے اُن کو خدا سزا دے گا۔ صرف انجیل کو سنتے یا پڑھتے یا پڑھاتے رہنا اور تعریف بھی کرنا کہ ہاں اس کی تعلیم نہایت خوب ہے۔ کہ وہ عجیب باتوں سے بھری ہوئی ہے اور کہ وہ سچی اور ماننے کے لائق ہے۔ اور اس زبانی جمع خرچ کو کافی سمجھنا محض نادانی ہے۔ جب تک ہم سننے۔ پڑھنے اور پڑھانے والے اُس کی باتوں کو عمل میں نہیں لاتے تب تک ہم یاد رکھیں کہ ہم خدا کی عدالت گاہ میں بے عذر اور بے قصور وار ٹھہرائے جائیں گے ۔ اس لئے جو باتیں ہم نے سنیں اُن پر اور بھی دل لگا کر غور کرنا چاہیئے تاکہ بہک کر اُن سے دور نہ چلے جائیں کیونکہ جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا تھا۔ جب وہ قائم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلا ملا۔ تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں؟ جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلے سے ہوا اور سننے والوں سے ہمیں پایہ ثبوت کو پہونچا۔ پس جب اُس کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی رہا ہوا معلوم ہو۔ کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سنائی گئی۔ لیکن سنے ہوئے کلام نے اُن کو اس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سننے والوں کے دلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا لیکن کلام پر عمل کرنے والے بنو نہ محض سننے والے جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ جو کوئی کلام کا سننے والا ہو اور اُس پر عمل کرنے والا نہ ہو وہ اُس شخص کے مانند ہے جو اپنی قدرتی صورت آئینے میں دیکھتا ہے ۔ مگر جو افرقہ انداز اور

اور حق کے نہ ماننے والے بلکہ ناراستی کے ماننے والے ہیں اُن پر غضب اور قہر ہوگا
اور مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئے گی۔ پہلے یہودی کی پھر یونانی کی
ہم ہرگز نہ بھولیں کہ فقط مسیح کا نام ہی لینا کافی نہیں۔ ضرور ہے کہ ہم اُس
کی انجیل کے حکموں کو بھی مانیں اور اس طرح ظاہر کر دیں کہ ہم اس کے سچے
پیرو ہیں۔

۴۔ پولوس نے اِن آیات میں خداوند یسوع مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر کر کے کتنوں
کو تسلی دی اور کتنوں کو خوف دلایا (دیکھو آیات ۷ سے ۱۰ تک) جو انجیل کے
ماننے والے ہیں اُن کے لئے مسیح کی آمد کا دن بڑی خوشی اور سرفرازی کا دن
ہوگا اور جو اس کے ماننے والے نہیں اُن کے لئے خوفناک اور غضبناک دن
ہوگا۔ مسیح نے خود صاف صاف اور طرح طرح سے اپنی دوسری آمد کی پیش خبری
دی اور اپنے شاگردوں اور سننے والوں کو سکھلایا کہ بعضوں کے لئے تو اس کا
پھر آنا خوشی کا دن ہوگا اور بعضوں کے لئے رونے کا۔ چنانچہ لکھا ہے "یہ اُس
آدمی کا سا حال ہے جو پردیس گیا ہوا ہے اور اُس نے گھر چھوڑتے وقت اپنے
نوکروں کو اختیار دیا۔ یعنی ہر ایک کو اُس کا کام بتا دیا اور دربان کو حکم دیا کہ
جاگتا رہ "پس جاگتے رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ گھر کا مالک کب آئے گا
شام کو یا آدھی رات کو یا مرغ کے بانگ دیتے وقت یا صبح کو ایسا نہ ہو کہ اچانک
آ کر وہ تم کو سوتا پائے۔ اور میں جو تم سے کہتا ہوں وہی سب سے کہتا ہوں کہ جاگتے

رہو ۲۲ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ
دن گھٹائے جائیں گے ۲۳ اُس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو۔ مسیح یہاں
ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا ۲۴ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے
ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو
برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں ۲۵ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے ۲۶ پس اگر
وہ تم سے کہیں کہ دیکھو۔ وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھریوں
میں ہے تو یقین نہ کرنا ۲۷ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندھ کر پچھم تک دکھائی دیتی
ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا ۲۸ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے
۲۹ اور فوراً اُن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔
اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے۔ اور
آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی ۳۰ اور اسوقت ابن آدم کا نشان آسمان
پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں
گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر
آتے دیکھیں گی ۳۱ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے
گا اور وہ اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف آسمان کے اس سرے سے
اُس سرے تک جمع کریں گے۔

۳۲ اب انجیر کے درخت سے ایک تمثیل سیکھو۔ جونہی اُس کی ڈالی نرم

ہوتی اور پتّے نکلتے ہیں تم جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے۔ اسی طرح جب تم اِن سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازے پر ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔ لیکن اُس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا۔ مگر صرف باپ۔ جیسا نوحؔ کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابنِ آدمؔ کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے تھے اور اُن میں بیاہ شادی ہوتی تھی اُس دن تک کہ نوحؔ کشتی میں داخل ہوا۔ اور جب تک طوفان آکر اُن سب کو بہا نہ لے گیا اُن کو خبر نہ ہوئی اسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔ اس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے۔ ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔ دو عورتیں چکی پیستی ہوں گی۔ ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی۔ پس جاگتے رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس دن تمہارا خداوند آئے گا۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب ہونے نہ دیتا۔ اس لئے تم بھی تیار رہو۔ کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آجائے گا۔ پس وہ دیانتدار اور عقلمند نوکر کونسا ہے جسے مالک نے اپنے نوکر چاکروں پر مقرر کیا تاکہ وقت پر انہیں کھانا دے؟ مبارک ہے وہ نوکر جسے

اس کا مالک اگر ایسا ہی کرتے پائے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اسے اپنے سارے مال کا مختار کر دے گا۔ لیکن اگر وہ خراب نوکر اپنے دل میں یہ کہہ کر کہ میرے مالک کے آنے میں دیر ہے۔ اپنے ہم خدمتوں کو مارنا شروع کرے اور شرابیوں کے ساتھ کھائے پئے۔ تو اس نوکر کا مالک ایسے دن کہ وہ اُس کی راہ نہ دیکھتا ہو اور ایسی گھڑی کہ وہ نہ جانتا ہو۔ آ موجود ہوگا۔ اور خوب کوڑے لگا کر اس کو ریاکاروں میں شامل کرے گا۔ وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔

۔ پس خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خمار اور نشے بازی اور اس زندگی کے فکروں سے سست ہو جائیں۔ اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے۔ کیونکہ جتنے لوگ تمام روئے زمین پر موجود ہوں گے اُن سب پر وہ اسی طرح آپڑے۔ پس ہر وقت جاگتے اور دعا مانگتے رہو۔ تاکہ تم کو ان سب ہونے والی باتوں سے بچنے اور ابنِ آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور رہو۔

۵۔ جو دعائیں آیات ۱۱ اور ۱۲ میں مرقوم ہیں وہ پولوس رسول اپنے اور کلسیئی بھائی بہنوں کے لئے ہر وقت مانگتا رہتا تھا۔ اُس کا ایسا کرنا ہمارے لئے نمونہ ہے۔ کہ ہم اپنے لئے اور اپنے مسیحی بھائی بہنوں کے لئے وہ ہی دعائیں مانگا کریں اوّل تو یہ کہ جس بلاوے اور مقصد سے خدا نے ہمیں بلایا ہے ہم اُس کے لائق چال چلنے کی طاقت اُس سے مانگا کریں اور دوم یہ کہ جو نیک خواہش ہمارے دل میں خدا اُن کو پورا کرنے کے لئے ہمیں طاقت دے اور سوم یہ کہ ہمارے

ایمان کی حقیقت ہمارے کاموں سے ظاہر ہو اور چہارم یہ کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا نام ہماری رفتار و گفتار اور روزمرّہ کے چال و چلن سے عزّت اور جلال پاوے اور پنجم یہ کہ ہم اُس میں اس طرح قائم رہیں کہ اُس کے ساتھ جلال بھی پاویں۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

۱۔ کیا مسیح کی خاطر میں دکھ اور ظلم اُٹھا رہا ہوں؟ اِن دکھوں میں میری تسلّی کیا ہے۔ کیا میں جس وقت ستایا جاتا ہوں اپنا مقدّمہ خدا کے ہاتھ میں حوالے کر دیتا ہوں کہ وہ ہی فیصلہ کرے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں آپ ہی فیصلہ کر لیتا ہوں اور بدلا لینے پر آمادہ ہو جاتا ہوں؟

۲۔ کیا دکھ اور مصیبت کے درمیان میں اپنے آنے والے اجر کا خیال کر کے تسلّی حاصل کرتا ہوں۔ کیا میں مصیبت میں گویا اندیکھے کو دیکھ دیکھ کر مضبوط بنا رہتا ہوں؟

۳۔ کیا میں ستائے ہوئے اور مظلوم مسیحی بھائی بہنوں کو دعا میں یاد کرتا ہوں؟ اور نہ صرف اُن کے لئے دعا کرتا ہوں کہ کس طرح میں اُن کی مدد کروں اور ظالموں کے ہاتھ سے چھڑاؤں؟

۴۔ کیا میں انجیل کے نہ ماننے والوں کو اُن کی بابت فکرمند ہو کر انہیں جتاتا

رہتا ہوں کہ وہ خطرے اور ہلاکت کی راہ پر چل رہے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک بے پرواہی ہی مجھ پر غالب ہے اور میں صرف ایسے ہی اوپر اوپر سے کہہ دیا کرتا ہوں کہ خیر بھائی مانو نہ مانو تمہاری خوشی ہے۔

دُعا

اے خداوند میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو دکھ اور مصیبت کے وقت مجھے نہیں چھوڑتا بلکہ میرے اندر ایک تسلی بخشنے والے کو بھیجتا ہے کہ وہ مجھے سمجھ بخشے اور آنے والے جلال کا پہلا پھل بخشے۔ کاش میں تسلی اور طاقت پا کر دکھیوں کو ہر طرح سے دلی تسلی پہنچاؤں اور اُن کی مدد کروں

۲تسلنیقی ۲:۱-۵

"وہ واقعات جو مسیح کی دوبارہ آمد سے پیشتر واقع ہونگے"

گذشتہ باب میں پولوس رسول نے اشارہ کیا کہ خدا کی عدالت کا خوفناک اور ہیبت ناک دن (ناراستوں کے لئے!) چلا آرہا ہے۔ اُس نے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی عدالت کا دن نہ آئے گا۔ جب تک خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر نہ ہو اور جو خدا کو نہیں

۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱-۵

اے بھائیو - ہم اپنے خُداوند یسوع مسیح کے آنے اور اُس کے پاس اپنے جمع ہونے کی بابت تم سے درخواست کرتے ہیں - کہ کسی روح یا کلام یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خداوند کا دن آپہنچا ہے تمہاری عقل دفعتہً پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ - کسی طرح سے کسی کے فریب میں نہ آنا - کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو - اور وہ گُناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو - جو مخالفت کرتا ہے - اور ہر ایک سے جو خُدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے - یہاں تک کہ وہ خُدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے - کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب میں تمہارے پاس تھا تو تم سے یہ باتیں کہا کرتا تھا ؟

پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا دے وہ خداوند کے چہرے اور اُس کی قدرت کے جلال سے دور ہو کر ابدی ہلاکت سزا پائیں گے اور یہ اُس دن ہوگا جب وہ اپنے مقدسوں میں جلال پانے اور سب ایمان لانے والوں کے سبب تعجب کا باعث ہونے کے لئے آئے گا (دیکھو پہلا باب ۷ - ۱۰ تک)

جس وقت پولوس رسول یہ خط لکھ رہا تھا تو خدا کی عدالت کے اُس غضب ناک دن اور مسیح کی دوبارہ آمد کے عجیب و غریب واقعات گویا اُس کی آنکھوں کے سامنے چمک اور بھڑک کے ساتھ گذر رہے تھے۔ بلکہ یوں کہئے کہ وہ اُس دن کی بھڑکتی ہوئی آگ کی روشنی میں لکھ رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہر وقت اپنے تسلنیقی نو مرید شاگردوں کے لئے دعا مانگتا رہتا تھا کہ جس وقت وہ غضب ناک دن آ ٹوٹے اور خداوند یسوع ظاہر ہووے تو وہ تیار پائے جائیں۔ ہاں اور وہ اُس میں قائم ہو کر اُس دن اس سے جلال حاصل کریں۔ بلکہ یہ کہ وہ دن ایسی عجائبات دکھلاوے کہ ان غریب لپست حال ستائے ہوئے شاگردوں کے وسیلے سے جلال کا بادشاہ جلال پاوے پس جب پولوس یہ خط لکھ رہا تھا اس وقت ستائے ہوئے شاگرد اس کے دل اور دماغ میں گھوم رہے تھے۔ اُن کے لئے اُس کی خواہش یہ تھی کہ جس مقصد سے خدا نے انہیں بلایا ہے اور اُن کو اپنے پیارے بیٹے کا نام

بخشا ہے وہ اُس سے واقف ہو جائیں اور اِس جہان اور اُس آنے والے جہان میں اسی مقصد کو پورا کرتے رہیں۔

دوسرے باب کے شروع میں پولوس اُن سے یہ کہتا ہے کہ ہاں مسیح کی دوسری آمد کا دن بے شک ہیبت ناک اور غضب ناک تو ہوگا مگر تمہارے لئے نہیں۔ تمہارے لئے بڑے جلال کا وقت ہوگا۔ پس اُس دن کی خبر سنکر تم ہرگز مت گھبراؤ۔ اور حال کے زمانے میں جو خوفناک واقعات دیکھنے میں آتے ہیں اُن سے یہ نتیجہ مت نکالو کہ گویا خداوند یسوع کا دن آن پہنچا ہے۔ اِس خبر کی شہرت سن کر مناسب نہیں کہ تمہاری عقل دفعۃً پریشان ہو جائے اور تم گھبرا اٹھو۔ وہ دن نہ آئے گا جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص یعنے ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو (دیکھو آیت ۳)

غالباً کسی نے تسلنیقی مسیحوں کے درمیان یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ مسیح کا دن آ پہنچا ہے اور یہ بات بھی اُن کے کانوں تک پہنچا دی کہ پولوس رسول خود بھی اسی قسم کی باتیں کہتا ہے اور بعض یہ بھی کہنے کو تیار ہو گئے کہ ہم نے خود اُسے ایسا کہتے سنا ہے کہ فلاں بھائی کو اس نے خط لکھا ہے جس میں اُس نے بھی باتیں لکھ بھیجی ہیں۔ اُس کا کہنا یہ ہے کہ خداوند کا دن ہے اور کہ اب ہی اُس خوفناک دن کا شروع ہے۔ پولوس اِن آیتوں میں ایسی افواہوں کی مخالفت کرتا ہے اور اپنے مسیحی بھائیوں سے کہتا

ہے کہ بھائیو میں نے کبھی کسی سے اس قسم کی باتیں نہیں کہیں اور نہ کسی کو لکھا کہ خداوند کا دن آپہنچا ہے۔ یہ میرا خیال ہرگز نہیں۔ تم فریب نہ کھاؤ یاد رکھو کہ مسیح کا دوبارہ آنا نہ ہوگا جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو (دیکھو آیت ۳) اور اسی برگشتگی کا آیات ۳ اور ۴ میں اشارہ کرتا ہوا پولوس انہیں یاد دلاتا ہے کہ جب تسلنیقی میں میں تمہارے ساتھ تھا تو میں نے خود زبانی تم سے اس برگشتگی کا صاف صاف ذکر کیا تھا۔ یہ تو ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اس نے ان کے درمیان ہوتے ہوئے اس برگشتگی کے بارے میں کیا کیا کہا۔ لہٰذا اس برگشتگی کے یقینی اور صحیح معنی نکالنا مشکل ہے۔ البتہ اتنا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس برگشتگی کے زمانے کی طرف پولوس اشارہ کرتا ہے وہ اس وقت تک تو نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس وقت سے لے کر اب تک زمانہ بزمانہ کبھی کبھی ایسا معلوم ہوا ہے کہ وہ زمانہ آپہنچا۔ یہاں تک کہ بعض مسیحیوں کو یہ یقین ہوگیا کہ بس! جس برگشتگی کے زمانے کی پولوس نے پیشگوئی کی وہ اب آگیا۔ اس دن کے نشانات اب ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ اب ہمیں یقین ہے کہ اس عظیم الشان دن کے سیاہ بادل اب نزدیک آتے جاتے ہیں لیکن دیکھنے میں یہ آیا کہ ایسے خیالی سیاہ بادل بارہا دور گئے اور برگشتگی کا دن درحقیقت نہیں آیا۔

ان آیات میں پولوس چند نشانات کا ذکر کرتا ہے جن سے وہ برگشتگی

کا زمانہ پہچانا جائے؟ اول تو یہ کہ جب تک یہ برگشتگی نہ ہووے۔ تب تک خداوند کا دن نہ آئے گا۔ اور کہ اِس برگشتگی کا تعلق اُس شخص سے ہے جو گناہ کا شخص اور ہلاکت کا فرزند کہلاتا ہے۔ گناہ اُس شخص میں مجسم ہوگا جیسا خدا کا کلام خداوند یسوع مسیح میں مجسم ہوا۔ اور وہ اِسی سبب کلام اللہ کہلایا اور اب تک اُس کا یہی نام ہے۔ اسی طرح اس شخص میں شیطان کا کلام مجسم ہوگا اور وہ پورا شیطان کا بندہ ہوگا اور شیطانی روح کے پورے بس میں ہوگا۔ وہ گناہ کا پھیلانے والا ہوگا اور ایک حقیقی شخص ہوگا نہ کہ کوئی اندیکھی تاثیر۔ اور ہلاکت کا فرزند اسی سبب سے کہلائے گا۔ کہ اس کے پیرو سب کے سب ہلاکت کا شکار ہوں گے۔ اور سچ پوچھئے تو یہوداہ اسکریوتی جیسے شخص اُس آنے والے گناہ کے شخص اور ہلاکت کے فرزند کا پیش نشان ہیں۔ ہم یاد کریں کہ مسیح نے خود اِس شخص کو یہی نام دیا۔ اپنی دعا میں اُس نے فرمایا۔ "اے قدوس باپ جب تک میں اُن کے ساتھ رہا میں نے تیرے اُس نام کے وسیلے جو تو نے مجھے بخشا اُن کی حفاظت کی۔ میں نے اُن کی نگہبانی کی اور ہلاکت کے فرزند کے سوائے اُن میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا تاکہ کتاب مقدس کا لکھا پورا ہو" (دیکھو یوحنا ۱۷: ۱۲) اس میں کیا مشکل ہے کہ ہم یقین کریں کہ پولوس نے خداوند یسوع سے یہ نام "ہلاکت کا فرزند" سیکھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس شخص کی طرف پولوس یہاں اشارہ کرتا ہے وہ یہودی قوم ہی سے ہوگا

یہ بھی قابل اعتبار ہے کہ وہ دین داری کی صورت اختیار کرے گا جیسا یہوداہ اسکریوتی نے کیا۔ وہ بارہ رسولوں میں سے ایک تھا۔ اسی طرح یہ آنے والا ہلاکت کا فرزند شاید مسیح کے پیروؤں میں شامل ہو کر ان کا پکڑوانے والا ہوگا۔ کیا ہو نہیں سکتا کہ برگشتگی کے وقت وہ یروشلیم کی مقدس ہیکل میں بیٹھ کر بنی آدم کی عقل کو یہاں تک اندھا کر دے کہ وہ اس کو خدا کی جگہ ماننے لگ جائیں؟ پولوس نے اِس خط میں یہ تو ظاہر نہیں کیا کہ بلا کسی شک کے یہ شخص ضرور بہ ضرور یہودی قوم سے نکلے گا اور اس نے دعوے کے ساتھ ہمیں یہ بھی نہیں بتایا کہ یہوداہ اسکریوتی درحقیقت اس شخص کا پیش نشان تھا۔ سبب اس کا یہ کہ اس نے زبانی طور پر اُن کے درمیان ہوتے ہوئے اِس امر کا مفصّل بیان کیا تھا۔ لہذا اُس نے کچھ ضرورت نہ سمجھی کہ پھر دوبارہ تحریری صورت میں وہ ہی بیان اِس خط میں انہیں لکھ بھیجے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس حال کہ تسلنیقی کلیسا میں یہودی نومُرید بھی شامل تھے۔ لہذا اس نے درست نہ سمجھا کہ بار بار اُن کی قوم کی آنے والی برگشتگی اور بربادی کی باتوں کو لوہے کی طرح پیٹتا چلا جائے۔

وہ نیک سمجھ دار اور رحم دل طبیب کی مانند تھا جو نمک زخم پر برابر چھڑکتا نہیں رہتا۔ اور جو بیمار کو اُس کی سخت اور مہلک بیماری کے بارے میں خبردار کرنے کے لئے نرمی اور اشاروں سے کام لیتا ہے۔ پولوس کا حال ایسا ہی

تھا۔ اُس نے اپنے ہی قوم کے یہودی مسیحیوں کا خیال کر کے اس قومی برگشتگی کا ذکر صرف اشارے اور کنائے ہی سے کیا۔ پھر بھی یاد ہے کہ پولوس کے دنوں میں یہودی اُس کے جانی دشمن تھے۔ جس جس شہر یا ملک میں اس نے انجیل سنائی وہاں وہاں انہوں نے اُس کی سخت مخالفت کی۔ وہ رومی اور یونانی حاکموں کو اُس کے خلاف اُکسا دیتے تھے کہ پولوس اور مسیح کے پیرؤوں کو قید خانے میں ڈالیں بلکہ جان سے ماریں بلکہ بعض قعوں پر وہ ان مسیحیوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیتے تھے۔ چنانچہ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ہمیں ایک ایسی نظیر ملتی ہے جس کا تعلق اسی شہر تسلنیقی سے تھا۔ ہم پڑھتے ہیں کہ جب پولوس اور سیلاس پہلے پہل اِس شہر میں مسیح کی بشارت سنانے کو آئے اور کتنے یہودی مسیح کے پیرو ہو گئے تو دوسرے یہودیوں نے حسد میں آکر بازاری آدمیوں اور بدمعاشوں میں سے کتنوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور یاسون کے گھر کو گھیر لیا یہ گمان کر کے پولوس وہیں ہے۔ اور جب اُنہیں نہ پایا تو یاسون اور اور بھائیوں کو شہر کے حاکموں کے پاس چلاتے ہوئے کھینچ لے گئے اور شہر بھر میں ایک بڑا ہنگامہ اور فساد برپا کر دیا اور حاکموں کے سامنے یہ دہائی دینے لگے کہ یہ جنہوں نے جہان کو باغی کر دیا ہے یہاں بھی آئے ہیں اور یاسون نے انہیں اپنے ہاں اُتارا ہے اور یہ سب کے سب جو اپنے

آپ کو مسیحی کہتے ہیں قیصر کے حکموں کی مخالفت کرتے اور کہتے ہیں کہ بادشاہ تو اور ہے یعنی یسوع۔ یہ سنکر عام لوگ اور شہر کے حاکم گھبرا گئے اور آخر کو یاسون اور باقیوں کو جب چھوڑا تو اُن سے ضمانت لے کر یہ کیا (دیکھو اعمال ۱۷: ۵-۹) ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ جب تسلنیقی کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ پولوس بریا میں خدا کا کلام سناتا ہے تو وہاں بھی جاکر انہوں نے لوگوں کو اُبھارا اور ان میں بے طرح کھلبلی ڈال دی۔ ایسا کہ پولوس کو وہاں سے جان بچاکر بھاگنا پڑا (دیکھو اعمال ۱۷: ۱۳-۱۴) ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ جب پولوس شہر قرنتس میں آیا اور کلام سنانے کا جوش اس میں اُبلنے لگا تو وہ یہودیوں کے سامنے گواہی دینے لگا کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے (دیکھو اعمال ۱۸: ۵-۶) اس کے بعد ہی ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ جب گلیو اخیاہ کے صوبے کا حاکم مقرر ہوا تو یہودی ایکا کر کے پولوس پر چڑھ آئے اور عدالت میں لے جاکر کہنے لگے کہ یہ شخص لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ شریعت کے برخلاف خدا کی پرستش کریں۔ اور جب پولوس نے کلام کرنا چاہا تو گلیو نے یہودیوں سے کہا "اے یہودیو! اگر کچھ ظلم یا بڑی شرارت کی بات ہوتی تو واجب تھا کہ صبر کرکے میں تمہاری سنتا۔ لیکن جب یہ ایسا سوال ہے جو لفظوں اور ناموں اور خاص تمہاری شریعت سے علاقہ رکھتا ہے

ہم ہی جانو۔ میں ایسی باتوں کا منصف بننا نہیں چاہتا (دیکھو اعمال ۱۸: ۱۲-۱۵)
اس طرح پولوس اِس رومی حاکم کی منصف مزاجی کے سبب اپنے ہم قوم والوں
کے چنگلوں سے چھوٹ گیا۔ اب ایک اور ماجرا سنئے۔ جب یروشلیم کی
ہیکل میں پولوس عبادت کر رہا تھا تو آسیا کے یہودیوں نے اُسے ہیکل
میں دیکھ کر عام لوگوں کے درمیان ہلچل مچادی اور یہ چلا کر اُسے پکڑ
لیا کہ اے اسرائیلو! مدد کرو۔ یہ وہی آدمی ہے جو ہر جگہ سب آدمیوں
کو امت اور شریعت اور اِس مقام کے خلاف سکھاتا ہے۔ اس پر
تمام شہر میں ہنگامہ ہوگیا اور لوگ دوڑ کر جمع ہوئے اور پولوس کو پکڑ
کر ہیکل کے باہر گھسیٹ کر لے گئے اور جب اسے قتل کرنا چاہتے
تھے تو اوپر قلعے میں پلٹن کے سردار کے پاس خبر پہونچی کہ تمام یروشلیم
میں کھلبلی پڑگئی ہے۔ وہ اُسی دم سپاہیوں اور صوبہ داروں کو لے کر
اُن کے پاس نیچے دوڑا آیا اور وہ پلٹن کے سردار اور سپاہیوں کو
دیکھ کر پولوس کی مارپیٹ سے باز آئے تس پر بھی یہودی لوگوں کی
بھیڑ یہ چلاتی ہوئی پولوس کے پیچھے پڑی رہی کہ اس کا کام تمام کرو (دیکھو اعمال
۲۱: ۲۷-۳۶) پولوس کے خداوند کے ساتھ بھی یروشلیم کے باشندوں
نے مخالفت کا برتاؤ کیا تھا۔ انہوں نے اُس کی تعلیم کو رد کر دیا۔ بار بار
اُسے پتھراؤ کرنا چاہا اور وہ اس وجہ سے کہ اُس نے کہا تھا کہ میں مسیح

ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں۔ اُسکا یہ دعوےٰ اُنہوں نے کفر سمجھا اور
اُسے مار ڈالنا چاہا۔ آخر کار اُسکے شاگرد یہودی اسکویونی کو روپیہ دیکر
اُنہوں نے اُسے پکڑ لیا۔ اپنی قوم کے بزرگوں اور صدر عدالت کے
سامنے لے گئے اور اُس سے پوچھا کہ کیا تو مسیح۔ خدا کا بیٹا ہے؟
اُس نے جواب دیا کہ تم ہی خود کہتے ہو کیونکہ میں ہوں۔
(دیکھو لوقا ۲۲: ۶۶-۷۱) یہ سُنکر یہودی قوم کے سردار کاہن نے
اپنے کپڑے پھاڑے اور کہنے لگا کہ اِس نے کفر بکا ہے۔ اب
ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی۔ دیکھو تم نے خود ابھی یہ کفر
سُنا ہے۔ تمھاری کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ قتل کے
لائق ہے۔ پھر وہ اُسے باندھکر رومی حاکم پلاطوس کے سامنے لے گئے
کہ وہ اُسے صلیب دئے جانے کا حُکم دے۔ مگر اُس نے یہودی
بزرگوں سے سوال کیا۔ کیوں اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟ مگر وہ
اور بھی چلّا چلّا کر بولے کہ اُسکو صلیب دی جائے۔ جب پلاطوس نے
دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اُلٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لیکر
لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے
خون سے بری ہوں۔ تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب دیکر کہا کہ
اسکا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اسپر پلاطوس حاکم نے

برابا کو اُن کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالے کر دیا تاکہ صلیب دی جائے (دیکھو متی ۲۷: ۲۳-۲۶-

اِن ساری نذیروں کے پیش کرنے سے ہماری غرض کیا؟ یہ کہ یہودیوں نے بے طرح مسیح اور اُسکے شاگردوں کا خون بہایا۔ اور آخر اُنہیں ہیبت ناک بدلا مِلا۔ بلکہ مل رہا ہے اور ملیگا۔ خُدا کے پاک روح نے یہودی ہیکل سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ سو کیا تعجب ہے اگر ہم مان لیں کہ گناہ کا شخص اور ہلاکت کا فرزند ہیکل اور یہودی قوم سے نکلیگا اور کہ ویسا ہی واقعہ ہوگا جیسا پولوس اِن آیات میں اشارہ کرتا ہے کہ وہ شخص خدا اور ہر معبود سے اپنے آپ کو بڑا ٹھہرائیگا یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھکر خدائی کا دعویٰ کریگا (دیکھو آئت ۴)

بعض مسیحی یہ خیال کرتے ہیں کہ جس شخص کی طرف پولوس اشارہ کرتا ہے اور اُسے "گناہ کے شخص" کا نام دیتا ہے وہ رومی کیتھولک کلیسیا کا سرو سردار پوپ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پوپ ایسے بڑے بڑے بول بولتا ہے یہاں تک کہ وہ خُدا کی جگہہ میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خُدا ظاہر کرتا ہے۔ پر یہ خیال غلط ہے۔ ہم یہ تو ماننے کو تیار ہیں کہ اِن آیات میں بعض پوپوں کی اصل تصویر موجود ہے پر ایسے بھی پوپ ہوئے ہیں جو نہایت نیک بڑے پاک اور لائق اور مسیح کے بندے تھے۔ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ پوپ

پادشاہی انتظام اختیار کر کے اپنے آپ کو کل سلاطین سے اعلیٰ اور بالا بنا کر دکھلا یا تو بھی اِن آیات پر تو غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایسی انتظامی حکومت کا اشارہ نہیں بلکہ ایک خاص شخص کا ذکر اور اشارہ ہے۔ بلکہ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ روم شہر کے سینٹ پطرس گرجہ گھر میں بیٹھ کر دُنیا بھر کے مسیحیوں پر پوپ اپنے اختیار کا حق جتلاتا ہے تو بھی یہ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ روم کا سینٹ پطرس گرجہ اور ہے اور یروشلم کی ہیکل اور۔ اِن کو خلط ملط کر دینا درست نہیں۔ اور حالانکہ گذشتہ صدیوں میں روم کے پوپوں نے یروشلم کی ہیکل کو اپنے قبضے میں لانے کی بڑی کوشش کی تو بھی اُنکی ساری تدبیریں ادھوری ٹھیریں۔ گیارھویں صدی سے چودھویں صدی تک کروسیڈ کے لشکروں کو بار بار بھیج کر اُنہوں نے جان توڑ کر کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح شہر یروشلم کو اپنے قبضے میں لائیں مگر اُن کی ایک نہ چلی۔ بات یہ ہے کہ جس "گناہ کے شخص" کی طرف پولوس رسول اِن آیات میں اشارہ کرتا ہے وہ سینٹ پطرس کے گرجہ گھر کے اندر نہیں پر شہر یروشلم کی ہیکل میں بیٹھ کر دعوے کریگا کہ لوگوں پر اُس کی بندگی اور فرمانبرداری لازم ہے۔ ایسا کرنا صرف خدا ہی کی طرف سے لوگوں پر لازم ٹھہرتا ہے۔ اب جس حال کہ نہ کبھی کسی پوپ نے

شہر یروسلم کی ہیکل میں بیٹھ کر کبھی اِس قسم کا کوئی دعوے نہیں کیا لہٰذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رومی پوپ جو ابتک گذشتہ صدیوں میں ہوئے ہیں یا آنے والی صدیوں میں برپا ہونگے اُن میں سے کسی کی تصویر اِن آئتوں میں کھینچی نہیں گئی۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ تصویر جو اِن آئتوں میں پیش کی گئی وہ نہ تو کسی خاص قوم کی نہ کسی خاص دیش کے مسیحیوں کی آگاہی کے لئے کھینچی گئی۔ اور نہ ہی خاص طور پر یہودی قوم یا غیر اقوام کو ہوشیار اور چوکنّا کرنے کے لئے کھینچی گئی۔ ایک آگاہی البتّہ صاف طور پر دی گئی کہ اِس زمانے میں اور ہر زمانے میں جب تک مسیح دوبارہ نہ آوے بُرائی لگاتار بڑھتی جائیگی یہاں تک کہ آخرکار سراسر برگشتگی کی نوبت پہنچ جائیگی۔ چنانچہ مسیح نے خود بذریعہ ایک تمثیل صاف بتلایا کہ آسمان کی بادشاہت اُس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا۔ مگر لوگوں کے سوتے میں اُسکا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو کر چلا گیا۔ پس جب بالیں آئیں اور پتیاں دکھلائی دیں تو کڑوے دانے بھی ظاہر ہوئے۔ گھر کے مالک کے نوکروں نے آکر اُس سے کہا۔ اے خداوند کیا آپ نے خود اپنے کھیت میں اچھے بیج نہ بوئے تھے۔ پھر اُس میں کڑوے دانے

کہاں سے آ گئے۔ اُس نے اُن سے کہا یہ کسی دشمن نے کیا ہے۔ نوکروں
نے اُس سے کہا تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہم جا کر اُنہیں جمع کریں۔ اُس نے
کہا نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانوں کو جمع کرنے میں تم اُن کے
ساتھ گیہوں بھی اُکھاڑ لو۔ فصل تک تو دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور فصل کے
وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دونگا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور
جلانے کیواسطے اِن کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کھتے میں جمع کردو۔
مسیح کے شاگرد یہ تمثیل سُنکر اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ
تمثیل ہمیں سمجھادے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونے والا
ابن آدم ہے اور کھیت دُنیا اور اچھے بیج بادشاہت کے فرزند اور
کڑوے بیج شریر کے فرزند ہیں۔ جس دشمن نے اُنھیں بویا وہ ابلیس
ہے اور فصل دنیا کا آخر اور کاٹنے والے فرشتے۔ پس جیسے کڑوے
دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں ویسے ہی دُنیا
کے آخر میں ہوگا۔ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وہ سب ٹھوکر
کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو اُس کی بادشاہت میں سے
جمع کرینگے اور اُنہیں آگ کی بھٹی میں ڈال دینگے۔ وہاں رونا
اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ اُسوقت راستباز اپنے باپ کی
بادشاہت میں آفتاب کی مانند چمکینگے۔ جس کے کان ہوں وہ

سُن ے (دیکھو متی ۱۳: ۲۴-۳۰ اور ۳۶-۴۳- اور مقابلہ کرو ۴۷-۵۲)

جو لوگ مسیح کی یہہ آگاہی سُنکر بے پرواہی دکھلاتے ہیں اور اور اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوتے ہیں وہ کڑوے دانوں کی مانند ہیں اور ابلیس یعنی شیطان کے فرزند ہیں- اور اِن آیات میں جس شخص کو پولوس "گناہ کا شخص" یعنے "ہلاکت کا فرزند" کہتا ہے وہ بنی آدم کے دلوں میں کڑوے دانوں کا بونے والا ہے اور جو لوگ اُسکی کڑوی باتوں کو اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہیں وہ اُس شریر شخص کے پیرو ہیں اور جیسا آخر میں کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں- اِسی طرح اس دنیا اور اس زمانے کے آخر میں ہوگا- مسیح کے مخالف اُس کی کلیسیا اور بادشاہت میں سے جمع کئے جائینگے اور ہلاک کئے جائینگے- پس مسیحی بھائیو اور بہنو خبردار ہو جاؤ اور جاگتے رہو- یاد رکھو کہ ہمارا دل کھیت کی مانند ہے- پس شیطان کو کڑوے دانے اپنے دلوں کے اندر بونے مت دو- سنو- شیطان کے کڑوے بیج کیا ہیں- حرام کاری- ناپاکی- شہوت پرستی- بت پرستی- جادو گری- عداوتیں- جھگڑا- حسد- غصّہ- تفرقے- جدائیاں- بدعیش- بدخواہی- بدگوئی- بے رحمی- بغض- نشے بازی-

ناچ رنگ۔ مکّاری یخودی۔ عہد شکنی۔ بے وفائی اور ہر طرح کی بدمعاشی فریب نہ کھاؤ یاد رکھو۔ خدا کا کلام ایسے کام کرنے والوں کے خوفناک انجام کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یہ کہ "خدا ٹھٹھوں میں اُڑایا نہیں جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے۔ وہی کاٹیگا۔ جو کوئی اپنے جسم کے لئے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا" (دیکھو گلیتی ۶: ۷-۸)۔ "اے بھائیو! خبردار۔ تم میں سے کسی کا ایسا بُرا بے ایمان دِل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے۔ بلکہ جس روز تک "آج کا دن" کہا جاتا ہے۔ ہر روز آپس میں نصیحت کیا کیا کرو۔ تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت بے دل نہ ہو جائے" (دیکھو عبرانی ۳: ۱۲ و ۱۳)

حاصِل کلام (۲:۱-۵)

خداوند یسوع کی دوبارہ آمد کی خبر اُس کے سچّے پیروں کے لئے پریشانی اور گھبراہٹ کی نہیں بلکہ نہایت خوشی کی خبر ہے۔ پولوس کے دنوں میں تسلنیقی شہر کے کتنے مسیحی یہ خبر پاکر (جو اُس وقت غلط تھی) کہ مسیح آپہنچا ہے گھبرا گئے۔ گذشتہ زمانوں میں بار بار کئی مسیحی گذرے ہیں جنہوں نے مسیح کے دوبارہ آنے کا خاص دن تک بتلا دیا اور اپنے بہت سے دوستوں اور بھائیوں کو گھبراہٹ میں ڈالدیا۔

پر جب وہ دن آیا اور چلا گیا تو اُنہوں نے خود ٹھوکر کھائی اور اوروں کو
بھی ٹھوکر کھلائی - خداوند یسوع نے خود اپنے شاگردوں کو اپنے آنے کے
وقت کا پتہ لگانے سے منع کیا۔ جس حال کہ وہ دِن صاف طور پر
ظاہر نہیں کیا گیا۔ اور اُن کو یہ کہہ کر جتایا۔ "اگر کوئی تم سے کہے کہ
دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے
نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور نشان اور عجیب کام دکھلائینگے تاکہ برگزیدوں
کو بھی گمراہ کردیں۔ لیکن تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ
پہلے ہی سے کہہ دیا ہے ...... آسمان اور زمین ٹل جائینگے۔ لیکن
میری باتیں نہ ٹلینگی۔ لیکن اُس دن یا اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں
جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے۔ نہ بیٹا مگر باپ۔ خبردار جاگتے اور دعا
مانگتے رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ وقت کب آئیگا" (دیکھو مرقس
۱۳: ۲۰-۳۷ و متی ۲۴: ۳۵-۴۴- لوقا ۲۱: ۲۵-۲۸ تک)

پولوس اِن آیات میں صاف سکھلاتا ہے کہ جب تک کہ پہلے
برگشتگی نہ ہو اور گناہ کا شخص ظاہر نہ ہو تب تک مسیح پھر نہ آویگا۔
اور اگر کوئی یہ کہے کہ خیر اگر یہی حال ہے تو اسکی کیا ضرورت ہے کہ
ہم مسیحی اپنے خداوند کی دوبارہ آمد کی برابر راہ دیکھتے رہیں جب
برگشتگی کی نشانیاں ظاہر ہونی شروع ہونگی اور گناہ کا شخص

موجود ہوگا تو جھٹ ہم مسیح کے پھر آنے کی انتظاری کرنے لگ جائینگے ہم ایسے سائلوں کو جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس برگشتگی کے آنے سے پیشتر مسیح کے شاگرد جو اُسوقت زندہ ہونگے اُٹھائے جائینگے۔ اسطرح دنیا سے علیحدہ کرکے وہ آسمان میں مسیح کی ملاقات کے لئے اُٹھائے جائینگے۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں۔ "جب خداوند خود آسمان سے اُتر آئیگا تو پہلے مسیح میں موئے ہوئے جی اُٹھینگے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اسطرح ہم ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہینگے۔ پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلّی دیا کرو" (دیکھو اتسلنیکیوں ۴: ۱۵-۱۸) پس ظاہر ہے کہ جب یہ خاص برگشتگی دنیا میں پھیلنے لگیگی اور جب "یہ گناہ کا شخص" یعنے ہلاکت کا فرزند ظاہر ہوگا تو مسیح کے پیرو چاہے وہ سوئے ہوں چاہے زندہ ہوں۔ اُسوقت ناگہاں اُٹھائے جائینگے۔ پس ہمارے لئے تسلّی بخش بات کیا۔ یہ کہ اُسوقت چاہیئے ہم مقدس مرحومین میں شامل ہوں یا مبارک زندوں میں شامل ہوں ہم اُس برگشتگی کی ہیبت ناک اور خوفناک بلاؤں سے بچا لئے جائینگے۔

کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا اِس دنیا میں بھلائی بڑھتی جاتی ہے یا بُرائی؟ کیا بنی آدم زیادہ نیک ہوتے جاتے ہیں یا بُرے جواب یہ ہے کہ دونو ساتھ ساتھ اِس زمانے کے تمام ہونے تک بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ ایسا ہی ہوتا رہیگا جب تک کہ مسیح پھر نہ آوے۔ عین جس طرح اگر اچھے اور بُرے بیج زمین میں بو دئے جائیں تو دونو فصل کے دن تک ساتھ ساتھ بڑھتے رہتے ہیں۔ اِسی طرح اس زمانے میں جب تک کہ مسیح پھر نہ آوے بھلے اور بُرے آدمی ایک ساتھ باعتبار اپنی طبیعت و خصلت اس دُنیا میں جڑ پکڑ کر بڑھتے رہینگے اور بھلا اور بُرا پھل لاتے رہینگے۔ بشپ رائل صاحب کا اعتقاد ہے کہ ہمارے خداوند یسوع کی دوسری آمد وہ بڑا واقعہ ہوگا جو حال کے زمانے کو موقوف کر دیگا اور مناسب ہے کہ اُس بڑے واقعہ کے لئے ہم روز آہ کھینچتے ہوں؟ انتظار کیا کریں اور دعا مانگتے رہیں۔ "اے خداوند یسوع"۔ "اُے کاش! تیری بادشاہت آوے"۔ ہم جو مسیحی ہیں گذشتہ پر نظر کرتے ہوئے اپنے خداوند یسوع پر نظر کرتے ہیں جس نے ہمارے لئے صلیب پر اپنی جان قربان کر دی۔ اِسی طرح مناسب ہے کہ بلا چون وچرا ہم آیندہ کی طرف نظر دوڑاتے ہوئے اپنے خداوند کو ایمان کی آنکھوں سے

دوبارہ آتے دیکھتے رہیں۔ (یوحنا ۱۴: ۲ و ۲ تمطاؤس ۴: ۸ ۲
پطرس ۳: ۱۲ طیطس ۲: ۱۳ افرینئق ۱۱-۲۶) پھر اسی نسبت صاحب
کا یہ بھی یقین ہے کہ جہان کبھی کلیتہً مسیح کو قبول نہ کریگا۔ باوجود
مسیحی خادم الدینوں کی محنت کے جب تک یہ زمانہ قائم ہے
گیہوں اور کڑوے دانے ساتھ ساتھ اُگینگے اور بڑھینگے اور
جب آخری وقت آوے تو دُنیا کا حال کچھ ویسا ہی ہوگا جیسا نوح
کے دنوں میں تھا۔ جب طوفان نے آکر سب کو گھیر لیا۔ (متی ۱۳:
۲۴-۳۰ و لوقا ۱۷: ۲۰-۳۶ و متی ۲۴: ۳۷-۴۷) موجودہ زمانے
میں جہان کی یہ بے اعتقادی جو ہر چہار طرف پھیل رہی ہے۔
دنیداری کی یہ ظاہرا صورت اور یہ شرارت جو ہر ملک میں نظر
آتی ہے۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کی نسبت خدا کا کلام سکھاتا
ہے کہ اِن کا برپا ہونا ضرور ہے۔ ہم کو بیشتر سے نبوت کی راہ
سے صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مصیبتوں کا وہ زمانہ آئیگا
جب لوگ ایمان چھوڑ بیٹھینگے۔ بدکار زیادہ اور زیادہ بدکاریوں
میں لگے رہینگے اور بہتوں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی اور آخرکار
برگشتگی بھی اپنے کمال کو پہنچ جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک بدکار
شخص خدا کی ہیکل میں بیٹھکر اپنے آپ کو خدا بتلائیگا ایسی باتوں کے

سبب ہرگز نہ چاہئے کہ ہم خدا کے کلام کی سچائی پر شک کریں بلکہ برعکس ہم یہ قابلیت حاصل کریں کہ اِن سے خدا کے کلام کو تقویت ہوتی ہے۔ بیشک اُنکے دیکھنے سے ہمارے دِلوں کو رنج اور افسوس تو ہوتا ہے۔ پر اگر یہ باتیں ہمیں بائیبل میں بتائی نہ جاتیں تو اِن کے ظاہر ہونے پر شاید ہم یہ خیال کر بیٹھتے کہ بائیبل سچی کتاب نہیں ہے اِس دُنیا کی خرابیاں دیکھتے ہوئے مسیح اور اُسکی مقدّس انجیل کی پیشینگوئیوں کو ہم پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اسطرح ہم اپنے ایمان میں تقویت پاتے ہیں کہ خدا کا کلام سچا اور اعتبار کے لائق ہے۔ پولوس نے اپنے جوان شاگرد طمطاؤس کو لکھتے ہوئے بے دینی کے بڑھ جانے کے متعلق یہ پیشینگوئی لکھ بھیجی: یعلیکن یہ جان رکھ کہ اخیر زمانے میں بُرے دن آئینگے۔ کیونکہ آدمی خودغرض زردوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکر ناپاک۔ محبّت سے خالی۔ سنگ دل۔ تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تندمزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔ ڈھیٹھ۔ گھمنڈ کرنے والے۔ خدا کی نسبت عیش وعشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہونگے۔ وہ دینداری کی صورت تو رکھینگے۔ مگر اُس کے اثر کو قبول نہ کرینگے۔ ایسیوں سے بھی کنارہ کرنا۔

دیکھو ۲ طمطاؤس ۳: ۱-۵) پھر اسی خط میں پولوس اپنے پیارے شاگرد طمطاؤس کو ایسی ہی باتوں کی نسبت خبردار اور آگاہ بھی کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ "بُرے اور دھوکے باز آدمی فریب دیتے اور فریب کھاتے ہوئے بگڑتے چلے جائینگے۔ مگر تو اِن باتوں پر جو تو نے سیکھی تھی اور جن کا یقین تجھے دلایا گیا تھا۔ یہ جانکر قائم رہ کہ تو نے اُنہیں کن لوگوں سے سیکھا تھا۔ اور تو بچپن سے اُن پاک نوشتوں سے واقف ہے جو تجھے مسیح یسوع پر ایمان لانے سے دانائی بخش سکتے ہیں۔ ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے کلام سے ہے۔ تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے" (دیکھو ۲ طمطاؤس ۳: ۱۳-۱۷)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

کیا میں پولوس کے نمونے پر اپنے مسیحی بھائیوں سے مسیح کی دوبارہ آمد کا چرچا کیا کرتا ہوں؟ یا کیا میں اُس کی دوسری آمد کا کچھ خیال نہیں کرتا اور نہ اپنی گفتگو اور نہ اپنی تعلیم یا منادی میں اس کا کچھ ذکر کرتا ہوں؟ اور اگر میں ایسا نہیں کرتا تو اِسکی وجہ کیا ہے

کیا میرے لئے مسیح کی دوبارہ آمد کی تعلیم باعث گھبراہٹ اور پریشانی ہے یا میں اسے تسلّی اور خوشی کا باعث سمجھتا ہوں؟ کیا میں یاد رکھتا ہوں کہ چاروں انجیلوں اور رسولوں کے خطوں میں مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق کثرت سے تعلیم میری آگاہی کے لئے موجود ہے اور اُن کا مقصد صرف یہ ہی ہے کہ میں اُن سے فائدہ اُٹھاؤں؟ پھر جس برگشتگی اور جس ہلاکت کے فرزند کے آنے کا تذکرہ اِن آیات میں پایا جاتا ہے وہ اِس لئے نہیں کہ میں پریشان ہوتا پھروں اور گھبرا جاؤں۔ بلکہ اس لئے کہ مجھے یہ قوی اُمید حاصل ہو کہ اِس برگشتگی سے پیشتر میں مسیح کے ملنے کے لئے دُنیا سے اُٹھا لیا جاؤنگا اور اُن ہیبت ناک ایام کی خرابیوں اور بلاؤں سے بچ جاؤنگا۔ کیا ایسی اُمید سے مجھے تسلّی ملتی ہے یا نہیں؟

دُعا

"اے خداوند یسوع جس وقت تو پھر آئے تو اپنے فضل سے مجھے یاد کیجیو اور اپنی لازوال بادشاہت میں مجھے جگہ دیجیو۔ تیری دوبارہ آمد کی نسبت جو غلط تعلیمیں رائج ہیں اُن سے مجھے بچا اور تیرے پھر آنے کے متعلق جو تسلّی اور دِل کی تیّاری کی

۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۶-۱۲

اب جو چیز اُسے روک رہی ہے۔ تاکہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہر ہو۔ اُس کو تم جانتے ہو۔ کیونکہ بے دینی کا بھید۔ تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے مگر اب ایک روکنے والا ہے۔ اور جب تک کہ وہ دور نہ کیا جائے۔ روکے رہیگا۔ اُس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا جسے خداوند یسوع اپنے مُنہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلی سے نیست کریگا۔ اور جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی۔ اِس واسطے کہ اُنہوں نے حق کی محبّت کو اختیار نہ کیا۔ جس سے اُنکی نجات ہوتی۔ اِسی سبب سے خدا اُن کے پاس گمراہ کرنیوالی تاثیر بھیجیگا۔ تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں۔ اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے۔ بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پائیں۔

تعلیمیں مجھے ملتی ہیں یا بخش دے کہ میں اُنھیں تجربہ سے سیکھوں
اور سمجھوں؟

۲ تسلینقی ۲: ۶-۱۲

روکنے والا اور اُسکا دور کیا جانا

۱

اوپر کی آیتوں میں پولوس رسول نے تسلینقی مسیحیوں کو یہ بتلایا تھا کہ خداوند یسوع کا دوبارہ آنا نہ ہوگا جب تک کہ برگشتگی نہ ہو اور گناہ کا شخص ظاہر نہ ہو (دیکھو آیات ۳ و ۴) اب وہ بتلاتا ہے کہ جب تک ایک روکنے والا دور کیا نہ جائے مسیح پھر نہ آویگا (دیکھو آیات ۶ سے ۸) وہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ بے دینی اس وقت بھی چپکے چپکے تاثیر کرتی جاتی ہے اور مسیح کے پھر آنے تک ایسا کرتی رہیگی۔ وہ ایسے بیدینی کا بھید بتلاتا ہے۔ اُسکی جڑیں نیچے پہنچتی جاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے پودے بھی کہیں کہیں سر اُٹھاتے نظر آتے ہیں۔ سمجھ دار اور تجربہ کار کسان ان چھوٹے چھوٹے پودوں کو دیکھکر اُن کی چھپی ہوئی جڑوں کو پہچان لیتا ہے۔ پولوس رسول ایسا ہی سمجھدار اور تجربہ کار شخص تھا اور وہ بے دینی کی چھپی ہوئی

جڑوں کو پہچان کر نتیجہ نکالتا ہے کہ یہ بیدینی بہت دنوں تک بڑھتی
رہیگی۔ پر جو شخص روحانی امور میں ناتجربہ کار یا بے خبر ہے وہ بے دینی
کے اس بھید کو سمجھ نہیں سکتا۔ پولوس یہاں بتلاتا ہے کہ اِس
چھپی ہوئی بے دینی کا ایک روکنے والا ہے اور جب تک یہ روکنے والا
دور کیا نہ جائے وہ اِس بے دینی کو روکے رہیگا۔ اب یہ سوال لازم
آتا ہے کہ یہ روکنے والا کون ہے اور کیا ہے؟ پہلی صدی میں کلیسیا
کے بہت سے بزرگوں اور معلموں کی یہ رائے تھی کہ جس روکنے والے
کا ذکر اور اشارہ پولوس اِن آیات میں کرتا ہے وہ رومی سلطنت
کا بادشاہ ہے اور انہوں نے اپنی اِس تفسیر کے ثبوت میں یہ کہا کہ
غور طلب بات ہے کہ پولوس کے دِنوں میں یہودی لوگ مسیحیوں کو
بہت دُکھ دیتے اور طرح طرح سے ستاتے تھے۔ وہ اُنہیں باندھ
باندھکر رومی حاکموں کے سامنے گھسیٹ لے جاتے تھے۔ لیکن
منصف مزاج رومی حاکم اکثر مسیحیوں پر رحم کرکے اُنہیں بے رحم
یہودیوں کے ہاتھ سے چھڑاتے تھے۔ اگر رومی حاکم اُن دنوں میں
رسولوں اور کلیسیا کے بزرگوں کو یہودیوں کے زور و ظلم سے
نہ بچاتے تو وہ سب نیست و نابود ہو جاتے۔ سو جب تک رومی
سلطنت قائم رہیگی وہ یہودیوں کی بے دینی کو روکے رہیگی اور

اِس طرح وہ چھپی رہیگی - مگر جب رومی سلطنت جاتی رہے تب یہ بے دینی اِس قدر بڑھ جائیگی کہ اِس یہودی قوم میں سے مسیحیوں کا ایک ایسا دشمن نکلیگا جو مثل یہوداہ اسکریوتی کے "ہلاکت کا فرزند کہلائیگا اور جو معلّم آج یہ رائے رکھتے ہیں کہ اِس روکنے والے سے رومی سلطنت اور رومی بادشاہت مُراد ہے اُن کا قول یہ ہے کہ پولوس رسول نے صاف صاف طور پر یہ نہیں بتلایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رومی بادشاہ یہ سُنکر ناراض ہو جائیں اور کہنے لگیں کہ دیکھو یہ مسیحی کیا بکواس کرتے ہیں - یہ کہتے ہیں کہ وقت آئیگا کہ رومی بادشاہ دور کیا جائیگا اور اُسکی سلطنت بالکل جاتی رہیگی سو پولوس رسول تسلنیقی مسیحیوں کی حفاظت اور سلامتی کا خیال رکھتے ہوئے صاف طور پر رومی سلطنت کی بربادی کی پیشنگوئی نہیں کرتا - پر ہمیں یہ تفسیر منظور نہیں جس حال کہ جب رومی سلطنت درحقیقت جاتی رہی تو جس بے دین شخص کا ذکر آیت ۸ میں لکھا ہوا ہے وہ ظاہر نہیں ہوا اور نہ مسیح کی دوبارہ آمد ہوئی جس کی تجلّی نے اِس بے دین شخص کو نیست کیا ہو - لہٰذا ہم رومی سلطنت کو اُس بے دین شخص یعنے ہلاکت کے فرزند" کے ظہور کا روکنے والا تسلیم نہیں کر سکتے -

پھر کلام الٰہی کے کئی اور معلّم اور مفسّر یہ بتلاتے ہیں کہ ان آیات میں جس روکنے والے کا اشارہ کیا گیا ہے وہ روح القدس ہے۔ پولوس نے اِس سے پیشتر ایک خط میں یہ پیشنگوئی کی تھی کہ جب مسیح پھر آئیگا تو جتنے اُسکے ہیں۔ چاہئیے وہ نیند کی سی آرام کی موت میں سو گئے ہوں یا وہ اُسوقت زمین پر زندہ ہوں وہ سب بادلوں پر ناگہاں اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند یسوع کا استقبال کریں۔ ان مفسّروں کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب خداوند یسوع زمین پر اپنے شاگردوں کے ساتھ رہا تو وہ خود ہی اُن کا برائی سے بچانے والا تھا وہ خود ہی شیطان کا روکنے والا تھا کہ وہ اُسکے شاگردوں کو ہلاک نہ کرنے پاوے۔ پر جس دن وہ اُن سے جدا ہونے پر تھا تو اُسنے اپنے قائم مقام روکنے والے کی خبر اُنھیں دی۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں۔ جب وہ اُن کے سامنے زیتون کے پہاڑ سے آسمان کو اُٹھایا گیا تو دس روز کے بعد اُسنے روح پاک کو اُنپر نازل کیا کہ وہ اُنکی حفاظت کرے اور اُنہیں شیطان کی تدبیروں اور تاثیروں سے بچائے اور یوں وہ بدی کا روکنے والا ہو۔ سو جب تک مسیح پھر نہ آئے بے دینی تاثیر کرتی رہیگی مگر مسیح کے آنے تک روح القدس بے دینی کے بانی کو روکے رہیگا (دیکھو آیت ۷)

کیا ہم نہیں پڑھتے کہ مسیح کے سچے شاگرد شمعون پطرس کو شیطان
نے بے دین بنا کر برباد کرنا چاہا؟ روکنے والا کون تھا؟ کون تھا
جس نے شیطان کی اسی تدبیر اور تاثیر کو باطل ٹھہرایا؟ مسیح خود
ہمارے اِس سوال کا جواب دیتا ہے۔ فرماتا ہے "شمعون! شمعون۔
دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔
لیکن میں نے تیرے لئے دعا مانگی تاکہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے
اور جب تو رجوع کرے تو تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا۔"
(لوقا ۲۲: ۳۱ و ۳۲) پنتیکوست کے دن سے آج تک روح القدس
نے کتاب مقدس یعنے انجیل کی تلوار سے شیطان کا مقابلہ کیا ہے
اور یوں ہی اُسکی تاثیرات کو روکے رہا ہے۔ روح القدس مسیح کے
ایمانداروں کی اُنکی کمزوری میں مدد کرتا ہے۔ ہم پڑھتے ہیں "اسی طرح
روح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح سے ہم کو دعا
مانگنی چاہیئے وہ نہیں آتی۔ مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کے
ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا اور دلوں کا
پرکھنے والا جانتا ہے کہ روح کی کیا نیت ہے۔ کیونکہ خدا کی مرضی
کے موافق وہ مقدسوں کی شفاعت کرتا ہے (دیکھو رومی ۸: ۲۶ و ۲۷)
روح القدس مسیح کے ایمانداروں کا مددگار کہلاتا ہے۔ ہاں۔

مسیح نے خود اسکو یہ نام دیا۔ جس وقت وہ آسمان کو جانے پر تھا
اُس نے اپنے ایماندار شاگردوں سے یہ کہا کہ میں باپ سے درخواست
کرونگا تو وہ تمھیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابدتک تمھارے ساتھ رہے
یعنے سچائی کا روح۔ جسے دُنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے
دیکھتی نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ
رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا..... لیکن مددگار یعنے روح القدس
جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمھیں سب باتیں سکھائیگا
اور جو کچھ میں نے تمھیں تم سے کہا ہے وہ سب تمھیں یاد دلائیگا...
جب وہ مددگار آئیگا جسکو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے
بھیجونگا یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے۔ تو وہ
میری گواہی دیگا.... لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا
تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار
(وکیل یا شافی) تمہارے پاس نہ آئیگا۔ لیکن اگر جاؤنگا تو اسے
تمہارے پاس بھیج دونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی
اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا۔ گناہ کے بارے میں
اس لئے کہ وہ مجھپر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے
میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔

عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنے سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائیگا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ وہ سنیگا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کریگا۔ اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمھیں خبر دیگا (دیکھو یوحنا ۱۴: ۱۶-۱۷ اور ۲۶ نیز ۱۵: ۲۶ اور ۱۶: ۷-۱۵۔

یہ کیا ہی عجیب مددگار ہے جو ہر وقت مسیح پر ایمان لانے والوں اور دِل لگانے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ بلکہ اُنکے اندر بھی رہتا ہے۔ یہ کیا ہی عجیب اُستاد ہے جو مسیح کی سب باتیں اُسکے شاگردوں کو سکھاتا ہے۔ ہاں اُنھیں یاد بھی دلایا کرتا ہے۔ یہ کیا تاثیر بخش گواہ ہے جو خداوند یسوع کی سچائی پر ہمارے دلوں کے اندر اسطرح کی گواہی دیتا ہے کہ ہمارا شک وشبہ اُسکے بارے میں جاتا رہتا ہے اور اتنا کہ ہمارے دلوں کی تسلی اور تقویت کے لئے ہمیں کسی اور گواہ کی ضرورت اور حاجت نہیں رہی۔ صرف اُس کی گواہی کافی ہے۔ پس روح القدس جو خدا کی ہیکل کے اندر رہنے والا ہے۔ جو مددگار کہلاتا ہے۔ جو اُستاد تسلّی دینے والا اور ہمارا وکیل کہلاتا ہے وہ بے دینی کی

تاثیرات کا روکنے والا ہے۔ عین جس طرح کوئی وکیل کچہری کے اندر کھڑا ہو کر سردار یا بادشاہ کے نہ ماننے والوں کو قصوروار ٹھیراتا ہے اسی طرح روح القدس بھی دکیل بن کر مسیح کے نہ ماننے والوں کو قصوروار اور گنہگار ٹھہراتا ہے۔ کیا وہ پینتکوست کے دن سے ابتک شیطان کی تاثیرات کو روکتا نہیں رہا؟ اور خوشی کی خبر یہ ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے تک وہ اُسے روکے رہیگا۔ لہٰذا پولوس نے ان آیات میں روح القدس کو یہ عجیب نام یعنی "روکنے والا" دیا۔ جب مسیح کے ماننے والے زمین سے بادلوں پر اُٹھائے جائینگے اور مسیح سے ہوا میں اُنکی میل ملاقات ہو لیگی۔ تب روح القدس بھی جو ان آیات میں "روکنے والا" کہلاتا ہے۔ دُنیا کے باقی رہنے والوں کو چھوڑ دیگا۔ وہ بالکل شریر کے پیرو ہو جائینگے۔ کیوں نہ ہو۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو باوجود اسکے کہ اُنکی اپنی زبان میں انجیل سنائی گئی۔ کہ حالانکہ روح القدس نے طرح طرح سے اُنہیں سکھایا۔ سمجھایا اور ثابت بھی کیا کہ مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ ایمان نہ لائے۔ اُنہوں نے روح القدس کی گواہی کو رد کیا بلکہ اُسکو جھٹلانا چاہا۔ کیا یہی سخت گناہ یہ تھا؟ روح القدس بار بار اور طرح طرح سے اُن کی بے دینی کو روکے رہا۔ مگر وہ دن چلا آرہا ہے جب وہ پھر نہ روکیگا

وہ پھر اُستاد یا گواہ یا وکیل یا رد کرنے والا بن کر نہ اُنکی اُستادی کریگا نہ اُن پر گواہی دیگا۔ اور نہ اُنکی وکالت کریگا۔ جس حال کہ روک تھام کا زمانہ ختم ہولیگا۔ اُسکا کام جو وہ حال میں کر رہا ہے انجام پائیگا اور اُنکا شمار بھی اُسوقت پورا ہو جائیگا جو روح القدس کی گواہی اور وکالت کے طفیل ہر ملک اور ہر زمانے میں مسیح کے پیرو ہو گئے۔ اُسوقت یہ روکنے والا شریروں اور بے دینوں کو چھوڑ دیگا اور وہ بے لگام ہو جائینگے۔ اور جب روح القدس اپنا ہاتھ اُٹھالیگا اور جب بے دینی کی سب روک تھام جاتی رہیگی تو نتیجہ کیا ہوگا۔ ۸۔ ۱۱ آیت میں ہمیں جواب ملتا ہے اور ہم صاف صاف پڑھتے ہیں کہ اُسوقت وہ بے دین شخص ظاہر ہوگا جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک کریگا اور اپنی آمد کی تجلّی سے نیست کریگا۔

ان آیات میں ہلاک ہونے والوں کی بربادی کی وجہ صاف بتائی جاتی ہے۔ اوّل تو یہ کہ اُنہوں نے حق کی محبّت کو اختیار نہیں کیا (دیکھو آئت ۱۰) اور دویم یہ کہ انھوں نے جھوٹ کو سچ مانا (دیکھو آئت ۱۱) اور سویم یہ کہ انہوں نے ناراستی کو پسند کیا (دیکھو آئت ۱۲) اور ان حق کے دشمنوں جھوٹ کو سچ

ماننے والوں اور ناراستی کے پسند کرنے والوں کو کیا سزا ملیگی ؟ یہ
کہ روح القدس اُنکو چھوڑ دیگا اور اُن کو بدی سے نہیں روکیگا اور
تب شیطان اُنکی عقلوں کو اندھا کر دیگا۔ خدا اُنکے دلوں کی خواہشات
کے مطابق اُنہیں ناپاکی میں چھوڑ دیگا اور چونکہ خدا کی پہچان حاصل
کرنا اُنہیں پسند نہ تھا خدا بھی اُنکو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیگا
تاکہ نالائق حرکتیں کریں۔ جو تعلیم اور گواہی خداوند یسوع کی سچائی
کی نسبت روح القدس نے بار بار اور طرح طرح سے اُنہیں دی
تھی۔ اُسے اُنہوں نے نہ مانا۔ بلکہ اُسے جھوٹ سمجھا اور روح القدس
کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے پاک انجیل کو بھی جھٹلانا چاہا
اب یہ بتلایا جائے کہ کیا مسیح کے حق میں خدا کی گواہی کو جھٹلانا
سخت گناہ نہیں ؟ کیا خدا ہمیشہ تک اپنی گواہی کے جھٹلانے
والوں کی برداشت کرتا رہیگا ؟ اُنہوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا
ماننے سے انکار کیا۔ حالانکہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ
کر کے اُسکا یہ دعویٰ سچ ٹھیرایا۔ جو محبت مسیح کی ہولناک صلیبی
موت سے خدا نے ظاہر کی اُنہوں نے اُسے حقیر جانا۔ مسیح کا نام
حق تھا اور اُنہوں نے حق کی محبت کو اختیار نہیں کیا جس سے
اُنکی نجات ہوتی (آئت ۱۰) اس لئے روح القدس جو حق کا روح

کہلاتا ہے آئندہ کو اُنہیں اور روشنی نہ دیگا۔ بلکہ جو روشنی اُنکو ملی تھی وہ بھی اُن سے لے لی جائیگی۔ چنانچہ مسیح نے خود فرمایا "سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا ہے اور لوگوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا۔ اس لئے کہ اُنکے کام برے تھے۔ کیونکہ جو بدی کرتا ہے۔ وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ اُسکے کاموں پر اُسکو ملامت کی جائے لگے۔ جو کوئی سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اُسکے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا کی مدد سے کئے گئے ہیں"۔ یوحنا ۳: ۱۹-۲۱۔

حاصل کلام (۲: ۶-۱۲)

(۱) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک مسیح پھر نہ آئیگا اُسوقت تک گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند نیست کیا نہ جائیگا۔ چنانچہ آئت ۸ میں لکھا ہے کہ اُسوقت وہ دن ظاہر ہوگا جب اُسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک کریگا اور اپنی آمد کی تجلّی سے نیست کریگا۔ اس آئت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خداوند یسوع کی دوسری آمد حقیقی اور شخصی آمد ہوگی۔ وہ اپنی آمد کی تجلّی سے اس شخص کو جو گناہ کا شخص کہلاتا ہے نیست کریگا (دیکھو آئت ۸)

یاد رکھنا چاہیئے کہ اُس ہولناک دن سے پہلے جتنے مسیح کے سچے پیرو ہیں
چاہے اُسوقت وہ موئے ہوئے ہوں یا اس زمین پر زندہ ہوں وہ
مسیح سے ملنے کے لئے اُٹھائے جائینگے اور اِسطرح وہ اُس ہیبت ناک
دِن کی بلاؤں سے بچ جائینگے۔ عین جس طرح حضرت نوح کے دنوں میں
طوفان ٹوٹنے سے پیشتر وہ اور اُسکا کل گھرانا جہاز پر سوار ہو کر
طوفان کی ہلاکت سے بچ گئے۔ اُسی طرح مسیح کے ملنے والے اُس
خوفناک دِن سے پہلے آسمان پر مسیح کے ساتھ جا رہینگے۔

۲۔ جس طرح مسیح خدا کی ماہیت کا نقش ہے (عبرانی ۱:۳) اِسی طرح
معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کا شخص ہر معنوں میں شیطان کا پورا پورا ہمشکل
ہوگا۔ وہ اُن کے لئے جو مسیح پر ایمان نہیں لائے ایک ہولناک تاثیر
رکھیگا۔ بہتیرے مسیحی معلّموں کا خیال ہے کہ اُسوقت یہودی لوگ
توبہ کرکے مسیح کی طرف پھرینگے۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں :- "دیکھو وہ
بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھیگی اور جنہوں
نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے اور زمین پر سارے قبیلے اُس کے
سبب سے چھاتی پیٹینگے (دیکھو مکاشفات ۱:۷) کن لوگوں نے مسیح کو پکڑ لیا
اور رومی حاکموں کے حوالے کیا کہ وہ اُس کے ہاتھ۔ پاؤں اور پسلی کو
چھیدیں۔ انجیل صاف طور پر اس سوال کا جواب یہ دیتی ہے ... کہ

یہودہ اسکریوتی نے جو یہودی تھا مسیح کو پکڑوایا اور یہودیوں کی بڑی مجلس کے سردار نے اُسے بزرگوں کے حوالے کیا اور اُن بزرگوں نے اُسے رومی پلاطُس کے حاکموں کے حوالے کیا جنہوں نے اُسے چھیدا اور مار ڈالا۔ اِس کل ماجرے کا بیان ہم یوں پڑھتے ہیں :-

"یسوع کے پکڑنے والے اُسے کیفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہوگئے تھے...... جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اُسے مار ڈالیں اور اُسے باندھ کر لے گئے اور پلاطوس حاکم کے حوالے کیا.... یسوع پلاطوس حاکم کے سامنے کھڑا تھا اور حاکم نے اُس سے یہ پوچھا "کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے اُس سے کہا تو خود کہتا ہے..... پلاطوس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا کہ اُسے صلیب دی جائے۔ اُس نے کہا۔ کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے۔ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر بولے کہ اُسکو صلیب دی جائے جب پلاطوس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اُلٹا بلوہ ہوتا جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا "میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو" سب لوگوں نے جواب

دیکر کہا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔۔۔۔۔۔ اور اُنہوں نے اُسے صلیب پر چڑھایا اور اُسکے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے اور وہاں بیٹھ کر اُسکی نگہبانی کرنے لگے۔ اور اُسکا الزام لکھ کر اُس کے سر سے اوپر لگا دیا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے۔ اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اُسکو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے کہ اے مقدس (ہیکل) کے ڈھانے والے اور تین دن میں سے بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اُتر ا۔ اِسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ملکر ٹھٹھے سے کہتے تھے کہ اِس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اسپر ایمان لائیں۔ اِس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے۔ اگر وہ اسے چاہتا ہے تو اب اِسکو چھڑا لے۔ کیونکہ اسنے کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (دیکھو متی ۲۶: ۵۷ اور ۲۷: ۱ و ۲ و ۱۱ و ۲۲ و ۲۵ اور ۳۵-۴۳ آیات)۔ اور پلاطوس نے ایک کتبہ لکھکر صلیب پر لگا دیا۔ اُس میں یہ لکھا تھا۔ کہ "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" اس کتبہ کو بہت سے یہودیوں نے پڑھا۔ اور یہ کتبہ عبرانی۔ لاطینی اور یونانی میں لکھا ہوا تھا۔ پس یہودیوں کے سردار کاہنوں نے پلاطوس سے کہا کہ یہودیوں کا بادشاہ نہ لکھ بلکہ یہ کہ اُسنے کہا۔

میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں"۔ پلاطوس نے جواب دیا کہ "میں نے جو لکھ دیا سو لکھ دیا"۔

جب سپاہی یسوع کو صلیب دے چکے تو اُن میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے خون اور پانی بہ نکلا کہ یہ نوشتہ پورا ہوا کہ جنہوں نے اُسے چھیدا اُسپر نظر کرینگے۔ (دیکھو یوحنا ۱۹: ۱۹-۲۳ و ۳۴-۳۷)

جب مسیح پھر جلالی صورت میں آئیگا تو یہودی قوم کے لوگ انجیل کی پیشنگوئی کے موافق اُسکو دیکھینگے اور روئینگے اور چھاتی پیٹینگے اور کہینگے افسوس! صد افسوس! ہم نے اپنے حقیقی بادشاہ کو نہیں پہچانا بلکہ ہر طرح سے اُسکی بےعزتی کی۔ اُس پر جھوٹی تہمتیں ہم نے لگائیں کہ وہ کفر بکنے والا اور فریبی ہے کہ وہ بعل زبوب یعنے شیطان سے اختیار پاکر معجزے دکھلاتا ہے۔ کہ وہ پیٹو اور شرابی ہے۔ ہائے ہائے ہم پر! ہم نے اُسپر تھوکا اور اُسکی گالوں پر طمانچے مارے۔ ہم نے پلاطوس کے سپاہیوں سے اُسے کوڑے لگوائے اور اُسکے سر پر کانٹوں کا تاج سجا کر اُسکا تمسخر اُڑایا۔ اور جب پلاطوس نے ہم سے کہا کہ دیکھو تمھارا بادشاہ! تو ہم نے آواز چلّا چلّا کر کہا۔ نہیں! ہرگز نہیں!!۔ اُسے لے جا۔ ہمارے سامنے سے لے جا اور اُسے صلیب

ہے۔ وہ جو خدا کا بیٹا تھا ہم نے خونی کی سزا اُسے دلوائی۔ صلیب پر چڑھا کر بھی ہم نے دم نہ لیا۔ ہم نے اُسپر لعن طعن کی اور ٹھٹھا مار کر کہا کہ واہ مقدس کے ڈھانے والے اور تین دنوں میں بنانے والے۔ اپنے تیئں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ"

اِسی یہودی قوم کے لوگ جنہوں نے یہ سب کچھ کیا اُسوقت جب مسیح اپنے پاک فرشتگان کے ہمراہ ظاہر ہوگا۔ تو نہ صرف روئینگے اور چھاتی پیٹینگے بلکہ توبہ کرینگے اور مسیح کو خوشی سے اپنا خداوند اور بادشاہ مانینگے۔ اسوقت مسیح کی یہ پیشنگوئی پوری ہوگی۔ "اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے۔ کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے۔ اُسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کرلوں مگر تو نے نہ چاہا۔ دیکھ۔ تیرا گھر تیرے ہی لئے چھوڑا جاتا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھکو اُسوقت تک ہرگز نہ دیکھوگے جب تک کہ نہ کہوگے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے (دیکھو لوقا ۱۳: ۳۴-۳۵ و متی ۲۳: ۳۷-۳۹)

پولوس رسول خود توبہ اور روزے کے ساتھ مسیح کی طرف پھرا تھا اور اگر ہم یہ کہیں کہ اُسکی پیشتر کی حالت اور بعد کی توبہ یہودی قوم کی

پہنچی تصویر تھی اور حقیقی ایما اور نشان تو بیجا نہ ہوگا اُس نے اگرپا بادشاہ
کے سامنے یہ گواہی دی کہ "میں نے بھی سمجھا کہ یسوع ناصری کے نام کی
طرح طرح سے مخالفت کرنا مجھ پر فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یروشلم میں
ایسا ہی کیا۔ اور سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار پا کر بہت سے
مقدسوں کو قید خانے میں ڈالا اور میں اُن کے قتل پر متفق ہوتا تھا
اور ہر عبادت خانے میں اُنہیں سزا دلا دلا کر زبردستی اُن سے
کفر بلواتا تھا۔ بلکہ اُن کی مخالفت میں میں ایسا دیوانہ تھا کہ دوسرے
شہروں میں بھی جا کر میں اُنہیں ستاتا تھا۔ اسی حالت میں سردار
کاہنوں سے اختیار اور پروانہ لیکر میں دمشق کو جاتا تھا۔ تو میں
نے دوپہر کے وقت یہ دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک اور نور
آسمان سے اُتر کر میرے اور میرے ہم سفروں کے چوگرد پھیل گیا۔
جب ہم سب زمین پر گر پڑے تو میں نے عبرانی میں یہ آواز سنی کہ "
اے ساؤل! اے ساؤل!! تو مجھے کیوں ستاتا ہے۔ پینے کی
آر پر لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے۔ میں نے کہا۔ اے خداوند تو
کون ہے؟ خداوند بولا" میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ لیکن
اُٹھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ کیونکہ میں اس لئے تجھ پر ظاہر ہوا
ہوں کہ تجھے اُن چیزوں کا خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی

کے لئے تونے مجھے دیکھا اور جن کی گواہی کے لئے میں تجھ پر ظاہر ہونگا۔
اور میں تجھے اِس اُمّت اور غیر قوموں سے بچاتا رہونگا جن پاس
تجھے اس لئے بھیجتا ہوں کہ تو اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے
سے روشنی کی طرف اور شیطان کی تابعداری سے خُدا کی طرف رجوع
لاکر مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدّسوں میں
ورثہ پائیں۔ اِس لئے میں نے اُس آسمانی الہام سے منہہ نہ موڑا بلکہ
پہلے دمشقیوں کو۔ پھر یروسلم اور سارے ملک یہودیہ کے باشندوں
کو اور غیر قوموں کو سمجھاتا رہا کہ توبہ کریں اور خدا کی طرف رجوع لاکر
توبہ کے موافق کام کریں " اعمال ۲۶ : ۹- ۲۰-

" پولوس نہ تو رسولوں کی گواہی اور منادی سے اور نہ اسیفنا س
شہید کی گواہی سے قائل ہوا یا مسیح کو اپنا خداوند ماننے لگا اُس کا
حال اُسی وقت عجیب طور پر تبدیل ہوا جب ایک دن دوپہر کے وقت
ایک عجیب روشنی میں خداوند یسوع خود اُسے دکھایا گیا اور اُسنے
اُسے یہ کہتے سُنا "میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ تب وہ گر گیا
اور تین دنوں کے روزہ اور توبہ کے بعد وہ مسیح کا پیرو بن گیا۔
اِسی طرح اِس زمانے کے آخر میں کل یہودی قوم کے لوگ مسیح کے
ظہور اور اُسکی جلالی صورت کو دیکھ کر اپنے گناہ اور بے ایمانی سے

قائل ہو کر مسیح کے پیرو ہو جائینگے۔ یہی سبب تھا کہ پولوس۔ یوحنا اور کل رسول اپنے خداوند کی دوبارہ آمد کے انتظار میں لگے رہتے تھے۔ اُن کو پورا علم تھا کہ جب تک مسیح کی تجلّی کے دیکھنے سے اُسکے دشمن قائل نہ ہو جائیں تب تک یہودی قوم کے لوگ نہ توبہ کرینگے اور نہ بحال کئے جائیں گے۔ مسیح کا صلیبی کتابہ "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" مسیح کا سچا اور صحیح نام تھا اور ایک زمانہ آتا ہے کہ یہودی قوم اُسکو مانے گی۔ اور اُسوقت خدا کے کلام کی یہ بات پوری ہوگی۔ "خدا نے اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا۔ خواہ زمینوں کا۔ خواہ اُنکا جو زمین کے نیچے ہیں اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے"۔ (فلپی ۲: ۵-۱۱)

ہم یاد رکھیں کہ مسیح کی دوسری آمد کے پیشتر نہ تو مردے جی اُٹھینگے اور نہ قیامت ہوگی اور نہ ہزار سالہ سلطنت قائم ہوگی پر اُسکے آنے کے بعد یہودی لوگ پھر جمع کئے جائینگے۔ وہ پھر ایک علیحدہ قوم بن جائینگے۔ وہ اپنے ملک کو واپس لائے جائینگے اور تب وہ مسیح پر ایمان لائینگے۔ اُسوقت یہ زمین ایک نئی زمین بن جائیگی۔ شیطان باندھا جائیگا۔ ایماندار اپنا اجر پائینگے اور شریر سزا پائیں گے۔

اُسوقت زمین خدا کے جلال کے عرفان سے معمور ہو جائیگی (دیکھو عمان
۳: ۲۰-۲۶ یسعیاہ ۶۵: ۱۷ سے آخر تک۔ ۲ تسلینقی ۲: ۱-۸ اور
مکاشفات ۲۰: ۱-۶) ہمارے لئے اِس سے کیا نصیحت نکلتی ہے۔
یہ کہ "خدا کی حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہیں۔ اُسکے فیصلے کس قدر ادراک
سے پرے (یعنے دریافت کرنے سے باہر) ہیں۔ خداوند کی عقل کو
کس نے جانا یا کون اُسکا صلاح کار ہوا۔ یا کس نے پہلے اُسے کچھ
دیا ہے جس کا بدلا اُسے دیا جائے۔ کیونکہ اُسی کی طرف سے اور
اُسی کے وسیلے سے اور اُسی کے لئے ساری چیزیں ہیں۔ اُسکی
تمجید ابدالآباد تک ہوتی رہے"۔ آمین (رومی ۲: ۳۳-۳۶)
۴۔ بُرے اور بے ایمان لوگوں کی سب سے سخت سزا یہ ہے کہ آخر کار
خدا اُن کو بالکل چھوڑ دے۔ آج وہ بار بار اور طرح طرح اُنہیں
آگاہ کرتا ہے کہ وہ اپنی بدیوں سے باز آئیں۔ وہ سُنتے ہیں
اور بے پرواہی دکھلاتے ہیں۔ خدا کئی طریقوں سے اُنہیں غفلت
کی نیند سے جگانا چاہتا ہے پر وہ اپنے کانوں کو بند کر لیتے
ہیں اور ایک نہیں سُنتے۔ اُس نے برکتوں کے وسیلے۔ تنبیہ کے
ذریعے اُنہیں سمجھایا بجھایا۔ پر وہ اُس کی باتوں کو ٹھٹھوں ہی میں
اُڑاتے رہے۔ ایسی بے ایمانی اور بدذاتی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

یہ کہ جس طرح اُنہوں نے خدا کی طرف سے جان بوجھ کر منہ موڑ لیا اُسی طرح خدا اُنہیں ناپسند عقل کے حوالے کر دیگا۔ ایسا کہ وہ سچ کو جھُوٹ اور جھوٹ کو سچ ماننے لگینگے اور خدا کے چھوڑے ہوئے پورے پورے شیطان کے پیرو بن جائینگے۔ وہ آپ جھُوٹ کا بانی ہے اور یہ اُسکے چیلے چانٹے بن جائینگے۔ اور ایسی خوفناک حالت سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟ یہ کہ گناہ کا نتیجہ اور سزا اور زیادہ گناہ ہے۔ افیمچی کی سزا کیا ہے؟ زیادہ اور زیادہ افیم۔ شرابی کی سزا کیا ہے؟ شراب اور زیادہ شراب۔ جو آدمی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے اُسکی سزا کیا؟ یہ کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ سورج کی روشنی کی برداشت نہ کرسکیگا۔ آنکھیں باندھنے کی سزا اُسکے لئے اندھاپن ہوگی۔ اِسی طرح جو اپنے ہاتھ کو باندھ کر اوپر اُٹھائے رکھے اور اُس سے کام نہ لے اُسکا یہ حال ہو جائیگا کہ اُسکا ہاتھ سوکھ جائیگا اور وہ اُسے نیچے اوپر نہ کرسکیگا۔ یہی حال اُنکا ہوتا ہے اور ہوگا جو روحانی روشنی کو دیدہ دانستہ اپنے سے دور رکھتے ہیں۔ اپنے دِل کو سخت کر کر کے وہ پتھر دل بن جائینگے اور یہ پتھریلاپن زیادہ زیادہ سخت ہوتا چلا جائیگا۔ فرعون نے ایسا ہی کیا اُس نے اپنے دل کو سخت کر لیا اور اُسکو سزا یہ ملی کہ خدا نے اُسکی

عقل کو مارا اور اُس سے دل کو اور بھی سخت کر دیا (دیکھو خروج ۸ : ۳۲ و ۹ : ۳۴) سوائے مسیح کے منادو۔موقعہ موقعہ پر لوگوں کو بتایا کرو کہ خدا غضب کا بھی خدا ہے اُسکا غضب کوئی وہمی بات نہیں ہے "ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ بھی ہے۔ یہ ایک بڑی خوفناک حقیقت ہے۔ پرسنانے والے کو چاہیئے کہ وہ محبت کے آنسوؤں کے ساتھ سخت دلوں کو اِس حقیقت سے آگاہ کرے۔ پولوس کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے۔ اُس نے ایک مرتبہ یوں کہا "خبردار تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دل نہ ہو جو خدا سے پھر جائے۔ بلکہ جس روز تک آج کا دن کہا جاتا ہے۔ ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو۔ تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہم مسیح میں شریک ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ اپنے ابتدائی بھروسے پر آخر تک مضبوطی سے قائم رہیں۔ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کے سبب داخل نہ ہو سکے۔ پس جب اُسکے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے۔ تو ہمیں ڈرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی رہا ہوا معلوم ہو (عبرانی ۳ : ۱۲-۱۹ و ۴ : ۱)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے سے کرے

۱۔ جب جھوٹ کا بانی میرے دل کے اندر گھس کر اپنی تاثیر کرنے

لگتا ہے تو کیا اسوقت روح القدس میرے اندر اُسے روکا کرتا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اُسوقت فقط اپنے زور پر بھروسہ کر کے میں اُس زور آور زبردست دشمن کا مقابلہ کیا کرتا ہوں ؟ بھلا میرے ایسے مقابلہ کا نتیجہ کیا ہوگا ؟

۲- کیا میں خوشی اور اُمید کے ساتھ اُسوقت کی انتظاری کرتا ہوں جب ہمارا خداوند یسوع اپنی آمد کی تجلّی سے اُس شریر موزی شیطان کو نیست کریگا ؟

۳- کیا اِس دُنیا کی بربادی اور مسیح کے رد کرنے والوں کی خوفناک ہلاکت پر سوچ کر میں غم کیا کرتا ہوں ؟ کیا میرا حال اپنے خداوند کا سا ہے کہ جب اُسنے یروشلم کو دیکھا تو اُسپر رویا اور کہا۔ "اے کاش کہ تو اسی دن میں سلامتی کو جانتا"

۴- کیا میں حق باتوں کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں اور اِسی طرح ناراستی کو اپنے دِل سے نکالتا رہتا ہوں ؟ کیا میں آنے والے غضب اور سزا کے دِن کا خیال کر کے اپنے آپ کو آگاہ کرتا اور یوں خوف سے بھر کر دلی توبہ کے ساتھ خدا کی طرف پھرتا ہوں۔ یا اپنے دل کو سخت پر سخت کرتا چلا جاتا ہوں ؟

۵- کیا میں اپنے گھر والوں۔ پڑوسیوں اور جان پہچانوں کو جو

آنے والے غضب سے غافل اور بے پرواہ ہیں۔ آگاہ کرتا اور جگاتا رہتا ہوں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں خود ہی غفلت کی نیند پڑا سوتا رہتا ہوں۔

دُعا

"اے خداوند اپنے پاک کلام کی اِن باتوں سے اور اپنے روح کی تلوار کے ذریعے مجھے جگا دے جیسا تو نے اپنے سوتے ہوئے شاگردوں کو جگایا اور اُن سے کہا "تم سوتے کیوں ہو؟ اُٹھ کر دُعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔" (لوقا ۲۲: ۴۶)

۲ تسلنیقی ۲: ۱۳-۱۷

تسلنیقی مسیحیوں کی برکتوں کا بیان

اوپر کی آیات میں (یعنے ۳-۲ تک) پولوس رسول نے برگشتگی کے ایّام کی غمناک تصویر کھینچی اور فرمایا کہ اُن دنوں میں ایک شخص جو گناہ کا شخص یعنے "ہلاکت کا فرزند کہلاتا ہے" ظاہر ہوگا۔ ایسا کہ آخرکار یروشلم کی ہیکل میں بیٹھ کر وہ شخص خدائی کا دعوے کریگا۔ فی الحال اُسکی تاثیر اس دنیا میں کام کر رہی ہے۔ وہ پولوس کے

۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳-۱۷

لیکن تمہارے بارے میں اے بھائیو۔ خداوند کے پیارو۔ ہر وقت خُدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اس لئے چُن لیا تھا کہ روح کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لا کر نجات پاؤ۔ جس کے لئے اُس نے تمہیں ہماری خوشخبری کے وسیلے سے بُلایا تاکہ تم ہمارے خُداوند یسوع مسیح کا جلال حاصل کرو۔ پس اے بھائیو۔ ثابت قدم رہو۔ اور جن روایتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعے سے تعلیم پائی ہے اُن پر قائم رہو۔

اب ہمارا خداوند یسوع مسیح خود اور ہمارا باپ خدا جس نے ہم سے محبت رکھی اور فضل سے ابدی تسلّی اور اچھی اُمید بخشی۔ تمہارے دلوں کو تسلّی دے اور ہر ایک نیک کام اور کلام میں مضبوط کرے۔

زمانے میں تاثیر کرتا ہوا نظر آتا تھا اور اُسکی تاثیر جب تک مسیح پھر نہ آوے بڑھتی رہیگی۔ آخر جب وہ ظاہر ہوکر اپنے کام کو سب سے بُری صورت میں کرنے لگے تو مسیح اپنی آمد کی تجلّی سے اُسے نیست کریگا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ جب تک مسیح پھر نہ آوے تب تک ایک روکنے والا ہے جو اُسکی تاثیرات کو روکے رہتا ہے۔ وہ روکنے والا روح القدس ہے۔ وہ آدمیوں کے دلوں میں اژدہائے شیطان سے لڑتا رہتا ہے اور اس زمانے کے آخر تک مقابلہ کرتا رہیگا۔ اور جب مسیح پھر جلال کے ساتھ آوے تو جتنے روح القدس کی طرف ہیں اور اُس سے پیدا ہوئے ہیں وہ سب اپنے خداوند کی ملاقات کے لئے ہوا میں اُٹھائے جائینگے اور تب روح القدس کا حال کا کام جس کے سبب وہ اُس مخالف کی تاثیرات کو روکے رہتا ہے ختم ہو جائیگا اور تب وہ اس روکنے کے کام سے ہاتھ اُٹھائیگا اور تب وہ سب جنہوں نے حق کی محبّت کو اختیار نہیں کیا اور جنہوں نے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ مانا اور ناراستی کو پسند کیا اُن سب کی یہ ہولناک سزا ہوگی کہ وہ گناہ کا شخص شیطان کی تاثیر کے موافق ان سب شریروں کو طرح طرح کی جھوٹی قدرتیں۔ نشانات اور عجیب کام دکھلا کر دھوکا دیگا اور اپنے پیرو بنالیگا

اور اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ خوفناک بیان ہے۔ اور پولوس نے اسکو تصویر کی طرح اس لئے کھینچا کہ وہ جن میں یہ ہلاکت کی تاثیر ہو رہی ہے وہ اس ہیبت ناک تصویر کو دیکھ کر اپنے خطرے کو پہچانیں اور خوف زدہ ہو کر مسیح کے قدم پکڑیں اور اُس میں پناہ ڈھونڈیں۔

اب ان آیات میں (یعنی ۱۳-۱۷ تک) پولوس ایک اور تصویر کھینچتا ہے جو مسیح کے ماننے والوں کی ہے۔ وہ نجات یافتہ لوگ ہیں اُن کا شمار مسیح کے رسولوں کی برادری میں کیا گیا ہے۔ وہ خداوند کے پیارے ہیں ابتدا ہی سے پاک بننے کے لئے خدا نے اُنھیں چُن لیا۔ وہ حق پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو روح القدس اور اُس کے رسولوں اور خادموں کے وسیلے انجیل کی خوشخبری کو سُنکر ماننے کے سبب بلائے گئے ہیں۔ وہ خداوند یسوع کے جلال کے حاصل کرنے کے اُمیدوار ہیں۔ وہ مسیح کے رسولوں سے تعلیم پانے اور ماننے والے ہیں اور اُسپر قائم اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ وہ خداوند یسوع اور خدا باپ کی طرف سے اپنی اور دوسروں کی دعاؤں کے طفیل دلی تسلّی حاصل کرتے تھے اور پائدار اُمید میں بنے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر نیک کام و کلام میں وہ دوسروں کو مضبوط بنایا کرتے تھے (آیات ۱۳-۱۵)

نجات پانے والوں کی تصویر جو اِن آیات میں کھینچی گئی ۔ کیا ہی دلچسپ اور تسلّی بخش ہے ۔ گویا پولوس اِس خوبصورت تصویر کو کھینچکر اور گذری حولناک تصویر کو کھینچ کر ایما ندار وں اور ہلاک ہونے والوں دونو سے کہتا ہے کہ اِن پر غور کرو اور اُنکا آپس میں مقابلہ کرو ۔ تم اپنے آپ سے سوال کرو کہ میرے دِل کی کیا حالت ہے ؟ تم کس کے ماننے والے ہو ۔ اُس شریر کے یا خداوند یسوع کے تمہارا دِل کِس طرف ہے اور کِس سے لگا ہوا ہے ؟ ۔ گناہ کے شخص سے یا نجات دہندہ سے ؟ تمہارے دلوں میں اُس شریر کی تاثیرات ہو رہی ہیں یا روح القدس کی ؟

ان پانچ آیات میں پولوس رسول کا عقیدہ مختصر طور پر پایا جاتا ہے ۔ جو تعلیم خُدا باپ ۔ خداوند یسوع ۔ خُدا روح القدس اور نجات کی خوشخبرِی کے بارے میں وہ دیا کرتا تھا اُس کا خلاصہ مطلب ان آیات میں موجود ہے ۔

(۱) پہلے وہ خُدا کے بارے میں یہ بتلاتا ہے کہ ابتدا ہی سے اُس نے مسیح پر ایمان لانے والوں کو چن لیا تھا (دیکھو آیت ۱۳) ثبوت اسکا یہ کہ وہ جو مسیح کے پیرو ہیں وہ اپنے دل کے تجربے سے یہ جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ ہماری نجات صرف خدا کی محبّت کے سبب سے

ہے۔ پہلے پہل اُس نے ہمیں پیار کیا اور تب ہی یہ ممکن ہوا کہ ہم اُسے پیار کرنے لگے۔ اُسکی الٰہی محبّت ہماری محبت کا سوتا ہے۔ محبّت کی چھوٹی چھوٹی ندیاں جو ہمارے دِلوں سے نکلتی ہیں وہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں۔ ہمارا تو حال یہ تھا کہ ہم گناہ کے دلدل میں پڑے ہوئے تھے اور تب اُسنے اپنے فضل سے اپنے محبّت والے ہاتھ سے ہمیں پکڑا اور باہر نکالا۔ تسلنیقی مسیحیوں سے وہ یہ کہتا ہے۔ یاد رکھو۔کہ خدا نے تمھیں چن لیا۔" یہ کوئی تعلیم یا کسی عقیدہ کا حملہ نہیں تھا۔ یہ کوئی عقلی بات نہیں تھی بلکہ دلی تجربہ کی۔ اُنکا دلی تجربہ یہ گواہی دیتا تھا کہ خدا نے ہمارے کسی نیک کام یا روزے فاقے یا خیرات یا محنت مشقت کے سبب ہمیں نہیں چن لیا اور نہ نجات بخشی۔ پر ہمارے پاس جو کچھ ہے اُسکی بنیاد اور سبب ایک ہی ہے یعنی اُسکی بے بیان محبّت۔ سولھویں آیت میں اس محبّت کا یہ بیان ہے کہ باپ خدا جس نے ہم سے محبّت رکھی اور فضل سے ابدی تسّلی اور اچھّی اُمید بخشی تمہارے دلوں کو تسّلی دے۔"

نہ صرف خدا نے نجات بخشی بلکہ وہ وسیلے بھی بخشے جن سے نجات دل میں آتی ہے اور وہ کون ؟ اوّل تو روح القدس

جس کے ذریعے انسان کے دل کے اندر گناہ کی طرف سے گھن
اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسی کی موجودگی سے انسان کا
دل رفتہ رفتہ پاک بنتا جاتا ہے۔ دوسرا وسیلہ حق باتیں ہیں
جن کا اعتبار کرکے اور جن پر ایمان لاکر عقلی اور دلی تاریکی مٹ
جاتی ہے اور خدا کی روشنی دل کے اندر چمکتی رہتی ہے۔ اور
یہ حق باتیں نجات کی خوشخبری کہلاتی ہیں اِن سے دل کو خوشی
حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ پولوس کے اِس عقیدے میں جو اِن
آیات میں درج ہے وہ مسیح کے بارے میں کیا یقین رکھتا تھا
وہ اُس کو حق مانتا تھا۔ چنانچہ مسیح نے خود فرمایا "راہ۔ حق اور
زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"
(دیکھو یوحنا ۱۴: ۶) تسلینیقی نو مرید مسیحی مسیح کو خدا کے پاس پہنچانے
کے لئے راہ اور خدا کا سچا علم بخشنے کے لئے حق اور پاک بنانے
کے لئے اپنی زندگی مانتے تھے۔ اُس پر پورا اعتبار اور بھروسہ کرکے
خدا کو اپنا آسمانی باپ مانتے تھے اور بخوشی تمام مسیح کے وسیلے
اُس کے پاس جایا کرتے تھے۔ اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ جب
مسیح جلالی صورت میں آئیگا تو ہم اُسکے ساتھ ہونگے اور نیا

اور جلالی بدن پاکر اُسکی مانند بن جائینگے۔

۳۔ پھر پولوس کے عقیدے میں تیسری بات یہ تھی کہ ہمارا پاک بنانے والا روح القدس ہے (دیکھو آیت ۱۳) اُسی کے ذریعے تبلیغی مسیحی پاک بنتے جاتے تھے۔ اُسی کے وسیلے سے اُن کے دل کی آنکھیں کھولی گئی تھیں ایسا کہ اُنہوں نے خدا کا چھپا ہوا جلال مسیح میں دیکھا۔ اُسی کے وسیلے وہ اپنے گناہوں کے بارے میں قائل ہو گئے اور خدا کے آنے والے غضب کا خوف اُن کے دلوں میں اُسی نے ڈالا۔ ایسا کہ وہ اُس دن کی خوفناک سزا اور ہیبت ناک مصیبت کا خیال کرکے مسیح کے پاس پناہ کے لئے بھاگے۔ اُسی روح پاک نے اُنہیں نئی پیدائش بخشی اور وہ مسیح میں نئے مخلوق بن گئے اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ پہچان کر اُنہوں نے اُسپر تکیہ کیا اور اُسکے نام پر بپتسمہ پایا۔ اپنی تنگ حالی اور مصیبتوں میں اُسی روح پاک سے وہ تسلّی اور تقویت حاصل کرتے رہے اور اپنے دلی تجربے میں اُنہوں نے محسوس کیا کہ بغیر روح پاک کے نہ تو اُنہیں نئی پیدائش مِل سکتی تھی اور نہ اُسکی موجودگی اور مدد کے بغیر وہ نیک باتوں میں حقیقی ترقی کر سکتے تھے۔ اُسکے بغیر نہ ممکن تھا کہ اُنھیں اِس دُنیا کی مسافرت میں پائدار تسلّی ملتی۔

(۴) پھر اُسکے عقیدے میں چوتھی بات یہ تھی کہ وہ وسیلہ جو روح القد

استعمال کرتا ہے تاکہ انسان کے دِلوں کو مسیح کی طرف کھینچے اور پھیر لائے سو انجیل کی خوشخبری ہے۔ چنانچہ چودھویں آیت میں وہ کہتا ہے کہ ہاں یہ تو حقیقت ہے کہ ابتدا ہی سے خدا نے تمھیں چن لیا اور عین مناسب وقت پر روح القدس کے وسیلے تمہارے دل کی آنکھیں کھول دیں ایسا کہ تم نے مسیح میں خدا کے فضل اور جلال کو دیکھا اور ایمان لاکر تم نے نئی پیدائش حاصل کی اور برابر پاک بننے کا کام تمہارے دل میں جاری ہوگیا۔ پر خواہ یہ کیسی ہی بڑی سچ اور بنیادی باتیں مانی نہ جائیں پر تو بھی ایک بات کبھی نہ بھولو کہ خدا نے تمھیں یہ خوشخبری کی باتیں چند آدمیوں کے وسیلے پہنچائیں۔ کسی نورانی فرشتے۔ مثلاً جبرئیل یا میکائیل کو اُس نے نہیں بھیجا تاکہ یہ خوشخبری تمھیں پہنچائے آناً فاناً ہوا یا آسمان سے یہ خوشخبری تم پر نہیں اُتر پڑی۔ خدا نے کسی بڑے نبی مثلاً موسیٰ کو زندہ کرکے تمہارے پاس تمھاری نجات کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ سلوانس۔ طمطاؤس اور میرے جیسے آدمیوں کو تمہارے پاس بھیجا۔ ہم جیسے شخصوں کو اُس نے اِس خدمت کے لئے چُن لیا اور مناسب وقت پر تسلینقی شہر کو بھیج دیا کہ ہم تینوں آکر تم کو یہ خوشخبری پہنچاویں اور سناویں۔ ہاں فرشتوں اور نبیوں کے بجائے ہمارے جیسے تین گمنام آدمیوں کو اُس نے

تمہارے پاس بھیج دیا۔پس نتیجہ کیا نکلا؟ یہ کہ مسیح کی خوشخبری آپ سے آپ ہوا میں سے کسی ملک یا شہر یا گاؤں یا گھر میں نہیں پہنچ جاتی جب تک مسیح کا کوئی چیلا یا مُنّاد کسی ملک یا شہر یا گاؤں میں جا کر اُسکی خوشخبری نہ سُنائے اور اُسکی سچّی گواہی نہ دے تب تک وہ وہاں پہنچ نہیں سکتی اور وہاں مسیح کی کلیسا کی بنیاد نہیں پڑ سکتی اگر پولوس اور اُس کے ہم خدمت شہر تسلنیقی میں نہ جاتے اور وہاں اپنے تجربے سے مسیح کی خوشخبری نہ سُناتے تو کیا وہاں انجیل کا کوئی اثر ہوتا؟ کیا وہاں اُس شہر کا کوئی تسلنیقی مسیح کا پیرو ہو جاتا؟ اور جواب صاف ہے۔ہرگز نہیں! ایک بھی مسیح کو قبول نہ کرتا!۔پس نتیجہ کیا؟ یہ کہ جب تک ہندوستان کی بستیوں۔گاؤں اور اُنکے محلّوں کے اندر مسیح کے چیلے اور گواہ اُس کے وکیل بن کر گھُس نہ جائیں تب تک وہاں انجیل کی خوشخبری غیر مسیحیوں کے کان اور دِل تک نہ پہنچیگی۔ پولوس اور اُسکے ہمخدمت سِلوانُس اور طمطاؤس خدا اور خداوند یسوع مسیح اور روح القدس کے وکیل اور پیغمبر تھے۔اُنہوں نے جو پیغام پایا تھا سو اس لئے نہیں تھا کہ وہ اُسے اپنے دِلوں میں چھپا رکھیں بلکہ اس لئے بھی نہیں کہ فقط اپنے ہی گھر کی چار دیواری میں اُسے پڑھیں اور پڑھائیں۔

بلکہ اِس لئے کہ اُسے چاروں طرف خود پھیلادیں اور دوسروں سے پھیلوائیں۔ جو اِس پیغام میں نئی باتیں تھیں۔ چاہیے تسلی یا آگاہی کی۔ دعوت یا دھمکی کی۔ جزا یا سزا کی وہ سب کی سب پولوس کی اپنی من گھڑت نہیں تھیں بلکہ خُدا کی طرف سے پیغام تھیں۔ ہم پوچھیں۔ کیا یہ پیغام خدا کے لائق نہیں ہے؟ کیا سوائے خدا کے اور کوئی دوسرا ایسی عجیب خوشخبری بھیج سکتا ہے؟ کیا سوائے خدا کے کبھی ایسا وسیع دِل مل سکتا ہے جس سے کل جہان کی نجات کے لئے راہ نکل سکے۔ صرف خُدا ہی کا دِل ہے جس کی نجات بخش محبّت سے ایسی عجیب خوشخبری پیدا ہو۔ کوئی نہیں جو اُس محبّت کی لمبائی۔ چوڑائی۔ اونچائی اور گہرائی کو دریافت کر سکتا ہے؟ اور پھر ہم جانتے ہیں کہ اُسکی محبّت کی معموری مسیح یسوع میں چھپی ہوئی ہے۔ اور جس دل کو روح القدس مسیح کی ہیکل بناتا ہے اُس میں اُسکی محبّت کی روشنی کی کچھ کرنیں داخل ہوتی ہیں اور تب اُنکا تھوڑا بہت عکس دوسروں پر پڑتا ہے۔ عجیب بات کہ تسلنیقی شہر کے غریب غُربا کی جماعت میں خدا کی ان ذات و صفات کی گہری باتوں کا چرچا جاری ہو جائے۔ حیرانی کی بات ہے کہ جن باتوں کو یونان کے عالم اپنی عقل سے کبھی دریافت

نہیں کر سکتے تھے وہ ان دستکار اور محنت کش تسلینقی مسیحیوں کی سمجھ میں آگئیں۔ ایسا کہ پولوس کے اِس خط کو پڑھکر یا سُنکر اُنہیں اپنے باطن میں عجیب تسلّی اور تقویت حاصل ہوئی اور وہ بڑے بڑے مالدار۔ مغرور۔ زبردست ظالموں کا ظلم اُٹھانے اور برداشت کرنے کو تیار ہوگئے۔ اِس بھید کی چابی کیا تھی؟ کیا سبب تھا کہ جو الٰہی باتیں شہر تسلینقی کے یونانی عالموں کی سمجھ میں نہیں آئیں۔ بلکہ اُنہیں بے وقوفی معلوم دیں وہ اِن محنت کش غریب مسیحیوں پر کھُل گئیں۔ وہ بھید یہ تھا اور بھید کشا چابی یہ تھی کہ اِن مسیحی نومریدوں نے پولوس اور اُس کے ہمخدمتوں کی زبانی خدا کی عجیب محبت کی خوشخبری سنکر اپنے دِلوں کے اندر اُسے جگہ دی۔ اُنہوں نے مسیح کے حق میں اُنکی گواہی کو قبول کر لیا اور روح القدس کی دبی ہوئی آواز کے شنوا ہوئے اور مان لیا کہ مسیح ہمارا نجات دہندہ ہے۔ ہم اُسکو مانینگے۔ دل و جان سے اُسکو پیار کرینگے اور اپنی زبانوں سے علانیہ اُسکا اقرار کرینگے اور ہر وقت اُسکی بڑائی کے گیت گائینگے اور اُسکی برادری میں شریک ہوجائینگے۔ پولوس رسول اور روح پاک کی گواہی اُنہوں نے مان لی اور مسیح کو پیار کرنے لگے اور اِس پیار کو اپنے دلوں میں چھپائے نہیں رہے

بلکہ اسے خوشی کی خبر پہچان کر دوسروں کو سنانے لگے۔ یہ آئیتیں تسلنیکی کے
اِس بھید کو کھولتی ہیں کہ تسلنیکی نومرید مسیح خدا کی گہری باتوں کو قبول کرتے
تھے جنہیں اسی شہر کے یونانی عالم بے وقوفی سمجھتے تھے۔ پولوس نے
ان عجیب روحانی برکتوں کا خیال کر کے جو تسلنیکی مسیحیوں کو ملی تھیں یہ نتیجہ
نکالا: "پس اے بھائیو ثابت قدم رہو اور جن روائتوں کی تم نے ہماری
زبانی اور خط کے ذریعے تعلیم پائی ہے انپر قائم رہو" آئت ۱۵) اور اِس
آئت میں وہ ایک اعتراض کا جواب دیتا ہے جو اُسکی تعلیم کے بارے میں
کیا جاتا تھا۔ وہ اعتراض یہ تھا۔ پولوس! تیرا قول یہ ہے کہ نجات شروع
سے آخر تک صرف خدا ہی کی طرف سے ہے۔ تیرے کہنے کے مطابق
خدا ہی ہے جس نے نجات کی راہ نکالی۔ اُسی نے نجات دہندہ کو بھیجا
اور اُسی نے روح القدس کو بھی بھیجا جس کے ذریعے سے لوگ اِس
نجات دہندہ پر ایمان لاتے اور نجات اور پاک دلی دونو حاصل کرتے
ہیں۔ پھر ساتھ اسکے تو یہ بھی کہتا ہے کہ خدا نے تجھے اور تیرے ساتھیوں
کو بھیجا کہ تمہارے وسیلے نجات کی یہ خوشخبری سنائی جائے۔ اچھا! اگر
یہ سب باتیں مان لی جائیں کہ نجات۔ نجات دہندہ۔ روح القدس۔ پاک
دلی اور اُنکے پہنچانے والے اور سنانے والے سب خدا ہی کی طرف سے
ہیں تو ہمیں یہ بتلا کہ پھر اِس سارے معاملے میں انسان کا کوئی کام ہے

یا نہیں؟ کیا یہی اُسکا سارا کام ہے کہ بس سُن لے اور قبول کرلے۔ کیا پُن
اور ثواب بھی کچھ حقیقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ یا بس ہم یہی کریں کہ سمجھ
بیٹھیں کہ سب باتوں کا کرنے والا خدا ہے اور ہمارا کام صرف یہ ہی ہے کہ
خالی ہاتھ۔ لاچار بھکاری اور فقیر کی طرح اُسکے دروازے جا بیٹھیں اور
کِسی قسم کی پرواہ یا فکر نہ کریں؟ کیا تیرے کہنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ
خدا نے سب کچھ کر دیا اور ہمارے لئے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں رہی؟
ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری اِس تعلیم سے آدمی بالکل بے پرواہ
اور بے فکر ہو جائیں اور نیکی کی غرض اور مقصد کو بالکل بھلا بیٹھیں اور یہ کہنے
لگ جائیں کہ نیکی یا بُرائی کے بارے میں خود لمبی چوڑی فکر مت کرو۔
ہماری نجات ہم پر تو موقوف ہے ہی نہیں۔ خدا ہی سب کچھ کرنے والا ہے
ممکن ہے کہ لوگ یہاں تک کہنے لگ جائیں کہ سب ٹھیک ہے اور کہیں کہ
خدا نے مجھے چن تو لیا ہی ہے ایک نجات دہندہ بھی اُسنے مجھے بخش دیا ہے اور
نجات کے وسیلے بھی دے دئے ہیں۔ بس اب مجھے اور کیا درکار ہے؟ کوئی
ضرورت نہیں کہ میں نیک کاموں کے بارے میں فضول سر ٹکپوں۔ اب تو میں
جس طرح چاہونگا اپنی زندگی بتاؤنگا۔ کوئی فکر نہیں اگر میں بدی بھی کر بیٹھوں۔
نجات دہندہ تو مجھے مِل ہی گیا ہے۔ بھلا جب مسیح خود ذمہ دار بن گیا تو
کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا میرے گناہوں کا حساب کرے۔ اللہ اللہ خیر صلّا

پولوس اس اعتراض کا جواب اِسی پندرھویں آیت میں مختصراً دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ایسا نتیجہ نکالنا سراسر غلط ہے۔ جو تعلیم نجات کے بارے میں میں نے زبانی یا خط کے ذریعے دی اُس سے اِس قسم کا نتیجہ نکالنا بالکل نادرست ہے۔ میں نہیں مان سکتا کہ کبھی کوئی ایسے نتیجے نکالیگا۔ بلکہ برعکس اسکے لوگ ہر نیک کام و کلام میں مضبوط ہونگے اور ہر نیک بات میں ثابت قدم اور قائم رہینگے (دیکھو آیت ۱۷) خدا اُنکا مددگار ہوکر اُنکے دلوں میں اُنکو آپ ایسا مددگار بخشیگا جو اُن کو ہر وقت غفلت اور بے پرواہی سے جگاتا رہیگا۔ چنانچہ پولوس نے فلپی کلیسیا کو یوں لکھ بھیجا پس اے میرے عزیزو جس طرح تم ہمیشہ سے فرمانبرداری کرتے آئے ہو۔ اُسی طرح اب بھی نہ صرف میری حاضری میں بلکہ اِس سے بہت زیادہ میری غیرحاضری میں ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کے کام کئے جاؤ۔ کیونکہ جو تم میں نیت اور عمل دونو کو اپنے نیک ارادے کے مطابق پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے (فلپی ۲: ۱۲-۱۳)

جس مسیحی کے دل میں یہ پختہ یقین ہو جائے کہ خُدا میری طرف ہے اور کہ میری مدد کے لئے وہ ہمیشہ میرے نزدیک ہے وہ کبھی غافل اور بے پرواہ نہ ہوگا جس کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ خُدا پاک خدا ہے وہ کبھی جان بوجھ کر بدی میں نہیں پڑیگا اور ایسا کرنے سے کبھی

روح القدس کو رنجیدہ نہ کریگا اور نہ اُسکی مخالفت نہ مزاحمت کریگا۔ بلکہ برعکس ایسا کرنے کے وہ روح پاک کی دبی ہوئی آواز کو سنکر بدی سے گھن کریگا اور باز رہیگا۔ کیا جس شخص کے پاس پولوس رسول کے خطوط ہوں وہ اُنکو پڑھ پڑھ کر اور اُنکی تعلیموں پر سوچ سوچ کر بے پرواہ اور غافل رہ سکتا ہے؟ کیا تسلینقی نومرید پولوس رسول کے پہلے خط کو جو اُس نے بھیجا تھا پڑھکر غافل بن گئے؟ نہیں بلکہ نیک کاموں کی طرف اُنکے دل پیشتر کی نسبت زیادہ کھنچنے لگے۔ (دیکھو ا تسلینقی ۲: ۱۰-۱۳ و ۱ ۴: ۱-۱۲ و ۵: ۱۲-۲۲) پھر اِن معترضوں کو وہ وہ تعلیمیں یاد دلاتا ہے جن کا ذکر اُس نے اُس پہلے خط میں کیا تھا جو اُس نے تسلینقی کے نومریدوں کو لکھا تھا۔ چنانچہ اِس پندرھویں آیت میں وہ جو کچھ لکھتا ہے اُس سے گویا وہ اِن معترضوں سے پوچھتا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ ایسی تعلیم سے جو میں نے اُنھیں دی کیا نومرید خبردار اور ہوشیار بنتے ہیں یا بےخبر اور بیڈر۔ وہ پاک بنتے ہیں یا ناپاک؟ کیا ہو سکتا ہے کہ میری باتوں کو سُن کر وہ کہیں کہ خیر نجات کی تدبیر۔ نجات دہندہ۔ روح القدس کی بخشش ہماری اندرونی پاکیزگی تو محض خدا ہی کی طرف سے ہیں۔ ہم اُسکے چُنے ہوئے لوگ ہیں سو ہمارے کرنے کرانے کی کوئی حاجت نہیں۔ ہم تو نجات دہندہ پر ایمان لائے ہیں۔ سو اُسی سے ہماری نجات ہوگی۔ اگر ہم گناہ بھی کریں تو کچھ مضائقہ

نہیں ۔ وہ ہمیں معاف کردیگا تاکہ اُسکا فضل زیادہ ہو ۔ ہو نہیں سکتا کہ پولوس کی تعلیم سے کوئی اِس قسم کا نتیجہ نکالنے کی جرأت کرے ۔ جو لوگ اُس وقت اعتراض کرتے تھے کہ پولوس اپنی باتوں سے نومریدوں کو بے پرواہی سکھلاتا ہے ۔ اُنکو پولوس نے اس خط سے بہت صاف اور درست جواب دیا ۔ اُس نے اِس خط میں صاف صاف اُن سے کہا کہ " اے تسلنیقو ! میری تعلیم چاہے زبانی یا تحریری ہو اُسکے پھل یہ ہونگے کہ لوگ ثابت قدم بن جائینگے ۔ اُنہیں ابدی تسلی ملیگی ۔ وہ بڑی جلالی اُمید حاصل کرینگے اور ہر نیک کام و کلام میں مضبوط بن جائینگے ۔ (آیات ۱۵ ۔ ۱۷) کیا یہ نہایت عمدہ پھل نہیں ؟ جس کسی کو خدا نے چن لیا اور جس کی نجات مسیح سے ہو گئی اور جسکے دل کو روح القدس نے خدا کی ہیکل بنا لیا ۔ وہ کب بے پرواہ ہو سکتا ہے ؟ ہو نہیں سکتا کہ وہ گناہ اور غفلت میں بڑھکر عذر کرنے لگے کہ میں اب بے پرواہ اور بے فکر ہونگا ۔ تم مجھے نہیں جانتے کہ میں کون ہوں ؟ میں خدا کا چنا ہوا ہوں ! میرا نجات دہندہ تو ایسا ہے کہ وہ میرے گناہوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ! ہم سچ جانیں کہ اگر کوئی ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دے ۔ تو وہ نہ تو خدا کا چنا ہوا ہی ہے ۔ نہ اُسنے نجات پائی ہے اور نہ اُس کا دل روح القدس کی ہیکل ہے ۔ ایسا شخص درحقیقت ہلاک ہونے والوں میں

سے ہے۔

اِن آیات میں فقط پولوس رسول کے عقیدے کی بنیادی باتیں ہی نہیں پائی جاتیں۔ وہ صرف خدا۔ مسیح۔ روح القدس کے بارے میں اور نجات کے وسیلوں کی نسبت ہی باتیں نہیں کہتا اور نہ ہی صرف وہ نصیحت کی باتیں کہتا ہے بلکہ وہ ایک دعا بھی کرتا ہے جو آیات ۱۶ اور ۱۷ میں پائی جاتی ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ کیا اُسے اُمید تھی کہ خدا اُسکی دعا سُنیگا۔ تو وہ یہ جواب اس آیت میں دیتا ہے کہ جس نے ہم سے یہاں تک محبت رکھی کہ اُس نے اپنے پیارے بیٹے کو ہمارا نجات دہندہ بنا کے بخش دیا اور اپنے روح پاک کی معرفت بلایا تاکہ ہمیں پاک بنائے اور آخر کار اپنے ساتھ ہمیں جلال میں شریک کرے تو کیا ہو سکتا ہے کہ اپنے ایماندار لوگوں کی دعاؤں کو وہ نہ سُنے ؟ اِس میں ذرا شک نہیں کہ وہ ضرور سُنیگا۔ پولوس اپنے عقیدے میں ایسے یقین کو ایک بنیادی بات سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے اس خط کو لکھتے لکھتے اُسنے اپنی باتوں کو تھوڑی دیر کے لئے علٰحدہ کردیا اور آنکھیں بند کر وہ مختصر دعا مانگنے لگا جو اِن آیات میں درج ہے۔ اور اگر وہ اُسوقت اپنے خط نویس مسیحی بھائی کے ذریعے سے خط لکھا رہا تھا اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اور کیا لکھا جائے تو یہ کہنا پڑیگا کہ لکھنا۔ لکھوانا موقوف کرکے وہ دونو ملکر دعا کرنے

لگ گئے۔ ہم سبھوں کے لئے یہ کیا ہی نیک نمونہ ہے خواہ ہم اپنے دوستوں کو خط لکھتے ہوں۔ یا کسی کارخانے میں کام دھندے میں لگے ہوئے ہوں۔ ہمیں چاہئے کہ کام وکاج کے درمیان ذرا ٹھہر جائیں اور خدا کی طرف دل لگا کر دعا مانگیں ہم پولس کی کئی ایک ایسی مختصر دعائیں پڑھتے ہیں جو اُسکے خطوں کے مضامین کے درمیان پائی جاتی ہیں (دیکھو (۱) رومی ۱۵: ۳۳ و ۱۶: ۳۰ و ۲۴-۲۷ (۲) ۱ قرنتی ۱۵: ۵۷ و ۱۶: ۲۳ و (۳) ۲ قرنتی ۲: ۸-۱۶ و ۹: ۱۵ و ۱۳: ۱۴ (۴) افسی ۱: ۱۶-۱۹ و ۳: ۱۴-۲۱ (۵) فلپی ۱: ۳-۱۱ و ۴: ۶-۷ و (۶) کلسی ۱: ۹-۱۲ و ۴ و (۷) ۱ تسلنیقی ۳: ۹-۱۳ و ۵: ۱۷ و ۲۳ و ۲ (۸) ۲ تسلنیقی ۱: ۱۱-۱۲ و ۳: ۱۶ و (۹) ۱ تمطاؤس ۱: ۱۷ و (۱۰) ۲ تمطاؤس ۱: ۳ و (۱۱) فلیمون ۱: ۴-

پولس کی اِس دُعا سے یہ غور طلب بات ظاہر ہوتی ہے کہ وُس نے خداوند یسوع مسیح اور خدا باپ دونو کا نام ملا کر دعا کی۔ کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا مسیح سے دعا مانگنی واجب ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کیوں نہیں؟ نہ صرف پولس کی اس دعا سے ظاہر ہے کہ ایسا کرنا واجب ہے بلکہ نمونے کے لئے ہم کئی اور مقامات پیش کر سکتے ہیں جہاں ہمیں ایسا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً اِسی خط کے پہلے باب کی پہلی ۲ اور ۱۲ آیات پڑھو۔ نیز دیکھو ۱ تسلنیقی ۳: ۲ و اعمال ۹: ۶ و ۱۳: ۲ و ۱ قرنتی ۱: ۱-۲ و ۲ قرنتی

۱۲:۸-۹ و ۱ طمطائوس ۱:۱۲ و یہودہ ۱:۲۴ و مکاشفات ۱:۵ و ۲۲:۲۰

اپنی اس دُعا میں پولوس اپنے تبلیغی بھائیوں کے لئے دو خاص برکتیں چاہتا ہے۔ اول تو یہ کہ خداوند یسوع مسیح اور خدا باپ انکے دلوں کو تسلی بخشے اور دوئم یہ کہ ہر نیک کام و کلام میں انہیں مضبوطی حاصل ہو۔ یہ کیا ہی بڑی برکتیں ہیں! ہم خُدا سے خداوند یسوع مسیح کے نام میں یہ دعا کے ذریعے دونو برکتیں حاصل کر سکتے ہیں کہ ہمیں دلی تسلّی مِلے اور نیک کاموں کے کرنے میں مضبوطی حاصل ہو۔ اور کیسی اُمید کے ساتھ پولوس نے یہ دُعا کی اور اُسکی اُمید کی بنیاد یہ تھی کہ جب خُدا نے ہم سے اِس قدر بے بیان محبّت کی ہے کہ اُسنے اپنے اکلوتے پیارے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا تاکہ ہم سب کے لئے اُسے صلیبی موت کے حوالے کر دیا۔ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ اُسکے ساتھ ہم اپنے پیار کرنے والوں کو اور سب اچھی چیزیں نہ بخشے؟ پس کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اُنکی دُعا نہ سُنے؟ کس کو یہ جرأت حاصل ہے کہ خُدا کی عدالت گاہ کے سامنے خداوند یسوع مسیح کے پیار کرنے والوں پر نالش کرے؟ یہ وہ بہادر ہیں جنہوں نے اپنے گھروں میں اور گاؤں والوں کے سامنے اُس کے نام کا اقرار کرنے سے شرم نہیں کھائی۔ وہ ہر وقت اُسکی تعریف کرتے رہے اور یہ کہتے پھرے کہ وہ ہمارا نجات دہندہ ہے۔ کیونکر ممکن ہے کہ اپنے بیٹے کے اِن پیاروں کی دعاؤں کو وہ رد کر دے؟

جب اُسکی پیروی کرنے کے سبب وہ ستائے جاتے ہیں اور ظالم حاکموں سے ظلم اُٹھاتے ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ اُنکی فریاد نہ سنے۔ وہ ضرور ضرور سنیگا اور وہ تسلی بخشیگا جو نہ تو دنیا کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ نہ وہ دے سکتی ہے اور نہ چھین سکتی ہے۔ اِن سب باتوں کو یاد کرتے ہوئے قوی اُمید اور یقین کے ساتھ اُسنے اپنے مصیبت زدہ بھائی بہنوں کے لئے یہ دعا کی جو ہم اِن آیات میں پڑھتے ہیں۔ جب کبھی ہم دعا کرتے ہیں تو ہم یاد رکھیں کہ ہماری دُعا کی بنیاد اور چٹان یہ ہی ہے کہ خدا ہمیں پیار کرتا ہے اور کہ مسیح ہماری شفاعت کے لئے ابتک زندہ ہے۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اپنے پُن یا ثواب پر بھروسہ اور تکیہ کرے۔ یہ ایسی خیالی بنیادیں ہیں جو ایک دن بالکل کچی اور ناقص ثابت ہونگی۔ ہماری دعاؤں کی اکیلی قائم رہنے والی اور پائدار بنیاد خدا باپ کی محبت اور مسیح کی شفاعت ہے۔

حاصل کلام

۱۔ اِن آیات میں پولوس اِن غریب تھسلنیکی نومرید مسیحیوں کو کیا ہی عجیب نام دیتا ہے۔ رسول کے بھائی۔ خداوند کے پیارے۔ اُسکے چُنے ہوئے۔ روح القدس کے ذریعہ پاک کئے ہوئے۔ حق پر ایمان لانے والے۔ نجات یافتہ انجیل کی خوشخبری کے وسیلے بُلائے ہوئے اور مسیح کے جلال کے حاصل

کرنے والے۔ اور کیا سچ نہیں کہ آج بھی مسیح کے سچے پیروں کے یہ ہی نام ہیں؟ سچ مانئے کہ آج بھی وہ سب جنہوں نے خدا کی محبت۔ مسیح کی صلیبی موت اور روح القدس کے ذریعے نئی پیدائش حاصل کی ہے۔ مسیح پر ایمان لانے کے سبب حق رکھتے ہیں کہ اِن ناموں سے کہلائیں جائیں۔ پر جب سچے مسیحی یہ نام پاتے ہیں تو ضرور بڑی شکر گزاری۔ عاجزی اور تعجب کے ساتھ وہ یہ نام اپنے اوپر لیتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں یوں ہی کہا کرتے ہیں کہ بھلا میں کون ! جس سے خدا نے اتنی محبت رکھی۔ ایسا کہ میرے جیسے گئے گذرے گنہگار کے لئے مسیح نے اپنا جلالی تخت چھوڑ دیا تاکہ مجھے نجات بخشے اور اپنے جلال میں مجھے بھی حصہ دار بنائے ! کس کا مقدور ہے کہ وہ خدا کی بے بیان محبت کی لمبائی اور چوڑائی کو معلوم کرے؟ کون ہے جو دعوے کرسکتا ہے کہ میں نے مسیح کی محبت کو جو جاننے سے باہر ہے جان لیا ہے؟ کوئی نہیں۔ ایک بھی نہیں جو ایسا کرنے کا دعوے کرسکتا ہے۔ جے مسیح کی۔ جے مسیح کی۔ ! ابدالآباد اُسکی تمجید ہوتی رہے

۲۔ کلیساؤں کے پاسبان اپنے چھوٹے جھنڈوں کی کمزور بھیڑوں کو وہ تسلی بخش تعلیم کی باتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں جو اِن آیات میں پائی جاتی ہیں تاکہ اُنہیں دلیری اور دلاسا ملے۔ اور اُنکو یہ خوشی حاصل ہو کہ ہم خدا کے چنے ہوئے ہیں۔ اور اِس کا یقین اُنہیں یوں دلایا جائے۔

اُن سے کہا جائے کہ جس حال کہ وہ مسیح پر ایمان لائے اور اُسکے پاس آئے اُنکی نسبت اُنکے خداوند نے خود فرمایا "جو کوئی میرے پاس آئیگا۔ اُسے میں ہرگز نہ نکالونگا (یوحنا ۶: ۳۷) اور میرے پاس اُنکے آنے کا بھید ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ" وہ میرے باپ کے دئے ہوئے ہیں"

چنانچہ اُس نے اسی جگہ صاف فرمایا" جو باپ مجھے دیتا ہے وہ میرے پاس آجائیگا (یوحنا ۶: ۳۷) مسیح کے اِس کہنے کا گویا مطلب یہ ہے کہ حالانکہ تم جو میرے پاس آئے ہو غریب۔ پست حال اور کمزور تو ہو تو بھی میں شکر گذاری کے ساتھ باپ کے ہاتھ سے تمھیں لے لیتا ہوں کیونکہ تم اُسکے چنے ہوئے ہو۔ تم میرے لئے اُسکی بخشش ہو۔

۳۔ ان آیات میں انجیل کے مبشر کے لئے یہ ہدایت موجود ہے کہ وہ یاد رکھے کہ انجیل مقدس میں خدا باپ اور مسیح کی محبت کے بارے میں جو باتیں لکھی ہوئی ہیں وہ وہ وسیلہ ہیں جن سے دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے اور اگر مبشر ان باتوں کو چھوڑ چھاڑ کر اِدھر اُدھر کی تعلیمیں دے اور نصیحتیں سناوے تو ہو نہیں سکتا کہ سننے والے کے دل میں مسیح کے لئے زندہ ایمان پیدا ہو۔ انجیل کی خوشخبری کی باتیں حق اور سچائی ہیں صلاح مشورہ فقط نہیں ہیں۔ صلاح مشورہ تو اِس دنیا میں ہر چہار طرف سے ملتا رہتا ہے۔ پر صرف حق کی باتوں کے سننے اور قبول کرنے سے پختہ

ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور ایمان کے ساتھ اُس کے اندر نئی پیدائش کا بیج پڑ جاتا ہے جس کے سبب نئی زندگی اُسکے اندر جڑ پکڑ کر اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "تم فانی تخم سے نہیں۔ بلکہ غیر فانی سے۔ خدا کے کلام کے وسیلے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو۔ چنانچہ یہ لکھا ہے کہ ہر بشر گھاس کی مانند ہے اور اُسکی ساری شان و شوکت گھاس کے پھول کی مانند۔ گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے لیکن خدا کا کلام ابد تک قائم رہیگا۔ یہ وہی خوشخبری کا کلام ہے جو تمہیں سنایا گیا ہے۔ ۱ پطرس ۱: ۲۳-۲۵۔

چاہیئے کہ کتاب مقدس کی خوشخبری مثل بیج کے مبشر کے ہاتھ میں ہو وہ اِس بیج کا بونے والا ہے۔ وہ یاد رکھے کہ جس کسان کے پاس اچھا زندہ بیج نہ ہو وہ کبھی عمدہ فصل نہیں کاٹ سکتا جس سپاہی کے ہاتھ میں تلوار نہ ہو اور اگر ہو تو ناقص اور ٹوٹی ہوئی۔ وہ ضرور ہار جائیگا وہ ہرگز نہیں فتح پا سکتا۔ اسی طرح ضرور ہے کہ انجیل کا مبشر اِس روحانی جنگ میں خدا کے سب ہتھیار باندھے "پس سچائی سے اپنی کمر کسکر اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہنکر اور اُن سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قائم رہو جس سے تم اُس شریر کے سارے جلتے ہوئے تیروں کو بجھا سکو اور نجات کا خود

اور روح کی تلوار جو خُدا کا کلام ہے لگا لو۔ افسی ۶: ۱۱-۱۷۔

۴۔ ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ پاک بننے اور پاک زندگی میں بڑھنے اور ترقی کرنے کا بھید کیا ہے؟ ان تبلیغی نو مریدوں کا یہ حال تھا کہ مسیحی ہونے سے پیشتر یہ خود بت پرست تھے اور اب بت پرستوں میں رہتے تھے۔ شہر بھر میں شہوت پرستوں سے وہ گھرے ہوئے تھے۔ طرح طرح کی آزمائشیں اُن کے چوگرد موجود تھیں۔ حرام کاروں اور شرابیوں کے محلوں میں وہ محنت مزدوری کرتے تھے۔ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ بدعادتوں سے بچے رہیں اور نیک باتوں میں ترقی کرتے جائیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ روح القدس وہ کافی اور پورا وسیلہ ہے جس کے ذریعے وہ ہر بدی سے بچنے اور پاک بننے کے لئے قوت پر قوت حاصل کر سکتے تھے۔ جب مسیح اپنے کمزور کم اعتقاد شاگردوں کو چھوڑنے پر تھا تو اُسنے پاک بننے اور ہر ایک نیک کام میں مدد حاصل کرنے کے لئے روح القدس کے بھیجنے کا وعدہ اُنہیں دیا تھا اور اُن سے کہہ دیا تھا کہ وہ ہر نو مرید شاگرد میں سکونت کریگا اور اُنہیں پاک بناویگا (یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیات۔ نیز ۱۵: ۲۶ اور ۱۶: ۷-۱۴)

یہی مددگار پولوس۔ سلوانس۔ اور طمطاؤس کے ساتھ اُنکے اندر اُنکا پاک مددگار تھا۔ وہ اُنکی پاکیزگی کا بانی تھا۔ اس لئے اُنہوں نے

تسلیبقی نومریدوں کو اپنے دلی تجربے سے سکھلایا کہ اس مددگار کے ذریعے تم پاک بن سکتے ہو۔ چاہیئے کہ ان دنوں میں بھی یہ خوشخبری مسیح کے نومرید شاگردوں کو سُنائی جائے کہ جو شخص پاک ہوا چاہتا ہے وہ یاد رکھے کہ اُسکے پاک بننے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ روح القدس ہے جو خدا کی بخشش ہے اور مسیح پر ایمان لانے والوں کو لبطور انعام دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اُسکو حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں اور یقین کے ساتھ اُس سے مانگیں اور دل میں قبول کریں۔ چنانچہ مسیح خداوند نے خود فرمایا "مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤگے۔ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے۔ اُسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے لئے کھولا جائیگا۔ تم میں سے ایسا کون سا باپ ہے کہ جب اُسکا بیٹا روٹی مانگے تو مچھلی کے بدلے اُسے سانپ دے یا انڈا مانگے تو اُسکو بچھو دے۔ پس جب تم بُرے ہو کر اپنی اولاد کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس ضرور ہی دیگا۔ (لوقا ۱۱: ۹-۱۳)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

۱۔ کیا میں خداوند یسوع مسیح کے پیاروں سے محبّت کرتا ہوں اور

اُنہیں خداوند کے پیارے جانتا ہوں ؟ (آیت ۱۳)

۲۔ کیا خُدا کے چُنے ہوؤں کے نشانات مَیں اپنے دل کی حالت پر غور کرکے اور اپنے چال وچلن سے اپنے میں محسوس کرتا ہوں ؟ کیا روح القدس کے ذریعے میں پاک بنتا جاتا ہوں۔ کیا میں مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور برحق جانکر اُسی پر اپنی نجات کے لئے تکیہ اور بھروسہ کرتا ہوں ؟ (آیت ۱۳) کیا خداوند یسوع کے آنے والے جلال کو حاصل کرنے اور اُس میں حصّہ پانے کی اُمید سے مجھے خوشی ملتی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ صرف میرے لئے ایک عقلی بات اور تعلیم ہی تعلیم ہے ؟ جس کا اثر نہ تو میرے دل پر ہوتا ہے اور نہ میرے روزمرّہ کے چال وچلن پر ؟

۳۔ کیا وقتاً فوقتاً پولوس کے نمونہ پر خط لکھتے وقت اور اور کوئی کام کرتے وقت میں خط لکھنا یا کام کرنا بند کرکے اُن کے لئے جن کو میں خط لکھ رہا ہوں یا جن کے ساتھ ملکر کام کرتا ہوں میں اُنکے لئے یہ دُعا مانگتا ہوں کہ میرے خط کے ذریعے اُنہیں کوئی تسلّی کی بات پہنچ جائے یا میرے کام کلام کے ذریعے میرے ساتھی کام کرنے والوں کو کوئی مدد کی بات حاصل ہو جائے۔ کیا میرے دل کا یہ حال ہے کہ میری دعا کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ جس کام میں میں لگا ہوا ہوں اُسکے ساتھ ہی میں دعا میں بھی لگا رہتا ہوں ؟

دُعا

اے خداوند جو جو برکتیں میں نے پائیں وہ سب تیرے ہی نعمتیں ہیں۔ تیری محبت اور تیری ساری برکتوں کے عوض میں تجھے کیا دوں؟ تونے مجھے پہلے پیار کیا۔ مجھے جگانے سکھانے اور پاکیزہ بنانے کے لئے تونے اپنا پاک روح مجھے بخش دیا۔ ہاں تونے اپنے پیارے بیٹے مسیح کو میرے لئے بخش دیا اُسکے ساتھ ہی نجات کے عجیب وغریب وسیلے مجھے بخش دئے دینے والا تو ہے اور لینے والا میں تیرا غریب لاچار بندہ ہوں۔

دو جو تینوں لوک دے سکتا ہیں۔ اِس پریم کے جوگ یہ ہوتا کیوں؟
ہے یسوع پریمی آپکے تئیں۔ ہیں وہ اور پران چڑھاتا ہوں۔

۲ تسلنیقی ۳: ۱-۵

اپنے لئے دعا کی درخواست

پولوس ان آیات میں اپنے لئے اپنے تسلنیقی بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ ہمارے پاس اُسکے ۱۳ خطوط موجود ہیں اور ہم باربار اُن دعاؤں کا ذکر پڑھتے ہیں جو وہ دوسروں کے لئے

۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۱-۵

غرض اے بھائیو۔ ہمارے حق میں دُعا کرو کہ خُدا وند کا کلام ایسا جلد پھیل جائے اور جلال پائے جیسا تم میں۔ اور کجرو اور بُرے آدمیوں سے ہم بچے رہیں۔ کیونکہ سب میں ایمان نہیں۔ مگر خداوند سچا ہے۔ وہ تم کو مضبوط کرے گا اور اُس شریر سے محفوظ رکھے گا۔ اور خداوند میں ہمیں تم پر بھروسا ہے کہ جو حکم ہم تمہیں دیتے ہیں اُن پر عمل کرتے ہو اور کرتے بھی رہو گے۔ خداوند تمہارے دلوں کو خدا کی محبّت اور مسیح کے صبر کی طرف ہدایت کرے۔

کیا کرتا تھا۔ پر جو دعائیں وہ اپنے لئے کرتا ہے یا وہ دعائیں جن کے لئے وہ دوسروں سے درخواست کرتا تھا یا جن بخش برکتوں کے لئے وہ دوسروں کو دعا مانگنے کی ترغیب دیتا تھا ان کا ذکر بہت کم پایا جاتا ہے۔ لہذا چاہئے کہ ان آیات میں جو دعا پائی جاتی ہے ہم اس کا خوب لحاظ کریں اور اس پر غور کریں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں مناجاتوں میں یاد کیا کرو اور خاص کر میرے لئے تین درخواستیں خدا سے کیا کرو۔ دعا مانگتے وقت یاد رکھو کہ میں انجیل کا مبشر اور خادم ہوں۔ خداوند یسوع نے خود مجھے اس جلالی خدمت کے لئے بلایا اور الگ کیا ہے۔ وہ مجھ سے گویا یہ کہتا رہتا ہے کہ اے پولوس! میرا کلام سناتا جا۔ ہاں! ہر چہار طرف اسے پھیلاتا جا اور ہر وقت یاد رکھ کہ تیرا ایک ہی کام ہے اور وہ یہ ہے کہ تو کلام کو ہر طرف سنائے اور پھیلائے۔ اس اپنے فرض کو کبھی فراموش نہ ہونے دے۔ تو اسی لئے بلایا گیا اور مخصوص کیا گیا اور اسی لئے تجھے زندگی بخشی گئی کہ تو میرے کلام کو ہر ملک میں سنائے۔ رات و دن اس بات کو یاد کیا کر اور ہمیشہ یہ دعا کیا کر کہ اس پاک خدمت میں تو ہمیشہ مشغول رہے اور دل سے شوقین ہو کر سرگرمی کے ساتھ اس کام میں لگا رہ۔ یہی خدمت تیری روح کی غذا ہو۔ ہاں مخالف تو بکثرت ہیں اور ڈرانے والے بھی بہت۔ جو تجھے دھمکی دیتے اور کہتے ہیں کہ پولوس! چپ رہ۔ نہیں تو تیری خیر نہیں! ہم تجھے ایسا مزہ چکھائینگے جو تو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ پر پولوس باوجود ان دھمکیوں کے ڈرتا نہ تھا

اُسے مسیح کی بات یاد تھی "مَیں تیرے ساتھ ہوں - تو ہرگز ان سے نہ ڈر - میرے کلام کی باتیں کہتا جا اور بولتا جا - یہ ہمت دلانے والی باتیں جو روح القدس کی دبی ہوئی آواز تھیں - اُس کے اندر اُسے سنائی دیتی تھیں اور روح القدس اس طرح اُسے تسلّی دیا کرتا تھا - وہ اُس کو اس کے خداوند کا آخری حکم اور وعدہ یاد دلایا کرتا تھا - کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے - پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُنہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور انہیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (دیکھو متی ۲۸: ۱۹-۲۰)

یہ صاف حکم اور تسلّی بخش وعدہ اس کے دل کے اندر برابر گونجا رہتا تھا اور اسی سبب سے وہ اپنی دعاؤں میں یہ خاص التجا کیا کرتا تھا کہ اے خداوند جو کلام سنانے کے لئے تو نے مجھے سونپا ہے کاش کہ میں بڑی مستعدی سے سناؤں - کاش کہ میں اسے عجلت کا کام سمجھوں - میرا حال اُس دوڑنے والے کی مانند ہو جو ایک دوڑ میں لگا ہوا ہے - اے کاش کہ میں اِس کلام کو تیزی کے ساتھ ہر طرف لئے دوڑتا پھروں -

پس اپنے تسلیفقی بھائیوں اور بہنوں سے وہ درخواست کرتا ہے کہ میرے لئے یہ دعا کرو کہ خدا کا کلام میرے وسیلے پھیلتا جائے اور گویا ہر طرف دوڑتا ہوا نظر آئے - کیا پولوس کی یہ دعا سُنی گئی ؟ اُسی کے وسیلے سے ایشیا کے بہت سے

شہروں اور بستیوں میں یہ کلام سنایا گیا۔ اور نیز یورپ کے کتنے بڑے بڑے
شہروں میں اس کے ذریعے خدا کا کلام پھیل گیا اور ترقّی کرنے لگا۔ وہ کہتا ہے۔
یہودیوں اور یونانیوں کے روبرو میں گواہی دیتا رہا کہ خدا کے سامنے توبہ کرنا اور
اور ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا چاہیئے اور اب میں روح میں بندھا ہوا یروشلیم
کو جاتا ہوں۔ نہ معلوم کہ وہاں مجھ پر کیا گذرے۔ سوائے اس کے کہ روح القدس ہر
شہر میں گواہی دے کر مجھ سے کہتا ہے کہ قید اور مصیبتیں تیرے لئے تیار ہیں۔ لیکن
میں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا کہ اسکی قدر کروں بہ مقابلہ اسکے کہ اپنی دوڑ اور وہ خدمت
جو خداوند یسوع سے پائی ہے پوری کروں یعنی خدا کے فضل کی خوشخبری کی گواہی دوں
.... اس لئے جاگتے رہو اور یاد رکھو کہ میں تین برس تک رات دن آنسو
بہا بہا کر ہر ایک کو سمجھانے سے باز نہیں آیا (دیکھو اعمال ۲۰: ۲۱-۲۴ و ۳۱ آیات)

پولوس کے دنوں میں انجیل کی خوشخبری پھیلانے میں بہت سی رکاوٹیں تھیں
مگر دعا ہی کے وسیلے یہ رکاوٹیں دور دفع ہوئیں۔ کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ
رسولی زمانے کی کلیسیا کے خاص نشانات اور خاص خوبیاں کونسی تھیں؟ اس سوال
کا جواب مختصر طور پر ان آیات میں ملتا ہے اس کلیسیا کے لوگ اوّل تو دعا مانگنے والے
تھے۔ دوئم انجیل کی خوشخبری کے پھیلانے والے اور سوئم انجیل کی تعلیم کو جلال
اور رونق دینے والے تھے۔ تبلیغی نومریدیکی نہ صرف انجیل کے سنانے والے اور پھیلانے
والے تھے، بلکہ اُسکے رونق دینے والے تھے۔ بس میں ذرا شک نہیں کہ انجیل کی خوشخبری

جلال کی باتوں سے بھری ہوئی ہے پر اُسکی رونق مخفی اور چھپی ہوئی ہے اور وہ دوسروں
پر ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہنے والے اُسے اپنے دل کے اندر جگہ نہ دیں۔ اور جب وہ جگہ
پاتی ہے تو گلاب کے پھول کی طرح وہ خوشبو پھیلانے لگتی ہے۔ بلکہ خوشبودار عطر کی مانند
اپنی مہک سے تمام گھر کو بھر دیتی ہے۔ پولوس کی دعا یہ تھی کہ جیسا تسلینقی شہر میں
خداوند یسوع مسیح کی انجیل وہاں کے نو مرید پیروں سے جلال پاتی تھی سو اسی طرح
اور مسیحی جماعتوں میں بھی وہ رونق پائے کیا ہی عجیب بات کہ تسلینقی کے غریب
محنت کش نو مرید مسیحوں سے انجیل رونق اور جلال پاوے۔ پولوس کہتا ہے کہ
انجیل کی خوش خبری خدا کے چہرے کی روشنی کا عکس یا نقش ہے اور کہ اس
روشنی کا جلال اور رونق تین جگھوں میں موجود ہے۔ یعنے مسیح میں۔ انجیل کی خوشخبری
میں اور مسیح کے سچے پیرؤں میں۔ پہلے پہل تو وہ مسیح کی اپنی صورت میں چمکتی ہے
دوئم انجیل کی خوشخبری میں اور سوئم مسیح کے پیرو میں۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ
مسیح جو خدا کی صورت ہے وہ اس کے جلال کی خوش خبری کی روشنی ہے"۔ اور
پولوس کہتا ہے کہ خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے۔ اور وہ
ہی ہمارے دلوں میں چمکا۔ اب سوال یہ لازم آتا ہے کہ وہ کونسا مقصد تھا جس
کے سبب خدا نے مسیح اور انجیل کی خوشخبری کے وسیلے سے پولوس۔ اُس کے
ہم خدمتوں اور تسلینقی کے نو مرید مسیحی پیروں کے دلوں میں یہ روشنی چمکائی؟
ہمارا جواب ہے کہ وہ مقصد یہ تھا کہ خداوند یسوع مسیح سے اور اس کے پیرؤں

سے خدا کا حقیقی جلال ظاہر ہووے (دیکھو ۲ قرنتی ۴: ۴-۶)۔ کیا یہ درست نہیں کہ جب پولوس رسول اپنے غریب۔ کمزور بے عزّت۔ نومرید شاگردوں سے یہ کہتا ہے کہ میں یسوع کی خاطر تمہارا غلام ہوں تو مسیح کا جلال اُس کے ذریعے چمکتا تھا؟ کیا مسیح کا ہشکل وہ ثابت نہیں ہوا جب وہ بزرگ رسول تیار ہوگیا کہ اِن غریب۔ کم فہم اور گم نام نومریدوں کا غلام بنجائے (۲ قرنتی ۴: ۵)۔ جب اُس نے مسیح کی خاطر پانچ بار کوڑے کھائے۔ تین بار بیتیں کھائیں۔ ایک بار سنگسار کیا گیا۔ تین مرتبہ جہاز کے ٹوٹنے کی بلا میں پڑا اور ایک رات دن سمندر میں کاٹا تو کیا مسیح اور انجیل کی خوشخبری کو جلال اور رونق نہ پہنچی؟ وہ کہتا ہے کہ میں بارہا سفروں میں دریا کے خطروں میں۔ ڈاکوؤں کے خطرے میں اپنی قوم سے خطرے میں۔ غیر قوموں کے خطرے میں۔ شہر کے خطروں میں۔ بیابان کے خطروں میں۔ سمندر کے خطروں میں؟ جھوٹے بھائیوں کے خطرے میں۔ محنت اور مشقت میں۔ بارہا فاقہ کشی میں؟ سردی اور ننگاپن کی حالت میں رہا ہوں۔ اور باتوں کے علاوہ جن کا میں ذکر نہیں کرتا۔ ساری کلیساؤں کا فکر مجھے ہر روز آدبایا ہے (دیکھو ۲ قرنتی ۱۱: ۲۶-۲۸) اُس نے مسیح کی خاطر اور انجیل کی خوشخبری سُنانے اور پھیلانے کے لئے یہ ساری مصیبتیں اور بلائیں اُٹھائیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ان مصیبتوں کے وسیلے سے مسیح اور انجیل کی خوشخبری دونوں کو جلال پہنچا۔ اور جب پولوس نے یہ خبر پائی کہ مسیح اور اس کی انجیل کے پھیلانے کی خاطر تھسلنیقی نومرید طرح طرح

کا دکھ اور ظلم صبر کے ساتھ اُٹھاتے ہیں تو وہ ان سے یہ لکھ کر ہمکلام ہوا کہ اے بھائیو جیسا تم میں خداوند کا کلام پھیلتا جاتا اور تم سے جلال بھی پاتا ہے۔ اسی طرح دعا کرو کہ میں بھی اس کلام کا پھیلانے والا اور اس کی رونق و جلال کا سبب بنوں۔ خدا کے کلام کی رونق اور جلال کس میں ہے؟ اس میں کہ اس کلام کے وسیلے مسیح آدمی کے دل کو پکڑے اور خدا کی طرف کھینچے۔ کہ بدی کے دلدل سے وہ نکالا جائے اور پاک و صاف بنتا چلا جائے اور اسی کلام کو مسیح قلم بنا کر ایسے آدمی کے دل پر اپنی تصویر کھینچتا جاتا ہے۔ پولوس کہتا ہے کہ اگر مسیح کا پیرو غریب نوکر بھی ہو تو بھی جب وہ ہر طرح کی دیانتداری دکھلاتا ہے تو ہمارے منجی خداوند کی تعلیم کو رونق ہوتی ہے۔ (طیطس ۲: ۱۰) یہ کیا ہی اچھے اور خوشی کی بات ہے کہ خدا اور ہمارے منجی خداوند یسوع مسیح اور اس کی انجیل کو ہماری پاک اور نیک چلنی سے رونق اور جلال پہنچتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی خوفناک یہ بات ہے کہ ہماری بد چلنی سے ہمارے خداوند یسوع مسیح کا نام بدنام ہو سکتا ہے اور ہم یاد رکھیں کہ یہ نہایت بڑا اور سخت گناہ ہے کہ کسی مسیحی کے بدگوئی کرنے۔ اس کی دغابازی۔ تندمزاجی۔ شراب خوری۔ حرام کاری یا مکاری سے یا کسی طرح کی ناپاکی یا بد چلنی سے مسیح اور اس کی انجیل کی بدنامی ہو؟ اگر ایسا شخص توبہ کر کے اپنی توبہ کے لائق پھل نہ لائے تو ہو نہیں سکتا کہ خدا کا غضب اُس پر نازل نہ ہو۔ گرو اپنے چیلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ بھلا اگر چیلا چور یا

بدچلن ہو تو یہ بتایا جائے کہ گرو جلال پائے گا یا بدنامی؟ انجیل کی تعلیم اپنے پھلوں سے ثبوت پاتی ہے جیسا ہر ایک درخت اپنے پھلوں ہی سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ کیسا درخت ہے۔ پولوس نے تسلنیقی مسیحیوں میں یہ پھل دیکھا کہ وہ دعا کرنے والے بن گئے ہیں کہ وہ خدا کا کلام پھیلانے والے ہیں اور کہ وہ مسیح اور انجیل کی تعلیم کو رونق وجلال دینے والے ہیں۔ پس وہ اُن سے کہتا ہے کہ اِن ہی تین باتوں کے لئے دعا کرو کہ وہ مجھے بھی ملیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اس شہر میں جہاں سے میں خط لکھ رہا ہوں میرے بہت سے مخالف ہیں پس میرے لئے دعا کرو کہ کج رو اور بُرے آدمیوں سے میں بچا رہوں۔ کیونکہ سب میں ایمان نہیں۔ یہ کج رو لوگ کون تھے؟ شاید وہ یونانی علما اور شرفا تھے جو مسیح کی صلیبی موت۔ اُس کے جی اُٹھنے۔ آسمان پر چڑھ جانے اور پھر جلال کے ساتھ آنے کی خوشخبری سن کر ان سب باتوں کو بے وقوفی سمجھتے تھے اور ٹھٹھے میں اُڑاتے تھے۔ ان کے علاوہ ایسے یہودی بھی تھے جو انہیں باتوں کو سن کر پولوس کے خلاف لوگوں کو اُبھارتے تھے چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ جب تسلنیقی کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ پولوس بریا میں خدا کا کلام سناتا ہے تو وہاں بھی جا کر انہوں نے لوگوں کو اُبھارا اور انہیں کھلبلی ڈالی (اعمال ۱۷: ۱۳) اور اگر کوئی پوچھے کہ اِن یونانیوں اور یہودیوں کی کجروی اور مخالفت کی جڑ کیا تھی؟ تو اس کا جواب اسی آیت میں جس پر ہم سوچ رہے ہیں پایا جاتا ہے "اُن میں ایمان نہ تھا"۔ جب پولوس نے خدا کی پاک روح کی قدرت سے مسیح کی خوشخبری تسلنیقی شہر میں

سنائی تو بعضوں نے تو سن کر یقین کیا کہ یہ خالی نصیحت۔ صلاح۔ مشورے کی باتیں نہیں
ہیں بلکہ یہ ایک خبر ہے۔ ایک خوشی کی خبر جو خدا کی طرف سے ہمیں پہنچی ہے۔ اسے سنکر
وہ خوشی کے ساتھ مسیح پر ایمان لائے اور اس کے پیرو ہو گئے۔ پر اُن کے علاوہ
ایسے بھی تھے جنھوں نے یہ باتیں سن تو لیں پر ایمان نہیں لائے۔ اور پولوس
تو وہی طرفین میں دنیا کے لوگوں کو تقسیم کیا کرتا تھا یعنی وہ جو مسیح پر ایمان لائے ہیں
اور وہ جو ایمان نہیں لاتے اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ کسطرح ہوا کہ بعض تو ایمان لائے
اور بعض نہیں لائے۔ تو اس کا مختصر جواب پولوس خود دیتا ہے اور کہتا ہے "اگر
ہماری خوشخبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونے والوں ہی کے واسطے پڑا ہے یعنی اُن
بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اِس جہان کے خدا نے اندھا کر دیا ہے تاکہ
مسیح جو خدا کی صورت ہے۔ اس کے جلال کی خوشخبری کی روشنی اُن پر نہ پڑے جس
نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے۔ وہی ہمارے دلوں میں چمکا۔ تاکہ خدا کے
جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو۔ لیکن ہمارے پاس یہ
خزانہ مٹی کے برتنوں میں رکھا ہے تاکہ یہ حد سے زیادہ قدرت ہماری طرف سے
نہیں بلکہ خدا کی طرف سے معلوم ہو (۲ قرنتی ۴: ۳-۷) ایمان داروں کا یہ حال ہے
کہ وہ اپنے خداوند یسوع میں خدا کی صورت کے جلال اور نور کو دیکھتے اور پہچانتے
ہیں اور وہی نور اُن کے دلوں میں چمکتا ہے۔ بلکہ یوں کہیئے کہ یہ نور کا خزانہ ایمان
داروں کے پاس تو ہے پر وہ خود صرف مٹی کے برتن ہیں اور ایسے مٹی کے

برنن اپنی کمزوری۔ نالائقی اور بدصورتی کے سبب اُس روشنی پر جو اُن کے اندر چمکتی ہے ایک پردہ سا ڈال دیتے ہیں ایسا کہ نور پردے کے غیر موزوں رنگ کے سبب صاف اور تیز طور پر چمکنے نہیں پاتا۔ تو بھی خدا کا شکر ہے کہ شیطان ملعون باوجود اپنی طرح طرح کی تدبیروں کے نہ تو اس روشنی کو بجھا سکتا ہے اور نہ اسے چھپا سکتا ہے نہ دھندلا بنا سکتا ہے۔ دل کے اندر اس آسمانی روشنی کے سبب زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔ اور اس کا ثبوت کیا؟ یہ کہ خداوند سچا ہے۔ وہ ہی ہے جو ہمیں مضبوط بناتا اور اس شریر سے محفوظ رکھتا ہے (دیکھو ۲ تھسّ ۳) پولوس کا یہ یقین تھا کہ تسلنیقی میں جتنے مسیح پر ایمان لاتے اُس سے دعا کرتے۔ اس کا کلام مانتے اور پھیلاتے اور کجرو اور برے آدمیوں سے الگ رہتے۔ انھیں خداوند جو برحق اور سچا ہے اور اپنے وعدوں پر قائم رہتا ہے ہر طرح کی مضبوطی بخشتا ہے اور انھیں اُس شریر کے جلتے تیروں سے محفوظ رکھتا ہے (دیکھو آیت ۲) اور اس کا یہ یقین اور بھروسہ نہ صرف اس بات پر موقوف تھا کہ خداوند سچا اور صادق القول ہے بلکہ وہ جانتا تھا کہ جتنے خداوند یسوع مسیح میں ہیں وہ ضرور اُن حکموں پر عمل کریں گے جو اس کی معرفت انہیں پہنچے تھے (دیکھو آیت ۴) اُسے اس کا پورا یقین تھا کہ مسیح کے ایمان دار خداوند کی محافظت میں ہوتے ہوئے ایسے پھل دار ہوں گے جیسے کہ ڈالیاں درخت میں قائم ہیں۔ چاہے ہوا کیسے ہی زور سے کیوں نہ چلے وہ ہرگز اُکھڑنے نہ پائیں گی جس حال کہ وہ درخت میں پائیدار

اور قائم ہیں - بلکہ جس طرح جب جیٹھ کے مہینے میں سخت لُو چلتی ہے اور تو
بھی آم کا درخت اپنی ڈالیوں کو سوکھنے نہیں دیتا بلکہ ہر گھڑی - رات اور دن
تازہ میٹھا رس چھوٹی سی چھوٹی ٹہنی کو پہنچاتا رہتا ہے - اسی طرح پولوس کا
یقین تھا کہ جتنے ایمان کے ذریعے خداوند میں قائم ہیں وہ اُن تمام حکموں
پر جو خداوند مسیح کی طرف سے مَیں انہیں پہنچاتا ہوں ضرور بہ ضرور عمل کرتے
رہیں گے (دیکھو آیت ۱۴) - اس نے اُن کو ضرور مسیح کا یہ وعدہ سنایا ہوگا کہ جو
مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کے اندر سے جیسا کتاب مقدس میں ہے زندگی کے
پانی کی ندیاں جاری ہوں گی (یوحنا ۷: ۳۷ - ۳۹) پولوس کو پورا یقین تھا
کہ جس حال کہ تسلنیکی مسیحی ایمان لائے ہیں اور انہوں نے روح القدس کو حاصل
کیا ہے - جس حال کہ وہ خدا سے دعا مانگتے اور نہ صرف اس کا کلام پھیلاتے بلکہ اسے
رونق اور جلال بھی دیتے ہیں اور چونکہ اِن کا یہ حال ہے کہ وہ کجرو اور
بُرے آدمیوں کی محبت سے باز رہتے اور میری تعلیم کو مانتے اور یاد رکھتے
ہیں لہٰذا وہ ضرور بہ ضرور آخر تک اِس تعلیم پر عمل کرتے رہینگے جس حال کہ وہ
جڑ جس سے زندگی پاتے ہیں اُسے کوئی کیڑا خراب نہیں کر سکتا اور چونکہ وہ
اُس سوتے سے زندگی پاتے ہیں جو کبھی سوکھ نہیں سکتا - لہٰذا ہو نہیں سکتا
کہ وہ میری اِن باتوں کو بھلاویں - اُن کا ایمان کسی نیک سے نیک مرد - اُستاد -
گرو - نبی یا رسول پر نہیں ہے - وہ ابرہام - موسیٰ اور پولوس جیسے شخصوں

پر ایمان نہیں لائے بلکہ زندہ خدا پر جس نے اپنی محبت کی خوبی اور سچائی یوں ظاہر کی ہے کہ جب ہم کمزور گنہگار۔ دشمن اور سراسر لاچار تھے اسوقت اس نے اپنے اکیلے پیارے بیٹے کو دریغ نہ کیا بلکہ اس نے بخش دیا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ زندگی پائے۔ یہی خوشخبری لے کر پولوس تسلنیکی شہر میں گیا اور جتنے اُسے قبول کر کے مسیح پر ایمان لائے۔ اُن سے وہ اب یہ درخواست کرتا ہے کہ میرے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اب یہ یاد رکھو کہ تم نہ صرف مسیح پر ایمان لانے والے۔ اس کا کلام پھیلانے والے۔ بڑے آدمیوں سے کنارہ کرنے والے اور میرے حکموں پر عمل کرنے والے ہو بلکہ تم یہ کرتے رہو کہ دل سے خدا کو پیار کرو اور اس کی عجیب محبت پر سوچتے رہو۔ اور حالانکہ کچھ اور بڑے آدمی تمہیں حقیر جانتے اور ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں تو بھی تم اس کے پھر آنے کی راہ دیکھتے رہو تاکہ اُس کے آنے پر تم جلال پاؤ۔ وہ ضرور تم کو نام بنام اس وقت یاد کرے گا۔ بڑے صبر کے ساتھ خداوند کے جلالی دن کی انتظاری کرو اور میری دُعا تمہارے لئے یہ ہے کہ خداوند تمہارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے اور تمہاری ایسی ہدایت کرے کہ مسیح کا سا صبر تمہیں ملے (آیت ۵)

حاصل کلام (۲-۵)

۱۔ اِن آیتوں میں پولوس رسول کی کامیابی اور پھلدار زندگی کا ایک بھید ہمیں بتلایا گیا ہے اور وہ یہ کہ کتنی ایسی کلیسائیں تھیں جن میں مسیحی بھائی اور بہن اُسے دعاؤں میں یاد کرتے رہتے تھے اور جن دعاؤں کے سبب اُسے طرح طرح کی برکتیں ملی تھیں۔ کیا ہی مبارک اور خوشحال وہ پاسبان اور بشر ہے جس کے مسیحی دوست اُسے روزمرّہ اپنی دعاؤں میں یاد کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہم یہ نہ بھولیں کہ بشروں اور پاسبانوں کو چاہئے کہ دوسروں سے دُعا کی درخواست کرتے رہیں جیسا پولوس نے خود کیا۔ اُس نے التجا کی کہ "اے بھائیو! میرے لئے دعا کرو"۔ اور اس کا یہ ایمان تھا کہ ایمانداروں کی دعاؤں ہی کے سبب کتنی بڑی برکتیں مجھے ملی ہیں۔ بڑا بدنصیب وہ پاسبان یا بشر ہے جس کے لئے شاید کوئی اِکّا دُکّا مسیحی کبھی کبھی دعا کر چھوڑتا ہے اور اس کا سبب شاید یہی ہے کہ پولوس کے نمونے پر اُس نے زبانی یا خطوط کے ذریعے اُن رکاوٹوں کا ذکر نہیں کیا جو بُرے اور کجرو لوگوں کی مخالفت کے سبب واقع ہوتی ہیں اور جن کا سامنا اُسے کرنا پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس نے اپنے بھائیوں سے یہ درخواست نہیں کی کہ میرے لئے دعا کرو کہ میں ایسے کجرو اور بُرے آدمیوں سے

بچا رہوں۔ کہ میں چاروں طرف دوڑتا ہوا خدا کا کلام پھیلاتا جاؤں۔ سو کلیسیا کے پاسبانو اور انجیل کے پھیلانے والو۔ اگر پولوس کا یہ حال تھا کہ وہ اَوروں کی دعاؤں کا محتاج تھا تو کتنا زیادہ ہم اپنے مسیحی بھائی بہنوں کی دعاؤں کے محتاج ہیں اور شاید ہماری ناکامیابی اور بے پھل زندگی کی وجہ یہی ہے کہ ہم دوسروں کی دعاؤں اور مناجاتوں کی حاجت اور ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ہمارا یقین ہے کہ اُن کی دُعاؤں سے ہمیں برکت مل سکتی ہے اور نہ ہی ہم زبانی طور پر یا خطوں کے ذریعے اُن سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو۔ (دیکھو آیات ۱ و ۲ و نیز ا تسلنیکی ۵:۲۵ و رومی ۱۵:۳۰-۳۲ و ۲ قرنتی ۱:۱۱ و افسی ۶:۱۸-۱۹ فلیمون ۱:۲۲)

۲۔ اِن آیات میں ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ پولوس رسول کی زندگی کا حوصلہ اور مقصد کیا تھا۔ اُس کی دلی دعا اور خواہش یہ تھی کہ میں انجیل کی خوشخبری پھیلانے والا ٹھہروں۔ اُسے خود مسیح میں نجات کی راہ مل گئی تھی اُسے خدا کی بے بیان محبّت کی خوشخبری مل گئی تھی۔ اُس نے مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور دوبارہ آنے کی خبر پائی تھی۔ اُس نے روح القدس کی بخشش کا وعدہ اپنے لئے قبول کر لیا تھا۔ وہ مسیح کی خوشخبری سُن کر اور روح القدس کا بپتسمہ پا کر ایک نیا آدمی بن گیا تھا۔ یہودی قوم میں سے تو وہ تھا اور اسی قوم کے اندر یہودی ماں باپ سے وہ پیدا ہوا تھا

مگر جوانی کے عالم میں دمشق شہر میں اُس نے روح القدس کی معرفت نئی پیدائش پائی تھی۔ جس وقت اپنے عجیب وغریب تجربہ کے بعد دمشق شہر میں وہ روزے کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا تو خداوند یسوع نے اپنے ایک دمشقی شاگرد حنانیاہ نام کو اس کے پاس بھیج دیا جس کے وسیلے سے اُس نے روح القدس کا بپتسمہ پایا اور اُس سے بھر گیا۔ اُس دن سے وہ روح القدس کا غلام بن گیا اور اس کی حمایت اور ہدایت سے وہ اپنی زندگی بسر کرنے لگا۔ (اعمال ۹: ۹-۲۵) تب سے عنقریب تیس برس تک جب تک کہ موت نہ آئی اس کا ایک ہی خاص حوصلہ اور مقصد تھا اور وہ یہ کہ تیزی اور عجلت کے ساتھ میں انجیل کی خوشخبری پھیلاتا جاؤں سوال لازم آتا ہے کہ آیا آج خداوند یسوع نہیں چاہتا کہ ہندوستان میں پولوس جیسے انجیل کے پھیلانے والے اُٹھ کھڑے ہوں۔ جوان مسیحو۔ تم جو ان باتوں کو پڑھتے ہو اپنے آپ سے پوچھو کہ آیا خداوند مجھے تو نہیں بلاتا؟ ممکن ہے کہ مسیح تم سے کہتا ہے کہ میں تمہیں انجیل پھیلانے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ اپنے آپ سے پوچھو کہ کسی حنانیاہ کی زبانی تمہیں تو یہ بلاہٹ نہیں پہنچی؟۔ آپ ہی جواب دو۔ کیا تم نے بار بار اپنے دل میں روح القدس کی دی ہوئی آواز ایسی بلاہٹ کے بارے میں تو نہیں سنی؟ شاید ان باتوں کے پڑھتے ہوئے روح القدس پیشتر کی طرح آج پھر تم سے کہتا ہے: اگر آج

تم اُس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو (عبرانی ۴: ۷)

۳- پولوس رسول کے دنوں میں انجیل کی خوشخبری کے بہت سے مخالف تھے اور وہ انہیں کجرو اور بُرے آدمی کہتا ہے۔ کس ہتھیار سے اُس نے اُن کا سامنا کیا؟ صرف ایک ہتھیار سے یعنی دُعا سے۔ ہم کسی اور ہتھیار کا ذکر اِن آیات میں (۱و ۲) میں نہیں پڑھتے۔ ہمارے لئے یہ نہایت ہی غور طلب نمونہ ہے۔ بیشک کبھی کبھی تو رومی حاکموں کی منصف مزاجی اور قوانین کی پاسداری کی وجہ سے وہ ظالموں کے ظلم سے بچ گیا اور اسی طرح آج کل بھی کبھی کبھی منصف مزاج حاکموں کی مہربانی اور مدد سے مسیح کے ستاتے ہوئے پیرو جیل خانوں اور دوسرے ظلموں سے بچ جاتے ہیں۔ پر اِن آنتوں میں ہمیں صرف ایک ہی آواز سنائی دیتی ہے کہ اے مصیبت زدہ مسیحیو۔ دعا کرو اور پھر دعا کرو روپئے یا رشوت دینے سے تم کجرو اور بُرے آدمیوں کے فریب۔ مکّاری اور ظلم سے بچ نہیں سکتے۔ پر دعا ہی ہے جس کے ذریعے تم بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار خاص میں دو زانو گر اپنی عرضی پیش کر سکتے ہو۔ تم کسی بادشاہ کے بیٹے بیٹیوں کے مثل ہو جنہیں کل محل میں رسوخ حاصل ہے تمہاری دعاؤں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دیکھوگے کہ بار بار کجرو اور بُرے آدمیوں کی تدبیر باطل اور ناقص ٹھہریں گی۔ دعا کر کر کے اپنا کل مقدمہ مسیح کے ہاتھ میں سونپ دو اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو تمہیں رہائی ملے گی اور یا جبر کے

ساتھ دکھ اور ظلم اُٹھانے سے تمہارے ذریعے مسیح جلال پائے گا اور پولوس کا تجربہ تمہارا اپنا تجربہ ہوگا۔ ایک دفعہ اس نے اس تجربہ کا یوں ذکر کیا:۔

"اس لئے ہم ہمت نہیں ہارتے۔ کیونکہ ہماری دم بھر کی ہلکی سی مصیبت ہمارے لئے از حد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی جاتی ہے۔ جس حال میں کہ ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں بلکہ اندیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں۔ کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چند روزہ ہیں۔ مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں (۲ قرنتیوں ۴: ۱۶-۱۸)

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

۱۔ کیا میں اپنے لئے دوسروں کی دعاؤں کی احتیاج کو اس قدر محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے دعاگو مسیحی دوستوں سے درخواست کرتا رہتا ہوں کہ بھائیو میرے لئے دعا کرو؟

۲۔ میں کمزور اور بڑے آدمیوں سے کس طرح مقابلہ کرتا ہوں؟ دعا سے یا دشمنی سے؟ کیا میں یسوع سے دعا کرتا ہوں کہ اے خداوند تو میری سفارش کر۔ جیسا تو نے اپنے شاگردوں کے لئے سفارش کی ہو کہ اے قدوس باپ میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھا لے بلکہ یہ کہ اُس شریر

سے اُن کی حفاظت کر"؟

۳- میری زندگی کا خاص حوصلہ اور مقصد کیا ہے؟ کیا میرے وسیلے سے خدا کا کلام پھیل رہا ہے؟ اس بڑے معاملے میں کیا مَیں اپنی کوئی جواب دہی محسوس کرتا ہوں؟

۴- کیا میں یہ دُعا کرتا ہوں اور خداوند سے پوچھتا رہتا ہوں کہ آیا وہ مجھے انجیل کی خوشخبری پھیلانے کے لئے بلاتا ہے تاکہ اسی بڑے کام میں میں اپنی زندگی بسر کروں اور کہ یہی خدمت میری زندگی کا اکیلا اور اصل مقصد بن جائے؟

دُعا

"اے خداوند جیسا تو نے پولوس - سلوانس اور طمطاؤس کو تسلنیکے کو بھیجا کہ وہ تیرے گواہ بن کر گواہی دیں - اسی طرح مجھے یہ توفیق دے کہ مَیں جس گاؤں یا شہر میں جاؤں تیرا گواہ اور وکیل بن کر تیری انجیل کی خوشخبری پھیلاؤں - آمین

۲ تسلنیقی ۳ : ۶ - ۱۵

بے قاعدہ چلنے والے ۔ مفت روٹی کھانیوالے ! اور اوروں کے کام میں دخل دینے والے مسیحیوں کو نصیحت اور احکام

پولوس رسول نے پہلے خط میں تسلنیقی شہر کی کلیسیا کے شرکا کو یہ کہکر نصیحت کی تھی اور حکم بھی دیا تھا کہ "جس طرح ہم نے تم کو حکم دیا ۔ چپ چاپ رہنا ۔ اور اپنے کاروبار کرنے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی ہمت کرو تاکہ باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرو اور کسی چیز کے محتاج نہ ہو" (۱ تسلنیقی ۴ : ۱۱ - ۱۲) اس حکم دینے کے بعد اسکو یہ امید تھی کہ کلیسیا کے شرکا اُسکی اس نصیحت اور حکم پر عمل کرینگے ۔ لیکن اُسکو یہ افسوس کی خبر پہنچی کہ وہاں کے بعض مسیحی بے قاعدہ چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو بیکار بیٹھے رہتے ہیں اور کچھ کام نہیں کرتے گویا کہ انہیں محنت کرنا منظور ہی نہیں ۔ بلکہ بعضوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ مفت اوروں کی روٹی کھاتے ہیں اور اوروں کے کام میں دست اندازی کرتے ہیں ۔ کیا ہو سکتا تھا کہ پولوس ایسی خبر سنے اور خاموش بیٹھا رہے ؟ یا قرنتس شہر کی کلیسیا کے شریکوں کے درمیان ان مغرور ۔ بے قاعدہ چلنے والے تسلنیقی مسیحیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دے ، یا جو خطوط وہ مختلف کلیساؤں کو لکھتا تھا اُن میں ان کو بدنام کرنا شروع کر دے ،

۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۶-۱۵

اے بھائیو۔ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمہیں حکم دیتے ہیں
کہ ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو جو بے قاعدہ چلتا ہے اور اُس روایت
پر عمل نہیں کرتا جو اُس کو ہماری طرف سے پہنچی۔ کیونکہ تم آپ جانتے ہو کہ ہماری
مانند کس طرح بننا چاہیئے۔ اِس لئے کہ ہم تم میں بیقاعدہ نہ چلتے تھے۔ اور کسی
کی روٹی مفت نہ کھاتے تھے۔ بلکہ محنت مشقت سے رات دن کام کرتے
تھے تاکہ تم میں سے کسی پر بوجھ نہ ڈالیں۔ اسلئے نہیں کہ ہم کو اختیار نہ تھا
بلکہ اس لئے کہ اپنے آپکو تمہارے واسطے نمونہ ٹھیرائیں۔ تاکہ تم ہماری مانند بنو۔
اور جب ہم تمہارے پاس تھے اُسوقت بھی تمکو یہ حکم دیتے تھے کہ جسے محنت
کرنی منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے۔ ہم سنتے ہیں کہ تم میں بعض بے قاعدہ
چلتے ہیں اور کچھ کام نہیں کرتے بلکہ اوروں کے کام میں دخل دیتے ہیں۔ ایسے
شخصوں کو ہم خداوند یسوع مسیح میں حکم دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ چپ چاپ
کام کر کے اپنی ہی روٹی کھائیں۔ اور تم اے بھائیو۔ نیک کام کرنے میں
ہمت نہ ہارو۔ اور اگر کوئی ہمارے اِس خط کی بات نہ مانے تو اُسے نگاہ میں
رکھو۔ اور اُس سے صحبت نہ رکھو تاکہ وہ شرمندہ ہو۔ لیکن اُسے
دشمن نہ جانو بلکہ بھائی سمجھ کر نصیحت کرو۔

یا کیا اُسکے لئے ایسا کرنا ممکن تھا کہ غیر مسیحی یونانی عالموں اور یہودی جان پہچانوں کو اپنے گرد اگرد جمع کرے اور ان کمزور بھائیوں کے بے قاعدہ چلن اور سست مزاجی کے بارے میں غپ شپ لڑائے؟ ہرگز نہیں۔ پولوس ایسا آدمی نہیں تھا۔ وہ کبھی ایسا کام نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالباً اس نے یہ دوسرا خط اُسی روح اور طبیعت سے لکھا جس سے اُس نے قرنتس شہر کی کلیسا کو اپنا دوسرا خط لکھا تھا اُس خط میں اُس نے یوں فرمایا "میں نے بڑی مصیبت اور دلگیری کی حالت میں بہت سے آنسو بہا بہا کر تم کو لکھا تھا۔ لیکن اس واسطے نہیں کہ تم کو غم ہو۔ بلکہ اسواسطے کہ تم اس بڑی محبّت کو معلوم کرو جو مجھے تم سے ہے (دیکھو ۲ قرنتی ۲: ۴)۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ خط جو اس نے لکھا۔ اس میں بڑی محبّت کے ساتھ شروع میں نہیں پر آخر میں یہ نصیحت کی باتیں لکھیں۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ یہ باتیں سخت معلوم ہوتی ہیں۔ مگر پولوس کی یہ سختی اُس کی دلی محبّت کا نشان تھا۔ اُس نے وہی کیا جو کسی گھرانے میں ماں باپ یا کوئی بڑا بھائی ایک چھوٹے بیٹے یا بھائی سے کیا کرتے ہیں۔ ہو نہیں سکتا کہ وہ بے قاعدگی اور ناشائستگی دکھلائے اور اُس کے بڑے چپ چاپ بے فکر بیٹھے رہیں اگر اُسے سمجھانے بجھانے میں اُنہیں سختی استعمال کرنی پڑے تو وہ ایسا کرنے سے نہ چوکینگے۔ یہ اصل اور سچی محبّت نہیں کہ وہ بے پرواہ بیٹھے رہیں

اگر اُنہیں سنجیدگی اور سختی استعمال کرنے کی ضرورت ہو تو ضرور لازم ہے کہ وہ ایسا کریں۔ پس پوچھا جائے گا کہ مسیحی کا بے قاعدہ چلنا کیا ہے؟ ہم جواب میں دو ایک نظریں پیش کرتے ہیں جن سے اِس بے قاعدگی کے معنی ظاہر ہو جائینگے فرض کیجئے کہ ایک ایسا سپاہی ہو جو اپنی پلٹن کے قواعد کا کچھ خیال نہ کرے۔ یا افسر کا حکم نہ مانے تو کون ہے جو اُسے بے قاعدہ نہ کہے گا؟ اور جس وقت تریی یا نرسنگا پھونکا جائے اور وہ کچھ بھی خیال نہ کرے یا جس وقت آگے بڑھنے کا حکم ہو تو وہ کھڑا رہے۔ یا کوچ کے وقت اپنے درجے اور باری کا کوئی خیال نہ کرے تو ہر ایک تسلیم کریگا کہ ایسا سپاہی بے قاعدہ چلتا ہے۔ یا فرض کیجئے کہ ایک سائیس ہے جو گھوڑے کو دانا کھلانا اور مالش کرنا چھوڑ کر باورچی خانے میں بیٹھ کر باورچی کی مدد کرنے لگتا اور اپنے اس کام کو عذر اور بہانا بناکر گھوڑے کی خدمت نہیں کرتا تو کونسا ایسا شخص ہے جو ایسا کرنے کو بے قاعدگی نہیں کہے گا۔ اگر کوئی کسان بے وقت نہر سے پانی لے کر کھیتوں میں بہا دے۔ یا نالیوں کا کوئی خیال نہ کرے۔ یا نہر کے محکمہ کے قواعد و قوانین کی کوئی پرواہ نہ کرے اور پانی کو اِدھر اُدھر بے قاعدہ بہنے دے تو کیا اُس کے ساتھی کسان اُسے بے قاعدہ چلنے والا نہ کہینگے؟

اسی طرح اگر کوئی مسیحی جو کلیسا کی بہتری۔ بہبودی۔ ترقی اور رونق کے لئے قواعد۔ قوانین اور دستورات کا کچھ خیال نہیں کرتا اُس مسیحی کی

بابت یہی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہ بے قاعدہ شخص ہے۔ جو مبشر انجیل کی خوشخبری پھیلانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اگر وہ اس کو پھیلانے اور رونق دینے کے متعلق تدبیروں کا کچھ خیال نہیں کرتا تو اس کا حال ایسا ہی جیسے کوئی بے قاعدہ چلنے والا سپاہی یا سائیس یا کاچھی۔ ایسے مبشر کے وسیلے سے کلیسا کی ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ برعکس اس کے ابتری اور بربادی شہر تسلینیقی کے بعض مسیحوں میں ایک اور نقص یہ تھا کہ وہ محنت کرنے میں سست ہو گئے تھے اور اوروں کی روٹی مفت کھایا کرتے تھے۔ اور شاید یہ مسیحی اپنی سستی اور غفلت کا سبب یہ بتلاتے تھے کہ مسیح کی دوبارہ آمد نہایت قریب ہے۔ اور شاید اسی سال کے اندر اندر وہ آجائے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کھیتی باڑی کریں۔ فصل پکنے سے پہلے ہی مسیح آجائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ ہم خیمہ دوزی کر کے تنبو۔ ڈیرے بنائیں؟ ہم تو اس انتظاری میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ آکر ہمیں آسمانی ہیکل میں لے جائے تاکہ ہم ہمیشہ وہاں بود و باش کریں۔ بلکہ شاید ان میں سے بعضے پولوس رسول کے پہلے خط کی ذیل کی باتیں اپنے اس خیال کی حمایت میں پیش کرتے تھے کہ "خداوند خود آسمان سے اتر آئے گا اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند

کے ساتھ رہیں گے (دیکھو ا تسلنیکی ۴: ۱۶-۱۸) پولوس نے اس خیال والے لوگوں کو کیا جواب دیا؟ یہ کہ بھائیو! میں خداوند یسوع کی دوبارہ آمد کی قوی اُمید میں خود جیتا رہتا ہوں - میرے دل میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ پھر آوے گا - بلکہ یکا یک اس کا آنا ہوگا - پر یہ بتلاؤ کہ میں نے کس سے کہا یا کس کو لکھا کہ مسیح اسی سال یا کسی اور فلانے سال میں آجائے گا کیا میں نے کسی کو کبھی ترغیب دی کہ محنت کشی فضول ہے؟ کیا جب میں تمہارے درمیان تھا - تمہیں یاد نہیں کہ میں نے کس طرح اپنے ہاتھوں سے محنت کی؟ کوئی بتلائے - کیا میں نے مفت کسی کی روٹی کھائی - میں مانتا ہوں کہ میں نے پہلے خط میں صاف صاف لکھا کہ مسیح کے آنے کی اُمید رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو - پر میرے بھائیو اس کی دوبارہ آمد کا ذکر کر کے ایک دوسرے کو تسلی دینا ایک بات ہے اور محنت کشی سے ہاتھ دھو کر بیٹھ جانا بالکل دوسری بات ہے - مسیح کی دوبارہ آمد کی گھڑی یا دن یا سال کی نسبت کسی کو ٹھیک خبر نہیں - لہٰذا میری طرح اپنے ہاتھوں سے محنت کرو اور کسی کی روٹی مفت مت کھاؤ - کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب میں تمہارے درمیان تھا تو اس وقت بھی میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ جسے محنت کرنی منظور نہ ہو وہ روٹی بھی کھانے نہ پاوے (دیکھو ۱۰) - میں اب بھی ایسے سست اور مفت روٹی کھانے والوں کو حکم دیتا ہوں کہ چپ چاپ کام کر کے

اپنی ہی روٹی کھاویں (دیکھو آیت ۱۲)

اگر پوچھا جاوے کہ کلیسیا کے شرکا بے قاعدہ چلنے والوں۔ کام نہ کرنے والوں اور دوسروں کے کام میں دست اندازی کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرے تو پولوس کا صاف جواب بطور حکم یہ ہے کہ ایسے بھائی سے کنارہ کرنا چاہیئے اور اُس سے صحبت تک نہ رکھنی چاہیئے تاکہ وہ شرمندہ کیا جائے (دیکھو آیات ۶ و ۱۴) ایسے حکم دینے کی ضرورت یہ ہے کہ کلیسا ایک پاک جماعت ہے اور اس کے پاک بننے کے لئے روح القدس کی طرف سے کتاب مقدس میں وہ اصول اور احکام لکھے ہوئے ہیں جن کی نسبت شرکا پر فرض ہے کہ اُن پر عمل کریں ورنہ تو کلیسا کی بدنامی ہوگی۔ اگر کلیسا میں اس قسم کی برائیاں پائی جائیں اور اُس کے شرکا ایسی برائیوں کی برداشت۔ طرف داری اور خاطرداری کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کلیسا کی پاکیزگی رفتہ رفتہ جاتی رہیگی کیا ہو سکتا ہے کہ کسان آلوؤں کے ڈھیر میں سے داغی آلوؤں کو علاحدہ نہ کرے؟ وہ جانتا ہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو سارے کے سارے آلو آہستہ آہستہ داغی ہو جائیں گے۔ اگر شربت کے پیالے میں مکھی گر جائے تو خدمتگار اُسے ضرور نکال دے گا۔ اگر بدن میں سڑاہٹ اور بدبو سے بھرا ہوا پھوڑا نکلے تو وہ ضرور علحدہ کیا جائے گا۔ نہیں تو بدن کا خون خراب ہو جائے گا۔ اسی طرح ہم یاد رکھیں کہ کلیسا مسیح کا بدن ہے اور خادمان کلیسا کا فرض ہے کہ

اُس کی صفائی کی خاطر بُرے آدمیوں کو نکال کر علیٰحدہ کر دیں۔ جب تک کلیسیا کے شرکار ایسے بُرے آدمیوں سے کنارہ نہ کرے تو وہ ہرگز شرمندہ نہ ہوگا اور اگر کلیسیا کے شرکار اُسکے ساتھ شراکت جاری رکھیں تو روح القدس رنجیدہ ہوگا کیونکہ ایسی کلیسا اُس کے رہنے لائق پاک ہیکل نہیں بن سکتی۔ بلکہ ایسی کلیسا کو وہ چھوڑ کر چلا جائے گا۔ ہم ہرگز نہ بھولیں کہ مسیحیوں کی آپس کی رفاقت اور شراکت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مسیح سے شراکت اور رفاقت رکھیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ہماری اس کے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن اگر ہم نور میں چلیں جس طرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری آپس میں شراکت ہے (دیکھو ۱یوحنا ۱:۶)

پولوس کا ایک اور حکم یہ ہے کہ ایسے بے قاعدہ چلنے والوں اور مفت روٹی کھانے والوں اور اوروں کے کام میں دخل دینے والوں کو نصیحت کرنا چاہیئے (دیکھو ۱۲ آیت)۔ ہاں سوچ سمجھ کے ساتھ ایسے آدمی کو نصیحت کرنا چاہیئے۔ ہم تجربہ سے جانتے ہیں کہ ایسے آدمی کو عین مناسب وقت پر ایسی نصیحت یا ملامت یا تنبیہ کرنا جس سے فائدہ ہو مشکل کام ہے اور عام آدمی کے لئے یہ نہ صرف مشکل بلکہ نازک کام ہے۔ لہذا چاہیئے کہ خاص کر کلیسا کا پاسبان اور اُس ساتھی خادم یہ کام کریں۔ اُنہیں جماعت

نے خود چن کر مخصوص کیا ہے کہ وہ کلیسا کی بہبودی ۔ ترقی اور رونق کے لئے تدبیریں نکالیں ۔ جب کسی شریک کی بیہودگی سے کلیسا کی بدنامی ہو رہی ہے تو یہ نہایت نامناسب ہے کہ وہ آنکھ بند کر کے چپ چاپ بیٹھے رہیں ۔ وہ کلیسا کی پنچائت ہیں اور اُن پنچوں کو چاہیئے کہ بُرے شخص کو آمنے سامنے سمجھا دیں بجھا دیں اور اگر وہ نہ مانے تو اُس سے کنارہ کریں اور اس کے ساتھ کسی قسم کی محبت نہ رکھیں ۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک زمیندار یا کسان یا چودھری یا سوداگر یا محرر کی بدنامی ہو رہی ہے ۔ اس نے کوئی بدی یا بیہودگی یا بے انصافی یا بے رحمی کی ہے یا بدمزاجی یا ظلم دکھلایا ہے جس سے بدنامی ہو رہی ہے تو پنچ لوگوں کا خاص فرض ہے کہ وہ ایسے شخص کو سمجھائیں بجھائیں ۔ اگر ضرورت ہو تو ملامت اور تنبیہ تک کریں ۔ اس غرض اور امید سے کہ وہ شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور اچھے پھل لائے ۔ خادموں اور پنچوں کے علاوہ ایسے شخص کے ہم پیشہ ۔ ہم خدمت اور جان پہچان محبت اور سنجیدگی سے اُسے سمجھائیں اور اُسے نصیحت کریں ۔ بلکہ ہر ایک مسیحی پر فرض ہے کہ مقدور بھر موقعہ پا کر اپنے کمزور ۔ کم فہم ۔ گرے ہوئے مسیحی بھائی کو حلم مزاجی سے بحال کرنے کی کوشش کرے ۔ پولوس ایک جگہ فرماتا ہے " اے بھائیو اگر کوئی آدمی کسی قصور میں پکڑا بھی جائے تو تم جو روحانی ہو اس کو حلم مزاجی سے بحال کرو۔ اور اپنا بھی خیال رکھو ۔ کہیں تو بھی آزمائش میں نہ پڑ جائے "۔ گلتی ۶ : ۱ ۔

خواہ نصیحت اور ملامت کرنے والے کلیسا کے خادم ہوں یا جماعت کے دوسرے شریک۔ اُن سے پولوس یہ کہتا ہے کہ اس کمزور بھائی کو دشمن نہ جانو بلکہ بھائی سمجھ کر نصیحت کرو (دیکھو ۱۵۔ آیت)

حاصل کلام (۲ تسلنیقی ۳: ۶-۱۵)

(۱) ان آئتوں میں ہمیں یہ سکھلایا جاتا ہے کہ خداوند یسوع نے اپنے رسولوں کو کلیسا پر اختیار بخشا ہے۔ حالانکہ بار بار پولوس اُن کو بھائی کہکہ بلاتا ہے اور بھائی کہہ کر سمجھاتا ہے اور درحقیقت بھائیوں سے زیادہ محبّت وہ اُنسے رکھتا ہے تو بھی بڑے اختیار کے ساتھ وہ انہیں حکم بھی دیتا ہے۔ جب انجیل کی بشارت لے کر وہ اُن کے پاس آیا تو صرف نصیحت اور تعلیم کی ہی باتیں اُس نے نہیں کیں بلکہ اُنہیں حکم بھی دئیے (دیکھو آئت ۱۰)۔ اور اب خط کے ذریعے وہ انہیں دو ایک اور حکم دیتا ہے۔ (دیکھو آیات ۶ و ۱۲) کلیسا کے پاک بنانے اور اس کو ترقی دینے کا اختیار اس نے اپنے خداوند سے پایا تھا۔ پس وہ تسلنیقی شہر کی کل کلیسا سے کہتا ہے۔ "ہاں! اپنے خداوند یسوع کے نام سے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو جو بے قاعدہ چلتے ہیں (آئت ۶) اور پھر اسی کلیسا کے بعض اشخاص کو وہ ایک خاص حکم دیتا ہے ایسے شخصوں کو ہم خداوند یسوع میں حکم دیتے ہیں اور نصیحت کرتے ہیں کہ چپ چاپ

کام کر کے اپنی روٹی کھائیں" (آیت ۱۲)۔ رسول اپنے نام سے حکم نہیں دیتا بلکہ خداوند یسوع کے نام سے۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس نے کس وقت کلیسا کے شرکا کو حکم دینے کا اختیار پایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انطاکیہ کلیسا کے نبی اور معلّم خداوند کی عبادت کر رہے تھے تو اس وقت روح القدس نے کہا "میرے لئے برنباس اور ساؤل کو مخصوص کر دو جس کے واسطے میں نے اُن کو بلایا ہے۔ تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دعا مانگ کر اور اُن پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا۔ پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے (دیکھو ۱۳: ۲تا ۴ و ۳۰،۱۴)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پولوس کلیسا کی طرف سے روح القدس کا مخصوص کیا ہوا اور بھیجا ہوا خادم تھا۔ اور وہ کونسا کام تھا جس کے لئے روح القدس نے اسے بلایا اور مخصوص کیا تھا؟ وہ کیا کام تھا جس کے لئے کلیسا کے نبیوں اور معلّموں نے اپنے ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا تھا؟ جواب یہ ہے کہ وہ صرف اسی لئے نہیں بھیجے گئے تھے کہ انجیل کی خوشخبری ہی کو پھیلاتے پھریں بلکہ اس لئے کہ جب اس خوشخبری کو مان کر کسی شہر یا گاؤں میں تھوڑے بہت لوگ مسیح پر ایمان لے آئیں تو وہ سب مل کر ایک مسیحی جماعت یا کلیسا بن جائیں اور مسیح کی تعلیمات اور احکام کو قبول کر کے اُن پر عمل کریں۔ بلکہ انہیں احکام اور تعلیمات پر کلیسا کی بنیاد تھی۔ انہیں پر اُس کی ہستی منحصر تھی۔ لہذا ضرور تھا کہ جن جن امورات و معاملات کی نسبت مسیح نے خود تعلیم یا احکام دئے تھے

وہ اُن پر عمل کریں ۔ اور جن جن باتوں ۔ معاملوں ۔ مقدموں اور حالات
کی نسبت مسیح نے خود کوئی تعلیم یا حکم نہیں دیا تھا ۔ اُن کے متعلق روح القدس
اپنے چنے ہوئے اور مخصوص کئے ہوئے خادموں کے وسیلے تعلیم اور احکام
دیتا تھا ۔ انطاکیہ کی کلیسیا کے نبیوں اور معلموں نے روح القدس کے
سکھلائے دعا اور روزے کے ساتھ پولوس اور برنباس کو رخصت کیا
کہ وہ شہروں اور ملکوں میں مسیح کی بشارت سنائیں اور جو ایمان لائیں
اُن کو مسیحی جماعتیں یعنے کلیسائیں قرار دیں ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ بہت سے
شہروں میں مسیحی کلیسیا کی بنیاد پڑ گئی ۔ ایسے شہروں میں سے ایک تسلنیقی
تھا جہاں پولوس ۔ سیلاس اور طمطاؤس کی منادی اور محنت کے وسیلے
تھوڑے سے یونانی ایمان لے آئے اور وہ کلیسیا بن گئے ۔ اُنہوں نے
پولوس اور اس کے ہم خدمتوں سے مسیح کی تعلیم اور احکام سن تو لئے تھے
پر اُن کی غیر حاضری میں چند خرابیاں اُن میں پھیلنے لگی تھیں ۔ لہذا جو اختیار
پولوس نے مسیح اور روح القدس اور نیز کلیسا سے کلیسا ہی کی بہبودی کے
لئے حاصل کیا تھا اُس نے اُسے استعمال میں لاکر چند حکم دئیے ۔ یہ سنکر
اگر کوئی پوچھے کہ آیا آج کل کے زمانہ میں بھی کسی آدمی یا کلیسا یا کلیسا کی پنچایت
کو اسی طرح حکم دینے کا اختیار حاصل ہے تو جواب یہ ہے کہ ہاں ! اگر کوئی ایسی
حالت یا معاملہ برپا ہو جائے جس کے بارے میں تمہیں مسیح اور روح القدس

کا کوئی صاف حکم نہیں سوجھتا تو کلیسا کے چنے ہوئے معلموں اور ایلچیوں کو ایسے معاملات اور مقدمات کے فیصل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ چاہئے کہ جو کچھ وہ کریں سو مسیح یسوع کے نام سے کریں اور بلا بھولے دعا کر کے بڑی حلم مزاجی سنجیدگی اور دلی محبت کے ساتھ حکم دیں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ کلیسیا کے شریک ایسے حکموں کو قبول کریں اور اُن پر عمل کریں۔ ہم یاد رکھیں کہ اگر کلیسیا میں چند ہی ایسے ہوں جو بدچلن ہوں تو کل کلیسا کی بدنامی ہوتی ہے سنتال کے مسیحیوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی مسیحی کسی سخت گناہ کے سبب کلیسا سے خارج کیا جاتا ہے تو فوراً کل مسیحی اُس کا حقّہ پانی بند کر دیتے ہیں اور کوئی اُسے اپنے گھر میں نہیں گھسنے دیتا۔ اس طور سے کل کلیسا اُس کے گناہ کے سبب اپنی ناراضی اور نفرت ظاہر کرتی ہے۔ جب تک وہ توبہ کر کے اپنے گناہ کو نہ چھوڑے اور سچّی توبہ کے لائق پھل نہ لائے۔ مسیح کے نام کی عزّت اور رونق اُس کے پیروں کے سپرد کی گئی ہے۔ پس اُس بڑے نام کو بدنامی سے بچانے کی خاطر تنبیہ دینے کا اختیار کلیسا کو دیا گیا ہے۔ تنبیہ جب کی جاتی ہے تو اسی مقصد سے کی جاتی ہے کہ قصوروار سدھر جائے اور اس کی بہتری ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ دوسروں کو گناہ کرنے سے خوف دلایا جائے۔ ایسی تنبیہ ضرور ہے۔ چنانچہ مسیح نے بھی بطور نمونہ خود ایک نظیر کلیسا کے عمل کے لئے اُس کے سپرد کی ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا۔ "اگر تیرا بھائی

تیرا گناہ کرے تو جا اور اکیلے میں بات چیت کر کے اُسے سمجھا۔ اگر وہ تیری سُنے تو
تو نے اپنے بھائی کو پالیا اور اگر نہ سنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیجا۔
تاکہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے۔ اگر وہ اُن کی
بھی سُننے سے انکار کرے تو کلیسا سے کہ اور اگر کلیسا کی بھی سننے سے انکار
کرے تو اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان۔ میں تم
سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ وہ آسمان پر بند ھیگا
اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔ پھر میں تم سے کہتا ہوں
کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ مانگتے ہوں۔
اتفاق کریں تو وہ میرے باپ سے جو آسمان پر ہے ان کے لئے ہو جائیگی
کیونکہ جہاں دو تین میرے نام پر اکٹھے ہیں۔ وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں۔
(متی ۱۸: ۱۵۔ ۲۰ و نیز دیکھو اقرنتی ۵: ۱۔ ۱۳ و ۶: ۱۵۔ ۲۰) اگر کوئی کلیسیا کے
اختیار کے بارے میں اور کچھ دریافت کرنا چاہے تو اس کا بیان خادم کی
اُس تفسیر میں دیکھے جو قرنتیوں کے پہلے خط کی لکھی گئی۔ باب ۵ اور ۶)
(۲) پھر ان آیات میں محنت کشی کی قدر اور خوبی پر زور دیا گیا ہے۔ یہودیوں میں
یہ دستور تھا کہ ہر لڑکا اور جوان کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سیکھے تاکہ ضرورت کے
وقت اُس کے ذریعے اپنا گذارا چلا سکے۔ چنانچہ خداوند یسوع نے خود جوانی
کے دنوں میں بڑھئی کا ہنر سیکھا اور جب تک وہ ناصرت کو چھوڑ کر خدا کی

بادشاہت کی تعلیم نہ دینے لگا تب تک وہ بڑھئی کا کام کرتا رہا اور اسی طرح اپنا اور اپنے خاندان کا گذارا کرتا رہا۔ اور یہودی قوم میں تو یہ حال تھا کہ کاہلی اور سستی نہایت شرم کی بات سمجھی جاتی تھی اور محنت کشی کو سب تعریف اور عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ نہ صرف ہمارا خداوند بلکہ اس کے رسول بھی محنت کش آدمی تھے۔ چنانچہ اس کے پہلے شاگرد مچھوے تھے (دیکھو یوحنا ۱:۳۵-۴۲ اور لوقا ۵:۱-۱۱)۔ پولوس نے بھی جوانی میں خیمہ دوزی کا ہنر سیکھا اور اپنے پیشے میں ایسا اُستاد بن گیا کہ نہ صرف اس سے اُس نے اپنا گذارا کیا بلکہ اپنے ہم خدمیوں کا بھی۔ چنانچہ ملیطس میں بزرگوں کو بلا کر اُس نے یوں کہا "میں نے کسی کی چاندی یا سونے یا روپے کا لالچ نہیں کیا۔ تم آپ جانتے ہو کہ انہیں ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی حاجتیں رفع کیں۔ میں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں کہ اس طرح محنت کرکے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنی ضرور ہیں کہ اُس نے خود کہا "دینا لینے سے مبارک ہے" (اعمال ۲۰: ۳۳-۳۵)۔ جو تندرست آدمی محنت مشقت سے ہاتھ اُٹھا کر کسی دوسرے کی روٹی مفت کھاتا ہو تو پولوس اُس سے یوں کہیگا کہ تو روٹی نہ کھا بلکہ شرم کھا اور اگر ایسے آدمی کو شرم نہ آئے تو کلیسیا کے سرکار اُسے شرم دلا دیں (دیکھو آیات ۱۰ اور ۱۴) پولوس نے آخر میں بڑی سختی سے یوں کہا "اگر کوئی انہوں اور خاص کر اپنے گھرانے

کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے۔ (۱-طمطاؤس ۵: ۸)

(۳) پھر پولوس کا حکم یہ ہے کہ جو اوروں کے کام میں دخل دینے والا ہو اُسے کلیسیا تنبیہ کرے کہ وہ چپ چاپ کام کرے اور اوروں کے کام میں دست اندازی نہ کرے (آیات ۱۱ و ۱۲) جو گھر گھر پھرتا اور پڑوسیوں کے خاندانی معاملات کو سن سن کر غپ شپ کی باتیں پکاتا رہتا ہے وہ زہر اُگلنے والا آدمی ہے جیسا یعقوب کہتا ہے اُسکی زبان آگ کے چنگاروں کی مانند ہے۔ ہم اُس کی باتیں سنیں "اسی طرح زبان بھی ایک چھوٹا سا عضو ہے اور بڑی شیخی مارتا ہے۔ دیکھو تھوڑی سی آگ سے کتنے بڑے جنگل میں آگ لگ جاتی ہے۔ زبان بھی ایک آگ ہے۔ زبان ہمارے اعضا میں شرارت کا ایک عالم ہے۔ اور سارے جسم کو داغ لگاتی ہے۔ اور دائرہ دنیا کو آگ لگا دیتی ہے۔ اور جہنم کی آگ سے جلتی رہتی ہے۔ اسی سے ہم خداوند اور باپ کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے آدمیوں کو جو خدا کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں بددعا دیتے ہیں۔ ایک ہی منہ سے مبارکباد اور بددعا نکلتی ہے اے میرے بھائیو۔ ایسا نہ ہونا چاہیئے" (یعقوب ۳: ۵-۱۰)

جب کسی کلیسیا میں پنشن خوار رہتے ہوں یا ایسے لوگ ہوں جن کی آمدنی اتنی ہے کہ اُنہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں تو ان سب کے لئے اکثر اس آزمائش کا خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اوروں کے کام میں دخل دیتے پھریں۔

انہیں فرصت کی کمی نہیں اور مثل سچی ہے کہ فرصت والوں اور خالی ہاتھ والوں کے دلوں میں آسانی سے شیطان دخل پاتا ہے اور اُن کو اپنی خدمت میں لے کر اُن سے اپنا تھوڑا بہت کام کرواتا رہتا ہے۔ سوائے فرصت والو اور خالی ہاتھ بیٹھنے والو خبردار ایسا نہ ہو کہ شیطان موقعہ پاکر تمہیں اپنا اوزار بنا لے خبردار ایسا نہ ہو کہ شیطان کہیں داؤں چلائے۔ کیونکہ ہم اُس کے حیلوں سے ناواقف نہیں۔ ۲ قرنتی ۲: ۱۱

(۴) ان آیتوں میں نہ صرف تعلیمی اور نصیحتانہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ نہ صرف حکم اور دہمکی کی ہی باتیں پائی جاتی ہیں بلکہ تسلّی کی بھی "اے بھائیو نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہارو۔ (دیکھو آیت ۱۳) اور یہی بات اور بھی صفائی کے ساتھ پولوس نے گلتی کلیسیاؤں کو لکھی "ہم نیک کام کرنے میں ہمّت نہ ہاریں۔ کیونکہ اگر بیدل نہ ہوں گے تو عین وقت پر کاٹیں گے۔ پس جہاں تک موقعہ ملے سب کے ساتھ نیکی کرو۔ خاص کر اہل ایمان کے ساتھ" (دیکھو گلتی ۶: ۹-۱۰) شاید شہر تسلنیقی کی کلیسیا میں جو مسیح کے سچے پیرو تھے اور جو پولوس کی نصیحت اور حکم کے ماننے والے تھے وہ بے دل ہو گئے تھے اِس لئے کہ حالانکہ وہ خود نصیحت کرتے تھے اور پولوس کے حکم دوسروں کو سناتے تھے تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ برعکس فائدے کے کلیسیا کے شرکا کے درمیان گڑبڑی پڑ گئی تھی اور کتنوں کی بدنامی ہو گئی تھی۔ لہذا اپنے خط

آخر میں پولوس لکھتا ہے کہ "اے بھائیو نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہارو (آیت ۱۳) بلکہ ثابت قدم اور قائم رہو۔ یاد رکھو کہ تمہاری محنت اکارت نہ جائے گی۔ بلکہ وقت پر تم اپنی صدق دلی۔ صبر اور ثابت قدمی کا پھل کاٹو گے مسیح کے نمونے پر غور کرتے رہو اور یوں ہی چلو۔ کیا وہ ناصرت کے گاؤں میں ۳۰ برس کی عمر تک نہیں رہا؟ اور ہر سبت گاؤں کے عبادت خانے میں جاکر خدا کا کلام آپ ہی پڑھتا یا سنتا نہیں رہا؟ مگر تو بھی اُس کے پڑوسیوں نے اور اُس کے ساتھی عابدوں نے اُس کی نصیحت سے ناخوش ہو کر اُسکے مار ڈالنے کی کوشش کی۔ آخرکار یہ ہوا کہ یروشلیم کے لوگوں نے اُس پر جھوٹا الزام لگایا اور اُس کو جان سے مار ڈالنے کے لائق ٹھہرایا۔ پر تو بھی اُس نے یہ کیا کہ اُن کے لئے دعا کی "اے باپ۔ انہیں معاف کر دے کیا یہ سب کچھ ہمارے اپنے نمونہ کے لئے نہیں لکھا گیا؟ (دیکھو ۱ پطرس ۲: ۲۱-۲۳) - ایسی ہی باتوں کو یاد کرتے ہوئے پولوس نے تسلنیکیوں سے کہا کہ "اے بھائیو۔ مسیح کے پیرو۔ بے دل مت ہو اور نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہارو۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل کے

(۱) کیا مسیح کا کوئی حکم ہے جس کے خلاف میں بے قاعدہ چلتا ہوں؟

(۲) میری زندگی کا چاہے کوئی مقصد کیوں نہ ہو۔ سوال یہ ہے کیا وہ مسیح کو پسند ہے؟ (۳) مسیح کی طرف سے یا آدمیوں کی طرف سے جو کام مجھے سپرد ہوا ہے کیا میں اُسے محنت سے کرتا ہوں یا میں اُس کے بارے میں غفلت دکھلاتا ہوں؟ (۴) کیا میں کسی کی روٹی مفت تو نہیں کھاتا اور اگر کھاتا ہوں تو کیا مجھے شرم آتی ہے؟ (۵) کیا اپنے پڑسیوں یا گھر والوں کے معاملات میں مَیں ناحق دست اندازی تو نہیں کرتا؟ کیا ایسا حال تو نہیں کہ مجھے کام کاج سے اتنی فراغت اور فرصت ہے کہ شیطان میرے خالی ہاتھوں کے سبب موقعہ پاتا اور مجھے اپنی خدمت میں استعمال کرتا ہے؟ (۶) اگر میں کلیسیا کا خادم ہوں تو کیا میں خود مسیح کے احکام کو مانتا اور اپنے بھائیوں کے سامنے ایسا نیک نمونہ رکھتا ہوں کہ وہ برکت حاصل کریں؟ اور اگر میں ایک عام شریک ہوں تو کیا میں کلیسیا کے خادموں اور پنچ لوگوں کی عزت اور فرمانبرداری کرتا ہوں؟ یا غرور کے سبب میں اُن کی باتوں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتا ہوں؟ (۷) اگر میں نیک کام کرنے میں بیدل ہو گیا ہوں تو اُس کی وجہ کیا ہے؟ اور علاج کیا ہے؟

دُعا

اے خداوند مجھے یہ برکت بخش دے کہ میں روح القدس کی ہدایت

اور جماعت سے کل کلیسیا کو نیک نمونہ دکھاؤں اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہوں۔ کاش کہ میں پاک نوشتوں اور کلیسیا کے احکام کے خلاف بے قاعدگی سے نہ چلوں۔ کاش کہ جو کام مجھے سونپا گیا ہے خواہ کلیسیا یا آدمیوں کی طرف سے۔ اُسے سرگرمی اور وفاداری سے انجام دوں؟ کاشکہ جس وقت کام کاج سے فرصت ہو۔ میں اُس فرصت کو نیک کام میں صرف کروں نہ کہ اوروں کے کام میں دخل دوں۔ کاش کہ میں مسیح اور اس کے رسولوں کے نمونہ پر غور کر کے بے دل نہ ہو جاؤں۔ اور بے دلی کے سبب نیک کام کرنے چھوڑ دوں۔ آمین

۲ تسلنیقی ۳: ۱۶-۱۸

اطمینان کا چشمہ

اطمینان کا بخشنے والا خداوند یسوع مسیح ہے۔ جب وہ دنیا کو چھوڑنے پر تھا اس وقت اپنے گھبرائے ہوئے شاگردوں کو یہ تسلی بخش وعدہ اُس نے دیا۔ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کر دوں (دیکھو یوحنا ۱۴: ۱-۳)۔ اس کلام سے اُسکے

۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۶-۱۸

اب خداوند جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو ہمیشہ اور ہر طرح سے اطمینان بخشے۔ خداوند تم سب کے ساتھ رہے۔

میں پولس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ ہر خط میں میرا یہی نشان ہے میں اسی طرح لکھتا ہوں۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب پر ہوتا رہے۔

ہر ایک شاگرد کو یہ تسلّی ملتی ہے کہ جس وقت اِس دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آئے تو فوراً میں سلامتی کے ساتھ اپنے باپ کے ابدی مکان میں پہنچ جاؤں گا اور وہ جگہ مجھے ملے گی جو میرا خداوند میرے لئے اُس مکان میں تیار کر رہا ہے۔ ہاں میں وہیں رہونگا جہاں وہ خود ہے۔ جب اُس کے ایک شاگرد تھوما نے اُس سے کہا کہ اے خداوند ہم باپ کے اِس عالیشان گھر کی راہ نہیں جانتے تو مسیح نے اُسے ایک اور تسلّی بخش بات کہی "باپ کے گھر کی راہ مَیں ہوں۔ جو کوئی مجھے جانتا ہے وہ باپ کے گھر کی راہ پر ہے۔ اور چلتے چلتے آخر کار وہ باپ کے گھر میں جگہ پائیگا (یوحنّا ۱۴: ۵-۷) مسیح کے پیروں کے لئے یہ کیا ہی تسلّی بخش امید ہے کہ جسکے سبب وہ اپنی مسافرت کی ہر ایک منزل پر ایسے وعدوں سے مثل تازہ پانی کے چشمے کے پانی پی پیکر دلی تازگی اور اطمینان حاصل کر سکتے ہیں ایک اور وعدہ تھا جو مسیح نے اپنے شاگردوں کو اسی وقت دیا جب وہ اِس دنیا کو چھوڑ کر باپ کے پاس جانیکو تھا اور وہ یہ ہے (یوحنا ۱۴: ۲۷ و ۲۸-) میں تمہیں اطمینان دئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دئے جاتا ہوں جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں اُس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔ تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے محبّت رکھتے تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں خوش ہوتے۔ کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔ جب اس وعدے پر ہم سوچتے ہیں تو جھٹ سوال لازم آتا ہے

کہ جب وہ باپ کے پاس ہی چلا گیا تو اس کے کیا معنی ہیں کہ وہ پھر آکر اُن کے
ساتھ رہیگا۔ ہمارا خداوند اس سوال کا جواب آپ ہی خود دیتا ہے۔ فرماتا ہے "میں
باپ سے درخواست کرونگا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمہارے
ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کا روح۔ جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی۔ کیونکہ نہ
اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ
رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے
پاس آؤں گا (یوحنا ۱۴: ۱۶-۱۸)۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم
سے کہیں۔ لیکن جب وہ مددگار آئیگا۔ جس کو میں تمہارے پاس باپ کی
طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح۔ جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ
میری گواہی دے گا (دیکھو ۱۴: ۲۵-۲۶ اور ۱۶: ۵-۱۴)۔ اس میں تو ذرا شک نہیں
کہ فی الحقیقت مسیح خود اطمینان کا چشمہ ہے اور وہ آپ ہی تسلینقی مسیحیوں کو اطمینان
بخشتا تھا اور جب سے وہ آسمان پر چڑھ گیا وہ روح القدس کو بھیجکر اُس کے
وسیلے زندگی اور اطمینان کے پانی کی ندیاں جاری کرتا رہتا ہے ہم اس کی
یہ بات یاد کریں۔ "پھر عید کے آخر دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا
اور پکار کر کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان
لائیگا۔ اُس کے اندر سے جیسا کتاب مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں
جاری ہونگی۔ اُس نے یہ بات اُس روح کے بارے میں کہی جسے وہ پانے

کو تھے جو اُس پر ایمان لائے تھے کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے کہ یسوع اب تک اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا (یوحنا ۷: ۳۷-۳۹)۔ روح القدس کے وسیلے خدا کی محبّت کے چشمے سے ایک عجیب ندی ہمارے دلوں تک پہنچتی ہے اور ہمارے اندر بہتی رہتی ہے۔ اور وہ محبّت کا چشمہ کیا ہے؟ سنو۔ "جب ہم کمزور تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر موا۔ کسی راستباز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دے گا۔ مگر شاید کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرأت کرے۔ لیکن خدا اپنی محبّت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا۔" (رومی ۵: ۶-۸) اس محبّت کے چشمے سے جو کوئی پیئے وہ دلی اور پائدار اطمینان پائے گا۔ جو بے چینی خدا کے غضب اور آنے والی عدالت کے ڈر سے پیدا ہوتی رہتی ہے وہ جاتی رہے گی۔ اور ایک عجیب اطمینان اور تسلّی ہمیں ملے گی۔ پولوس رسول اس خط کے لکھتے وقت بھول نہیں گیا تھا کہ تسلنیقی کے ظالموں کے ہاتھ سے میرے مسیحی بھائیوں نے ظلم اُٹھایا ہے اور کہ بار بار اُن کا یہی حال ہوگا۔ اُسے پورا علم تھا کہ انہی پیاروں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے عزیزوں کی موت کے سبب غم کرتے ہیں۔ اُس کو یہ بھی یاد تھا کہ یہی میرے بھائی اور بہن جو مسیح پر ایمان لائے ہیں گذشتہ زمانوں میں سخت گناہوں میں پڑ گئے تھے جن کی یاد کے سبب اُنکے دل شرم اور غم سے بھر جاتے ہیں۔ اور آج کل بھی یہ حال ہے کہ بعضوں کی

بے قاعدگی کے سبب کلیسا کے بیچ بے دل اور حیران ہو جاتے ہیں۔ ان سب باتوں کو یاد کر کے وہ اپنے خط نویس بھائی سے گویا کہتا ہے کہ اب بس کر۔ اب ضرور نہیں کہ میں اپنے تسلنیکی بھائیوں کو کچھ اور لکھ بھیجوں۔ بہت تعلیم میں دے چکا۔ نصیحت کی باتیں اور سخت حکم بھی میں نے دے ڈالے۔ اب اُن کے فائدے اور سدھارنے کے لئے مجھے ایک ہی بات سوجھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ان ستائے ہوئے۔ اور گھبرائے ہوئے بھائیوں کے لئے دُعا کروں اور ایک ہی خاص دعا کروں۔ ایک مختصر۔ غور طلب اور پر مطلب دُعا۔ اور وہ یہ کہ "اب خداوند جو اطمینان کا چشمہ ہے۔ آپ ہی تم کو ہمیشہ اور ہر طرح سے اطمینان بخشے خداوند تم سب کے ساتھ رہے (دیکھو آئت ۱۶)

اس دُعا کے کرنے کے بعد پولوس کو یاد آیا کہ کسی مخالف نے کئی تسلنیقی بھائیوں کو گھبرا دیا ہے اور پریشان کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ مسیح کا دن آپہنچا ہے اور اپنی بات کی تائید اور ثبوت میں اس نے یہ بھی کہہ ڈالا ہے کہ میں پولوس خود اپنے خط میں یہ ہی بات کہہ چکا ہوں۔ اور یہ سوچ کر کہ میں بھی یہی بات کہہ رہا ہوں ان مخالفوں سے فریب کھا کر وہ بہت گھبرا گئے ہیں۔ لہذا وہ اُنہیں کہتا ہے۔ میرے خطوط کی سہی پہچان کا یہ نشان ہے کہ میں جیسا اس خط میں کرنے لگا ہوں وہ ہی ہر خط میں کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اپنے ہی ہاتھ سے میں آخری سلام و دعا کی باتیں لکھتا ہوں۔ میرے اصل خطوں کا ہمیشہ یہی نشان ہے

اسی کسوٹی پر چاہیئے کہ میرے خطوں کی جانچ کی جائے کہ آیا میرا اپنا لکھا ہوا خط ہے کہ نہیں ۔ سترھویں آئت میں وہ صاف کہتا ہے ۔ یاد رکھو کہ ہر خط میں میرا یہی نشان ہے ۔ جو خط میں کسی تسلینیقی بھائی یا کل کلیسیا کو لکھوں اُس میں بھی یہی نشان رکھوں گا ۔ اب تو ماننا پڑے گا کہ پولوس کے خطوں میں سوائے دو کے یعنے اقرنتی اور قلسی (دیکھو اقرنتی ۱۶: ۲۱ و قلسی ۴: ۱۸) یہی نشان پایا نہیں جاتا اور شائد کوئی سوال کرے گا کہ یہ نشان اِن خطوں میں کیوں نہیں ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ اِن خطوں میں اس نشان کی اُس نے کوئی ضرورت نہ سمجھی ۔ پھر ہمیں یہ بھی علم ہے کہ بعض خطوط مثلاً جو اُس نے گلتیوں کو لکھا وہ اُس نے کل کا کل خود اپنے ہاتھ سے لکھا ۔ سو کوئی خاص دستخط اپنی ہی لکھائی میں کرنے کی ضرورت اُس نے محسوس نہ کی ۔ اس خط کے آخر میں یعنے ۶: ۱۱ میں وہ کہتا ہے " دیکھو میں نے کیسے بڑے بڑے حرفوں میں تمکو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے " پھر قرنتی مسیحیوں کو اپنے پہلے خط کے آخر میں وہ یوں ہی لکھتا ہے " میں پولوس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں " پھر اپنے دوسرے خط میں جو انہیں مسیحیوں کو اس نے لکھا اس کے آخر میں اپنا دستخط کرنے کی اُس نے کوئی ضرورت نہ سمجھی جس حال کہ وہ خط اس نے اپنے پیارے شاگرد طیطس کے ہاتھ بھیجا تھا ۔ اور ہم جانتے ہیں کہ طیطس لوٹ کر یہ خوشی کی خبر لایا تھا ۔ کہ اُس خط سے جو اُس کے ہاتھ بھیجا گیا قرنتی مسیحیوں کو بہت فائدہ پہنچا

(دیکھو ۲ تھسلنیکی ۵:۷-۷ و ۱۲:۱۳)۔ پھر جو خط اس نے فلیمون کو لکھا۔ وہ اس نے اپنے شاگرد انیمس کے ہاتھ بھیجا اور حالانکہ خط کے آخر میں پولوس کا اپنے ہاتھ کا دستخط تو کیا ہوا موجود نہیں پر خط کے بیچوں بیچ اس نے دو ایک جملے اپنے ہی ہاتھ سے لکھ دیئے: میں پولوس اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں کہ خود ادا کر دونگا۔ اور اس کے کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ میرا قرض جو تجھ پر ہے وہ تو خود ہے۔ (آئت ۱۹) پھر جو خط شہر افسس کے مسیحیوں کو اس نے لکھ بھیجا۔ اغلب ہے کہ تخیکس کے ہاتھ سے اس نے بھیجا (دیکھو افسی ۲۱:۶ و ۲۲) پھر یہ بھی اغلب ہے کہ جو خط فلپیوں کو اس نے لکھا وہ طمطاؤس یا اپافردتس کے ہاتھ سے بھیجا گیا (دیکھو فلپی ۲: ۱۹ اور ۲۵-۳۰)۔ اس نے چند ایک شخصی خط بھی لکھے مثلاً وہ جو اس نے اپنے پیارے شاگردوں طمطاؤس اور طیطس کو لکھے۔ گمان غالب ہے کہ وہ تینوں خطوط اپنے ہی ہاتھ سے لکھ کر اس نے اپنے کسی دوست کے ہاتھ انہیں بھیجا۔ علاوہ اس کے وہ اس کے دستخط سے بخوبی واقف تھے لہذا اس کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ رہا رومیوں کا خط۔ جو خط اس نے روم کے مسیحیوں کو لکھا اس میں اس کا دستخط تو موجود نہیں مگر نہ ہم نہ کوئی آج تک گذرا ہے جس نے یہ شک کیا ہو کہ یہ خط پولوس کا لکھا ہوا نہیں۔ گمان غالب ہے کہ یہ خط اس نے فیبی کے ہاتھ بھیجا۔ وہ کنخریہ کی کلیسیا کی خادمہ تھی اور جس وقت پولوس

یہ خط لکھ رہا تھا وہ روم شہر کو روانہ ہونے پر تھی اور علاوہ ان سب باتوں کے پولوس کے چھبیس ایسے دوست تھے جن کو وہ اس خط کے آخر میں نام بہ نام سلام کہتا ہے۔ اس کے یہ دوست اس کے لکھے ہوئے حروف کو خوب پہچانتے تھے اور جعلی خطوط کو وہ جھٹ معلوم کر سکتے تھے۔ یہ سب باتیں کہہ کر ہمیں ایک اور بات کہنی ہے اور وہ یہ کہ مسیح کی کلیسیا نے آج تک ہرگز کبھی شک نہیں کیا کہ یہ پولوس کا خط نہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ مسیحیوں کے درمیان اس امر میں بحث اور گفتگو تک کی بھی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ سب مسیحی متفق الرائے ہیں کہ جو تیرہ خطوط پولوس سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ شروع ہی سے پولوس ہی کے لکھے ہوئے مانے گئے ہیں لہٰذا اُن کے بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ یہ ایک ایسا خط ہے جس کے آخر میں اپنا کلام بند کر کے وہ اپنا دستخط کر دیتا ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے یہ مختصر دعا کرتا اور برکت چاہتا ہے "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے"۔ (۱۶: ۲۰)۔

باوجود اس کے کہ اُن میں بعض بے قاعدہ چلنے والے تھے اور محنت کشی سے ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھے اور بعضوں کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ دوسروں کے کام میں ناحق دخل دیتے تھے اور دوسروں کی روٹی کھاتے تھے تو بھی پولوس اُن سب کے لئے فضل اور برکت چاہتا ہے۔ وہ جانتا

تھا کہ یہاں یہ بھائی بہن طرح طرح سے کمزور تو ہیں پر میری دعا اور خداوند کے فضل سے یہ بہت کچھ بن سکتے ہیں۔ وہ فضل لامحدود ہے۔ اُس کی لمبائی اور چوڑائی کو کوئی ناپ نہیں سکتا۔ یہی تسلینقی بھائی پیشتر اِس سے کہ میں ان کے پاس آیا پتھروں کی گونگی بہری مورتوں کے پوجنے والے تھے اور اُن سے ڈرا کرتے تھے۔ بعض ایسی بے قاعدگی میں پڑے ہوتے تھے کہ شراب پیتے اور حرام کاری کرتے تھے مگر اب خدا کی محبّت۔ مسیح یسوع کے فضل اور روح القدس کے طفیل سے نئی پیدائش پاکر بالکل نئے آدمی بن گئے ہیں۔ جن بُری عادتوں میں وہ پہلے گرفتار تھے اب اُن سے وہ نفرت کرنے لگ گئے ہیں اور نیک اور پاک باتوں میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ ہاں یہ تو نہیں کہ وہ کمالیت تک پہنچ گئے مگر کمالیت کے اونچے پہاڑ کی راہ اختیار کرکے وہ اس پر چلتے چلتے اوپر اوپر چڑھتے جاتے ہیں۔ وہ خداوند یسوع مسیح سے جو نئی زندگی کے جیتے پانی کا سرچشمہ ہے پی پی کر تازہ اور تازہ ہوتے جاتے ہیں۔ اُس نے خود اس چشمے سے پیا تھا اور اپنے تجربہ میں تازگی حاصل کی تھی۔ پس وہ کیوں اپنے تسلینقی مسیحی بھائیوں کے لئے اِس تجربہ کے لئے دعا نہ کرتا؟ اُس کی دلی خواہش تھی کہ وہ بھی اِس کے فضل کے چشمے سے پیتے رہیں اور تازہ دم رہیں۔

پس اُن کے لئے اس کی سب سے پچھلی دعا یہ تھی "ہمارے خداوند

یسوع مسیح کا فضل تم سب پر ہوتا رہے۔"

حاصل کلام

(۲ تسلنیقی ۳: ۱۶-۱۸)

(۱) یہ کل خط شروع سے آخر تک دعا کا نتیجہ اور پھل تھا۔ خط کے شروع ہی میں یہ دعا پائی جاتی ہے "فضل اور اطمینان خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں حاصل ہوتا رہے۔" (۱: ۲) پھر ذرا اور آگے بڑھکر ہم ایک اور دعا پڑھتے ہیں "اسی واسطے ہم تمہارے لئے ہر وقت دعا بھی مانگتے رہتے ہیں کہ ہمارا خدا تمہیں اس بلاوے کے لایق جانے اور نیکی کی ہر خواہش اور ایمان کے ہر ایک کام کو قدرت سے پورا کرے۔" (۱: ۱۱) پھر دوسرے باب کو دیکھئے۔ وہاں یہ دعا ہمیں ملتی ہے "اب ہمارا خداوند یسوع مسیح خود اور ہمارا باپ خدا جس نے ہم سے محبت رکھی اور فضل سے ابدی تسلی اور اچھی اُمید بخشی ...." (۲: ۱۶)

ان کے علاوہ جو خاص دعائیں پولوس اپنے لئے مانگا کرتا تھا اور جو دعائیں اس نے چاہیں کہ اس کے تسلنیقی بھائی بہن اس کے لئے مانگا کریں اس خط میں ہیں۔ مثلاً "غرض اے بھائیو۔ ہمارے حق میں دعا کرو۔ کہ خداوند کا کلام ایسا جلد پھیل جائے اور جلال پائے جیسا تم میں

اور کجرو اور برے آدمیوں سے ہم بچے رہیں۔ کیونکہ سب میں ایمان نہیں ؛
(۳ : ۱ و ۲)۔ پھر جب خط کو ختم کر کے اپنے دستخط بھی کر دئے اور قلم بھی
رکھ دی تو بھی آخر میں یہ ایک اور دعا کئے بغیر وہ رہ نہ سکا "ہمارے خداوند
یسوع مسیح کا فضل تم سب پر ہوتا رہے" (۳ : ۱۸)۔ اگر کوئی سوال کرے کہ
یہ کیا سبب ہے کہ پولوس کا یہ خط اور اس کے باقی خطوط اس قدر پر تاثیر ہیں
۱۹۰۰ برس گذر چکے لیکن تو بھی وہ آج تک ایسے دلچسپ۔ تازہ اور پر تاثیر
ہیں۔ اس کا بھید کیا ہے ؟ تو ہمارا جواب ایک ہی ہے اور وہ یہ خط کے
لکھنے سے پہلے اور لکھتے وقت پولوس دعا کرتا رہتا تھا اور روح القدس
کی مدد طلب کرتا ہے۔ چاہے وہ خود آپ لکھتا یا کسی دوسرے سے لکھواتا
یا کسی اور کام میں مشغول ہوتا مثلاً خیمہ دوزی۔ یا یروشلیم کے غریب
مسیحیوں کے لئے چندہ جمع کرتا یا نو مریدوں سے کسی مقدمے کا فیصلہ
کراتا یا شیطان کی تدبیروں سے واقفیت حاصل کر کے انہیں باطل ٹھہرانے
کے لئے مقابلہ کی تدبیریں نکالتا اور تیار کرتا۔ یا رومی اور یہودی حاکموں
کے سامنے مسیح کی گواہی دیتا۔ یا اپنے جسم کے کانٹے کے سبب دکھ اٹھاتا یا
جھوٹے اور فریبی بھائیوں کا مقابلہ کرتا یا کجرو اور برے آدمیوں سے
ظلم اٹھاتا۔ جس حالت میں بھی وہ ہوتا تھا وہ ہمیشہ دعا میں لگا رہتا تھا۔
اور اپنے بھائیوں اور بہنوں سے بھی کہا کرتا تھا کہ دعا کے ذریعے میری مدد کرو

اور اسی طرح وہ اپنے بدن میں طاقت عقل میں روشنی اور روح میں تازگی پاتا تھا۔ یہی اس کی پھلدار زندگی کا بھید تھا اور یہ ایک ایسا بھید ہے جس کی سچائی کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیئے۔ سو پڑھنے والو پولوس کی یہ نصیحت یاد رکھو" بلا ناغہ دعا مانگو۔ ہر ایک بات میں شکر گذاری کرو۔ کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے۔ روح کو نہ بجھاؤ (دیکھو اتسلنیکیوں ۵: ۱۷-۱۹) اور ہرگز نہ بھولو کہ یہ کوئی صرف پولوس کی ہی نصیحت نہیں ہے بلکہ روح القدس کا حکم ہے۔ ہم یہ کہے بغیر رہ نہیں سکتے کہ آجکل دعا مانگنے میں سستی کرنے اور بے پروائی دکھلانے کے سبب روح القدس کی آواز دبائی جاتی ہے۔ اس کا حکم اور کلام دعا کے ذریعے مثل آگ کے ہر ایک برائی کو بجھا سکتا ہے۔ دعا کے ذریعے یہ آگ تیز بنی رہتی ہے اور جب دعا مانگنے میں غفلت کیجاتی ہے تو یہ آگ خود بجھ جاتی ہے۔ اے پڑھنے والو روح القدس کی جلتی ہوئی آگ کا چنگارہ اس خط کے پڑھنے سے تمہارے دل میں جا پڑا ہے۔ اُسے بجھنے مت دو۔ پولوس کے اس خط کے ذریعے روح القدس آج کے دن بھی کہتا ہے کہ" اپنے دل کو سخت نہ کرو۔ روح القدس کو نہ بجھاؤ۔ بلا ناغہ دعا مانگو" تب نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ کہ خداوند آپ ہی تم کو اطمینان بخشے گا۔

(۲) اِن آیات میں ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ اطمینان کے چشمے کی خوبیاں کیا ہیں

(الف) اوّل تو یہ کہ خدا خود اطمینان کا چشمہ ہے۔ دھاریں اور ندیاں تو بہت سی ہیں۔ مگر اُن سب کا انکاس ایک ہی چشمے سے ہے اور وہ چشمہ خدا کی محبّت ہے۔ اس کا بے بیان فضل۔ لہٰذا ہو نہیں سکتا کہ ایسا بھرپور اور ماسور چشمہ کبھی سوکھ جائے۔

(ب) پھر دویم یہ کہ یہ اطمینان کا چشمہ ہر جگہ موجود ہے۔ پولوس کی مثال لیجئے۔ بار بار وہ قید خانے میں ڈالا جاتا تھا۔ کوئی دوست اور عزیز نہیں تھا جو اُس کے پاس جا سکے اور اُسے تسلّی دے۔ پر وہاں بھی بند پھاٹکوں کے اندر اِس سرچشمے کی ندیاں اور دھاریں پہنچ جاتی تھیں۔ اور وہ وہاں اُن سے پی پی کر اطمینان حاصل کرتا رہتا تھا۔ اور تسلنیقی شہر کے مظلوم اور ستائے ہوئے مسیحی بھی اسی چشمے سے پی پی کر تازگی اور سیری حاصل کرتے رہتے تھے۔

(ج) اور سویم بڑی خوبی اِس چشمے کی یہ تھی کہ یہ سبھوں کے لئے تھا اور صرف ایک شرط پر کہ وہ مسیح پاس آویں اور اُس سے مانگیں چنانچہ اُس نے خود ہی فرمایا "جو کوئی میرے پاس آئے گا۔ میں اُسے ہرگز نکال نہ دوں گا" اُس نے آپ ہی ایک اور مرتبہ فرمایا "جو کوئی اس پانی میں سے (یعنے یعقوب کے کوئیں کے پانی سے) پیتا ہے وہ پھر پیاسا ہوگا۔ مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پئے گا جو میں اُسے دونگا۔ وہ ابد

تک پیاسا نہ ہوگا۔ بلکہ جو پانی میں اُسے دوں گا وہ اس میں ایک چشمہ بن جائیگا جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا (یوحنا ۴: ۱۳-۱۴)۔ اے پڑھنے والو چاہے کوئی کیوں نہ ہو مسیح کا یہ وعدہ سنو اور قبول کرو۔ اسکے سبب تمہارے دل میں تعجّب پیدا ہو۔ تم توبہ عاجزی اور شکر گذاری کیساتھ اُس کے پاس آؤ اور وہ اپنے فضل سے تمہارے اندر زندگی کی ندیاں جاری کرے گا۔ اپنے ایمان لانے والوں پر وہ اپنی روح نازل کیا کرتا ہے اور اسی روح کے وسیلے اُس کے اندر پاک دل پیدا ہوتا ہے اور اطمینان کا چشمہ جاری ہوجاتا ہے۔ سو پڑھنے والو کہیں دیر نہ کرنا۔ آج ہی اِس خوشی کی خبر کو سُن کر نئی پیدائش کی بخشش حاصل کرو۔ تب یہ حال ہوگا کہ ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر طرح سے اس اطمینان کے چشمے سے تمہارے اندر جیتے پانی کی ندیاں جاری رہیں گی۔

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

(۱) کیا جیتے پانی کی ندیاں جو روح القدس کے وسیلے جاری کی جاتی ہیں میرے اندر جاری رہتی ہیں؟ کہیں کسی وجہ سے وہ سوکھ تو نہیں گئیں۔ اور اگر ہیں بھی تو کہیں یہ تو نہیں کہ صرف قطرہ قطرہ پانی اُن میں بہتا ہے اور میں تب پوچھوں کہ ایسی کمی کا سبب کیا ہے۔ میں اس کمی کے

نشانات کا بڑی فکرمندی سے لحاظ کروں اور ان کے بارے میں غفلت نہ کروں

(۲) کیا میں فکرمندی کی باتوں کو دعا کے وسیلے خدا کے حضور پیش کیا کرتا ہوں
کیا خدا کا اطمینان جو ساری سمجھ سے بالکل باہر ہے میرے دل اور خیالوں کو
مسیح یسوع میں محفوظ رکھتا ہے؟

(۳) کیا میں خط لکھتے وقت یا کیا کوئی اور کام کرتے ہوئے پولوس کے
نمونے پر کام کے بیچوں بیچ ٹھہر جاتا ہوں اور خدا سے اپنے اور اوروں
کے لئے دعا کیا کرتا ہوں؟

دُعا

"اے خداوند مجھے دعا مانگنی سکھلا تاکہ دعا مانگنے کی عادت میرے دل
میں بیٹھ جائے۔ ایسا کہ میں بلاناغہ دعا مانگا کروں اور ہر ایک بات میں دُعا
اور منت کے وسیلے شکرگذاری کے ساتھ تیرے حضور میں اپنی درخواستیں
پیش کروں"۔ آمین

